الجامعة العربية احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

خطبہ نمبر ۷۸

خطبہ نمبر ۷۹

خطبہ نمبر ۱۰

مقالہ نمبر ۱۸

مقالہ نمبر ۱۸ ... ۱۰۱

خطبہ نمبر ۸۳

خطبہ نمبر ۸۴ ۱۶۳

خطبہ نمبر ۸۵

خطبہ نمبر ۸۷

خطبہ نمبر ۸۸

خطبہ نمبر ۸۹

خطبہ نمبر ۹۰ ۲۷۳

علم کے موتی پرونا کوئی اِن سے سیکھ لے
شیخ مفتی زرولی کی ذات بھی وہ خاص ہے
لفظ دریا معانی ہر ورق بحر العلوم
جو کتابوں کے ذخیرے میں عجب سوغات ہے
جامع البرہان ہے جو جامع البرکات ہے
احسن الخطبات ہے یہ احسن الخطبات ہے
سمیع صدیقی

قل هو الله احد

مقدمۃ المؤلف

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

حق تعالیٰ خود نظام کا منتظم اور مدبر ہے

"یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ" (سورۂ سجدہ آیت ۵)

کے پیشِ نظر ملائکہ ہیں یا انبیا علیہم السلام، خلفاء راشدین ہیں یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین ہیں یا تبع تابعین، فقہاء کرام ہیں یا مجتہدین، محدثین ہیں یا مفسرین، مؤرخین ہیں یا محققین، مصنفین ہیں یا ناشرین، جامعین یہ صرف ذرائع اور وسائل خیر ہیں۔ حقیقت کارفرمائی چشمۂ فیضان الوہیت کی ہی ہے

"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"

(بنی اسرائیل آیت ۸۵)

نبی آخر زمان رسول اکرم ﷺ کو جن وانس فرش تا عرش جمیع خلائق اور کائنات کے لئے رسول و نبی خاتم و ختم بنایا ہے۔

حضرت اقدس امام العصر محدث کبیر فقیہ علی الاطلاق آیت من آیت اللہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے منظومہ میں فرماتے ہیں

یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا
تا مرکز عالم توئی بے مثل و نظیری
ادراک بختم ست و کمال ست بخاتم
عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

چنانچہ علوم نبوت کی جو تنفیذ چار دانگ عالم میں خلافت راشدہ سے ہوئی اور خود بنوامیہ اور بنوعباس کے صد قبائح اور بشریات، مصائب سمیت کائنات کے چپے چپے تک وحدت وفردت الٰہی کا پیغام اور نبی خاتم کی منور تعلیمات کا شہرہ جس دہیز ہلے سے حجر وشجر ومدرتک پہنچا ہے وہ بھی آیت قرآنی ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کا کرشمہ ہے۔

عرب آئمہ اپنی جگہ مگر اعاجم کے آئمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تفقہ اور تبحر اجتہاد، ان کے لائق وفائق شاگردوں اور معتقدین کے ذریعے جس طرح ''نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر'' کی ایک مسلمہ داستان ہے جس کے شیریں وپرلذت زمزموں سے رہتی دنیا فائدہ اٹھارہی ہے۔ احادیث کے میادین میں امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح کو دیکھ لیجیے جسے مصنف اور مصنف دونوں کے لئے معراج صدق ودیانت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معجزہ مانا جاتا ہے۔ بہرحال

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم

چناں کہ حرف عصا گفت موسیٰ در طور

مولانا روم رحمہ اللہ شمس تبریز کے لئے ترجمان کھیبہ ے اور کہنا پڑا کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حق تعالی نے مولانا روم رحمہ اللہ کی کتاب کو اپنی شیخ کی شرافت مقام اور بے باک ترجمانی کو یہاں تک پہنچایا کہ زبان پر یہ آیا

من چہ می گویم وصف آں عالی جناب

نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

یہ وہی جذبات ہیں، اسی کتاب کی حق گوئی ہے جس کے راست بیان کے لئے مولانا رحمہ اللہ کو مدوجزر میں یہ احساس دلانا پڑا کہ

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن درزبان پہلوی

دنیائے علم وتحقیق تسلیم کر چکی ہے کہ قرآن کریم کے اسرار سربستہ کے بہت سارے دریائے موجزن مولانا روم رحمہ اللہ کے شعری گلدستوں اور نخنہائے لذت وشیریں زبانی سے بہ آسانی حل ہو جاتے ہیں ۔ بحر العلوم نظیری کی شرح اور حاجی امداد اللہ کا مختصر

دیوان اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کلید تو اس باب میں روح المعانی اور فتح الباری کا مقام رکھتی ہیں۔

ان فی ذالک لکفایتہ لمن کان لہ طلب صادق وعلم راسخ وقدم ثابت

واطلاع واسع وذوق سلیم وطبع کریم

چنانچہ اس عاجز ودرماندہ جس کا کائنات علم وعمل میں نہ کوئی مقام ہے اور نہ کوئی ذکر ہے بلکہ صحیح معنیٰ میں

''لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا'' (سورۂ دہر)

کا مصداق ہے، حق تعالیٰ نے اپنے تکوینی کرشمہائے سر بدنوعزیزم ہمایوں مغل کی شکل میں ظہور پذیر فرمایا جو کبھی اس عاجز کے خرافات بمعنی ملفوظات اور کبھی اس کے گلے سڑے ادار یہ بشکل معارف ومحاسن اور کبھی جمعوں کے معذرت خواہانہ رویے برنگ خطبات کے حسین وجمیل عنوانات کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور یہ کام جو کہ از حد دشوار ہے، ان کے لئے حد درجہ آسان اور ''وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَا'' کا مظہر اور شیریں قند مکرر کی طرح لذیذ و موزون بنایا ہے، خود اسی کا شعر ہے:

میں تو کچھ بھی نہیں ہوں تجھ کو بھلا لگتا ہوں

عاشقی میں اسی ادا کو عدل کہتے ہیں

یہ خطبات ہوں یا رسائل، احسن البرہان ہو یا معارف ومحاسن، اس کی کمزوری اور پر از اغلاط ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی نسبت اس نابکارہ اور شرمسار کی طرف

ہے شیخ سعدی رحمہ اللہ نے خوب کہا تھا کہ

کرم ہیں لطف خداوندگار

گناہ بندہ کہ ہست او شرمسار

گو بشری قلم دوران شباب سے عنفوان تعلیم و تدریس تک یہ عادت رہی تھی کہ تحریر ہو یا تقریر صحیح مسلک کی حمایت صحیح علم کی ترجمانی اور درست تحقیق کا آئینہ دار ہو مگر ایسا کب ہوا اور کب نصیب ہوا، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ایک شعر خوب ہے

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال

بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا

بعض عبارات بے موقع بعض تحقیقات تدقیق سے حیراماں یافتہ بعض رد و قدح تجاوز عن الاعتدال کا خمیازہ اور اس قسم کی بہت ساری چیزیں جو صرف قابل اصلاح نہیں بلکہ واجب اصلاح ہیں، حضرات قارئین اور انصاف پسند ناظرین ہمیں ایسے موقع پر معاف فرمائیں کہ اللہ کریم و رؤف معافی کو پسند فرماتے ہیں

''اللھم انک عفو و کریم تحب العفو فاعف عنا''

حق بارگاہ ایزدی میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے دریائے لطف و کرم عفو و احسان کے عظیم صدقوں کے پیش نظر حق سے خالی فتوی یا دیانت سے عاری تحقیق یا جمہور کے منصور قول سے انحراف یا بغیر کسی وجہ کے کسی بھی اپنے اور پرائے کی دل آزاری سے بے زار اعتذار معافی کا خواستگار ہوں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی گلستان کے آخر میں کیا خوب التجا اور مناجات ہے

لو ان لی یوم التلاق مکانۃ

عند الرؤف لقلت یا مولانا

انا المسی وانت مولی محسن

ھاقد اسأت واطلب الاحسانا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

عاجز وفقیر محمد زرولی خان

بوقت روانگی عمرہ قبل از ظہر ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

جمعۃ المبارک ۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء

خطبہ نمبر ۷۷

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امابعد!

''وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

ادخلوا فی السلم کآفۃ ولا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین O فان زللتم من بعد ما جآءتکم البینت فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم O ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور O (بقرہ آیت ۲۰۸ تا ۲۱۰)

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

سانحۂ دلخراش پر حسرت و افسوس کی صدائیں

چند دن قبل عاشورۂ محرم کو پاکستان کے اندر ایک دینی درسگاہ اور اپنے وقت کے مقتدر مفسر بہادر عالم دین اہل حق کے اپنے زمانے کے سپہ سالار شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے دینی ادارے پر جلوس کے نام سے وہاں سے گزرتے ہوئے مفسدین نے حملہ کیا اور بہت ہی دردناک اور کربناک مناظر برپا کئے، جس پر پورا عالم اسلام دردمند ہے، علماء غمگین ہیں، طلباء فکر مند ہیں، مسلمان جن میں ایمان ہے وہ رنجیدہ ہیں۔ یقینی بات یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات دین دشمنی کے نتائج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہیں، میں نے جو آیات پڑھی ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مفسدین کا ذکر کیا ہے جو راستے سے گزرتے ہوئے فسادات کرتے تھے، انہوں

کو اور حیوانات تک کو ہلاک کرتے تھے، جھوٹے ہونے کے باوجود وہ قسمیں کھاتے تھے یعنی پاک ناموں کو غلط استعمال کرتے تھے۔

ائمہ تو پاک لوگ ہیں حضرت علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی آل واولاد ائمہ اہلسنت ہیں، وہ ائمہ اسلام ہیں، ائمہ دین ہیں ان کے تشخص اور تقدس پر کلام نہیں وہ مسلمانوں کے مذہبی سرمایہ ہیں اور حضرت علی خلیفہ چہارم ہیں، ہدایہ کے ادب القاضی میں ہے "والحق کان بیدی علی" اختلافات میں علی برحق تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ صحابی ہیں فقیہ ہیں تو غلطی پر بھی اللہ تعالیٰ انہیں ایک اجر عطا فرمائے گا کسی کو طعن کرنے کی اجازت نہیں ہے اور باقی بعد کے واقعات ہیں جو کہ حضرت حسن مجتبیٰ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے متعلق ہیں۔

واقعہ کربلا پر چند اہم تصانیف

حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں "والحق ان الحسین قُتل مظلوما" (منہاج السنۃ النبویۃ جز۲ ص۲۴۹) سچی بات یہ ہے کہ حسین کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔

ہندوستان کے تمام اسانید کے مسند تمام علماء کا مرجع اور ماویٰ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب لکھی تحفہ اثنا عشریہ۔ ان سے پہلے ان کے والد حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تفضیل الشیخین لکھی۔

دارالعلوم کے بانی مبانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب

نانوتوی رحمہ اللہ نے اربعین لکھی۔

فقیہ الہند اور محدث الہند حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے "ہدایۃ الشیعۃ" لکھی ان کے شبہات کے جوابات دیے ان کے غلط طرز حیات کو قرآن وسنت ائمہ کے اقوال کی روشنی میں رد کیا۔

مولانا مہدی حسن خان صاحب رحمہ اللہ نے آیات بینات لکھی اور واضح کیا کہ اہلسنت اہلبیت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین، عائشہ بی بی، فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم سب اہل حق قابل احترام اور ایمان کا معیار ہیں ان میں سے کسی پر بھی انگلی اٹھانا خروج عن السنۃ ہے اور دخول فی النار کا باعث ہے۔

قریبی بزرگوں میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے شہید کربلا کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس میں حقیقت حال واضح کی، روافض کے دجل اور تلبیس کو بھی تہس نہس کیا اور اہلسنت کو آداب تلقین فرمائے اور جو لوگ بے راہ روی اور خالص جذباتیت اٹھائے ہوئے تھے حضرت قاری صاحب نے ان کا دیوبندی ہونے سے انکار فرمایا چھپی ہوئی کتاب ہے۔

پاکستان کے سب سے بڑے فقیہ اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے "شہادت کربلا" کے نام سے کتاب لکھی اور جن لوگوں نے اس واقعے کو غلط رنگ دیا خواہ وہ لوگ ہوں یا یہ لوگ ہوں انہیں جوابات دیئے ہیں اور واضح کیا ہے کہ شہداء کربلا اہلسنت کے اکابر اور بزرگ ہیں اور یہ بھی ثابت کیا کہ کربلا کا واقعہ اندوہناک ہے اور اہلسنت نے ہر دور اور ہر زمانے میں اسے غم کا واقعہ تسلیم کیا ہے اور یزید سے اس قسم کا کوئی اعتقادی

اتصال نہیں ہے نہ ہی دار العلوم دیو بند کے کار پرداز ان اس کے حامی ہیں ہاں اس کو کافر اور لعنتی تو نہیں کہا گیا۔

یزید کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا مؤقف

اس سلسلے میں راجح وہی ہے جو فقیہ الزمان محدث العلم حضرت الشیخ استاذ نا ووسیلتنا الی اللہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ نے معارف السنن کی چھٹی جلد صفحہ ۸ پر لکھا ہے "ویزید لا ریب فی کونہ فاسقا" "یزید اس قسم کے کرتوت میں فاسق تھا۔

بلا ریب بغیر شک شبہ کے محدث زمانہ فقیہ وقت امام العصر انور شاہ کے علوم کے امین اپنے وقت کے مسلم معتمد ہستی آگے لکھتے ہیں کہ

"فی یزید ثلاث فرق" پھر تین فرقے بنتے ہیں "فرقۃ تحبہ" ایک فرقہ اس سے محبت کرتا ہے، "وفرقۃ تسبہ وتلعنہ" ایک فرقہ ہے جو اس کو برا کہتا ہے اور لعنت کرتا ہے، "وفرقۃ متوسطۃ لا تتولا" ایک فرقہ متوسط ہے وہ اس سلسلے میں خاموش رہتا ہے۔

محمود احمد عباسی، حکیم عباسی کا بڑا بھائی تھا عالم آدمی تھا لیکن سخت غلطی کا شکار تھا ۔اس نے ایک کتاب لکھی "خلافت معاویہ ویزید" اس میں اس نے لکھا ہے کہ امام احمد ابن حنبل نے یزید کو اپنی کتاب "کتاب الزہد" میں عابد و زاہد لکھا تھا۔ میں طالب علمی کے زمانے میں ان کے گھر گیا اور احمد ابن حنبل کی کتاب الزہد ساتھ لے کر گیا، میں نے اس

سے کہا کہ یہ امام احمد کی کتاب الزہد ہے اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے جو آپ نے اپنی کتاب میں اس کا حوالہ دے کر لکھا ہے۔ بلکہ میں نے انہیں امام مالک رحمہ اللہ کا وہ قول نکال کر دکھایا جس میں حضرت سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی کتاب ''موطا'' میں یزید کا ذکر نہیں کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی کتاب کو پلید نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد میں نے انہیں ''میزان الاعتدال'' ذہبی کی اور ''لسان المیزان'' ابن حجر کی اور ''تہذیب الکمال''... ''خلاصہ'' خزرجی کی یہ سب لے کے گیا تھا میرے پاس اتنا سرمایہ تھا ان سب میں نشان لگے تھے اور سب میں لکھا تھا کہ

''یزید ابن معاویہ ابن ابی سفیان ابن حرب مقبوح فی عدالتہ لا یروی عنہ''

اس کی عدالت ذہن مس ہوچکی ہے محدثین کو جائز نہیں ہے کہ اس سے روایتیں کریں۔

میں نے اس سے کہا کہ کس عذاب میں ہیں آپ لوگ، اس نے مجھ سے کہا کہ آپ نے مجھے بڑے اچھے علوم دئے اگرچہ میرے مسلک کے خلاف ہیں لیکن میں آپ کی ہمت کا اور آپ کی زبردست شجاعت کو داد دیتا ہوں میں نے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں بس آپ حق قبول کرلیں۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

میں نے کہا بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابو داؤد متداول احادیث کی، اسلام کی تمام کتابیں اس بات کی دلیل ہیں، ان تمام کتب میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے اور یہ اجماع اسلام اور اجماع مسلمین ہے یزید سے عدم روایت پر۔

طلباء اور مدارس پر ظلم و بربریت، یزید کی یادگار

بہر حال یہ مبحث علماء طلباء اور تاریخ کے قدر دانوں کے لئے ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت حسین اور شہدائے کربلا کا نام لیتے ہیں اور اس بہانے پھر جلوس نکالتے ہیں تو اس سلسلے میں کئی گزارشات کرنی ہیں، ایک گزارش تو یہ کرنی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء شہدائے کربلا ان کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق ایمان کا بھی ہے اور اعمال کا بھی ہے اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ صحابہ ہیں اور ان کی اولاد ہیں اور اس وجہ سے بھی ہے کہ پیغمبر ﷺ کے نواسے آل واولاد ہیں، دوہرا رشتہ ہے اور حضرت حسین یا رفقاء حسین کے ساتھ دریا فرات کے کنارے جو صورت حال پیش آئی وہ ایک تکوینی نظام ہے اور یزید کی حکومت کی غلط کارکردگی ہے عبید اللہ ابن زیاد کا ظلم وستم ہے۔

مغرب کے ہاتھوں بکی ہوئی میڈیا اور صحافت

لیکن راولپنڈی میں مدرسہ تعلیم القرآن، وہاں پڑھنے والے طلباء شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور ان کے مدرسے کے اہل حق علماء طلباء یہ سب حسین کے ماننے والے ہیں، حضرت حسین کے ماننے والوں کو مارنے والے یزیدی ہوتے ہیں تو یزیدی تو اس وقت آپ ہیں جنہوں نے مسجد کو جلایا مدرسے کو خاکستر کرلیا طلباء کے ساتھ بہت ہی زیادتی کی گئی، حکومت وقت بھی اس پر متفق ہے کہ بڑا ظلم ہوا اور یہ عجیب بات ہے کہ ہر شرارت میں حکومت حصہ دار ہوتی ہے۔ آپ ذرا غور کرلیں کہ شام تک یہ بیانات دیتے تھے کہ پُرامن جلوس نکلے اور وہ واقعہ پیش آچکا تھا جمعہ کے وقت لیکن یہ مغرب کے

ہاتھوں بکی ہوئی زرخرید میڈیا، یہ بے ضمیر اور بد ضمیر میڈیا وہ بلیٹن شائع نہیں کر رہے تھے یہ انصاف ہے آپ کہتے ہیں ہم تو آزدی اظہار رائے کرتے ہیں وہاں تو لاشیں آج تک نکل رہی ہیں اس کا دکھ درد تو آپ نے مسلمانوں کو نہیں بتایا میڈیا پر ان کا جرم کیا تھا؟ وہ تو اپنے ادارے میں تھے وہ تو کسی کے گھر کے سامنے نہیں گئے تھے اوباش لوگ مفسدین ان کے پیچھے گئے تھے۔ یہ عجیب وغریب صحافت ہے اور یہ اس کا انداز زندگی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی برابر جرائم میں اور گناہوں میں شریک ہیں۔ اس موقع پر آپ کو تو کھل کر کہنا تھا کہ ملک کا ایک مقتدر ادارہ مین اس وقت جب نماز جمعہ ہو رہی تھی جمعہ میں لوگ نماز کے لئے متوجہ ہوتے ہیں منبر پر جو بیٹھا ہوا تھا وہ عالم تھا وہ پاگل تو نہیں تھا اگر اس نے کچھ کہا ہے تو تم لوگوں نے یہ کہلوایا ہے اس سے۔ اندر جو آئے نمازیوں کو اور طالب علموں کی توہین شروع کر دی بے ادبی تو ظاہر ہے امن کے ماحول میں اور غصے کے ماحول میں کلام کا فرق ہوتا ہے میں بھی آج کہہ رہا ہوں کہ حسینیوں کو مارا گیا ہے یزیدیوں نے اور یہ کہوں گا اور جب تک زندہ ہوں کہتا رہوں گا۔

حکومت کا غلط طرز عمل اور اس کے نتائج

مجھے کسی نے کہا کہ آپ راولپنڈی نہیں گئے میں نے کہا میرے نہ جانے میں پاکستان کی خیر ہے اور میری بھی خیر ہے جاؤں گا تو سچ بولوں گا اور سچ بولنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے، زیادتی ہے، آپ ان کو جلوس گزارنے دیتے ہیں تو حفاظت بھی کرلیں اگر جلوس کا جواب جلوس بن جائے تو آپ کے لئے مشکلات ہو جائیں گی کون سی

ایجنسی یا کونسی رینجرز یا کونسی آرمی ہے جو اس کا جواب دے سکے گی۔ اگر طاقت آزمائی کا یہ طریقہ ہے کہ کوئی بھی جلوس لے کے آئے اور اس وقت وہ جو کرنا چاہے تو پھر جلوس کا جواب جلوس سے دیا جا سکتا ہے، ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ جب آپ نے انصاف نہیں دیا اور انصاف کو قبول بھی نہیں کیا تو ہر طرف سے اب آپ کو مارا جا رہا ہے اور اب آپ اس حال پر پہنچ گئے ہیں کہ آپ اپنے لوگوں کے سامنے ہاتھ جوڑ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ مذاکرات کرلو، ہمارے ساتھ بات کرلو۔ آپ تو حکومت ہیں آپ کے پاس ایجنسیز ہے آپ کے پاس طاقت ہے آپ کا تو ہاں اور نہ ہونا چاہیے مگر یہ اس وقت کہ انصاف کی سرحدوں پر آپ قائم رہے ہوتے، انصاف قائم کرنا یہ حکمران کا فرض ہے اپنی ایجنسیوں کی حاضری لینا اور ان کی خدمات دیکھنا یہ حکومت کا فرض ہے حکومت کا کام لوگوں سے چندے مانگنے ملکوں میں جا جا کے غلط سلط تعارف کرنا اور جھوٹ بولنا نہیں ہے۔ آپ پہلے اپنا ملک دیکھیں، اپنے مکینوں کی حفاظت کریں، ہماری طرف سے تو ایک مطالبہ بھی نہیں ہوا تو جھگڑا کس چیز کا ہے ہمیں تو پہلے سے پتہ ہے کہ یہ جلوس گزرتے ہیں تو جلوس تو گزرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ پاکستان میں ان کا جمہوری حق ہے تو کیا ہمارا جمہوری حق نہیں ہے کہ مسجدیں اور مدرسے نمازی اور طالب علم محفوظ رہیں یا ان کے ساتھ یہ اضافہ بھی کرلیں کہ جلوس کے دوران وہ جن کو قتل کرے یہ بھی ان کا حق ہے آپ نے تو یہ انداز اختیار کیا ہے جلوس گزرنے میں تو اشکال نہیں اس سے پہلے بھی گزرا ہے اور نئی جگہوں سے گزرا ہے جلوس تو نام ہے اصل تو طاقت آزمائی ہے اور جن کو وہ نہ چاہے کوئی سا بھی جلوس ہو ان کو زک پہنچانا ان کو اذیت پہنچانا یہ عام دستور دیکھنے میں آرہا ہے۔ کیا اتنے بڑے پاکستان میں، اتنے بڑے

پارلیمنٹ ،اتنے بڑے ججز اور انصاف کے قلم کار اور عظیم دائی چیف جسٹس صاحب جو براجمان ہے کیا ان کے دائرہ انصاف میں یہ شامل نہیں ہے کہ علماء شیعہ کو بٹھائیں بدعتی اینڈ کمپنی والوں کو بھی بٹھائیں اور ہمارے علماء کو بھی بٹھائیں اور ان سے دریافت کر لیں کہ قرآن اور سنت ابوبکر عمر عثمان علی حسن حسین عائشہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہم جس دین کو مانتے تھے اور جس کے لئے انہوں نے قربانیاں دیں اب دین میں جو جو جلوس ہے جس پر آپ متفق ہو جائیں وہ جلوس نکلے گا تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

ایک اہم میٹنگ اور اس کا حال

یہاں کراچی میں سواد اعظم اہلسنت کے زمانے میں گورنر عباسی صاحب کے یہاں میٹنگ ہوئی وہ بڑے نیک اور شریف آدمی تھے اس کے بڑے سب دیوبندی تھے خود وہ انگریزی پڑھا ہوا تھا اسی نظام کا لیکن اس میں حیا اور تہذیب تھی۔ اس نے سب مولویوں کو جمع کیا میں بھی اس میں حاضر تھا ایک طالب علم کی طرح اس نے کہا یہ جلوس آ۔ دن قتل وغارت کا سبب بن رہے ہیں، ہمارے پولیس والے دھوپ میں کھڑے رہ کر مرجا۔ تے ہیں لوگوں کے کاروبار ٹھپ ہو جاتے ہیں اور لوگ خطرے میں پڑ جاتے ہیں تمہیں بھی صبح سے شام تک دیوانہ وار پھرنا ہوتا ہے، آپ لوگ کتابوں میں دیکھیں اگر یہ ضروری ہے تو پھر رہے اور اگر ضروری نہیں ہے تو اس کو بند کر لیتے ہیں۔ آپ یقین کر لیں کہ شیعہ اور بریلوی دونوں نے متفق ہو کر کہا کہ یہ جلوس غیر ضروری ہیں، اس میٹنگ میں رضی مجتہد موجود تھا، شفیع اوکاڑوی موجود تھا اور وہ تمام ریکارڈ موجود ہے آپ جب چاہیں ڈی ایم ایل اے افضل

خان کے زمانے کے ریکارڈ سے نکلوا کر دکھاتا ہوں لیکن بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بدبختوں نے اس وقت آخر میں یہ اشکال کیا کہ یہ سب باتیں علم کے دائرے میں مسلّم ہیں اور ان جلوسوں کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں اور پھر ان سے خطرات پیدا ہوتے ہیں، لوگ خطروں میں پڑتے ہیں جانیں جارہی ہیں املاک جلانے اور نقصان پہنچانے کے موقع بنتے ہیں یہ نہیں ہوتو اچھا ہے لیکن آخر میں بڑے دردناک بات ایک نے کہی اس نے کہا اگر شیعہ جلوس محرم میں بند ہو جائیں تو پھر ربیع الاول میں میلاد مصطفیٰ کا جلوس بھی بند ہو جائے گا اس کا بھی یہی حال ہے۔ حکومتوں میں اتنی ہمت نہیں ہے کوئی طریقۂ کار یا شیڈول بنالیں، یہ بس خاموش ہو جاتے ہیں، یہ نہیں کہ ان سے کہے کہ ابھی آپ نے کہا تھا کہ اس کی دینی حیثیت نہیں لہٰذا یہ کالعدم ہے۔

میں اب بھی کہتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں حکومت وقت سے بھی سیاسی زعماء سے بھی اور دونوں فریق جو جلوس کے ذمہ دار ہیں ان کے نمائندین سے بھی کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم ملک کے وفادار ہیں ہمیں پاکستان کا امن چاہیے ہم نے پاکستان بنایا ہے (شاباش، واہ واہ کیا کہنے ہیں) انہوں نے بنایا ہے! ان کی کتابیں ''تجانب اہلسنت'' دنیا کو پتہ ہے'' رسائل نوریہ رضویہ'' چھپ چکی ہے'' اعلام الاعلام بان الہندوستان دارالاسلام'' سب کتابیں موجود ہیں انہیں دیکھ لو کھلی آنکھوں سے اور اس کے بعد بتاؤ کہ پاکستان کس نے بنایا ہے۔

ایک حکایت

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب گلستان میں ایک عجیب حکایت لکھی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ لوگ کشتی میں بیٹھ کر دریا کے اس پار جا رہے تھے تو ہر طرح کے لوگ کشتی میں ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں بھی ایک کشتی میں بیٹھ گیا اور میرے بیٹھنے کے بعد اتفاق سے اس کشتی میں بیس تیس یہ دوسری جنس کے لوگ آ گئے تالیاں بجاتے ہوئے اور وہ وہاں بیٹھ گئے تو جب وہ کشتی روانہ ہوئی اور وہ اپنے سفر میں آئے تو طبلے بجاتے ہوئے تالیاں بجاتے ہوئے اور شیخ سعدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے یہ تو نہیں ہے ہم ہیں یہ کوئی اور ہے تو شیخ سعدی نے کہا کہ مجھے ان کو دیکھ کر کیونکہ وہ بڑی اکثریت میں تھے اپنی مردانگی پر شرم آنے لگی ایسی الٹی اور غلط باتیں کہی جارہی ہیں تاریخ کا چہرہ مسخ کیا جا رہا ہے وہ ایک مشاعرے میں ایک شاعر کھڑا ہوا اور اس نے کہا

مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

لوگوں نے اس کو آواز دی کہ آپ شعر غلط پڑھ رہے ہیں یہ ایسے نہیں ہے ایسے ہے اس نے کہا آرام سے بیٹھو ایسے ہی پڑھا جائے گا جو میں پڑھتا ہوں

''مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے''

دنیا کا ہر ایک نقشہ الٹا نظر آتا ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وفات پر طرز عمل

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور شہداء کربلا کے لئے ایصال ثواب کرنا، کھانے پکا کے تقسیم کرنا، جائز طریقے سے اہل حق کی طرف سے شربت پلانا، دودھ

پلانا، یہ قدیم تواریخ میں ملتا ہے جب روافض اور دیگر خباثتیں دنیا میں نہیں تھیں تو لوگ کرتے تھے، یہ کہنا ان کا پانی بند کیا گیا تھا ان کو نہ پانی پینے دیا نہ ان کے بچوں کو تو یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی آپ خیرات کرتے ہیں اسی طرح سکون مردے کو پہنچتا ہے۔ ہم جیل میں تھے ایک بڑے عالم بھی ہمارے ساتھ تھے اس وقت 1984 میں اسی مسئلے میں ڈی ایم ایل اے افضل خان نے ہمیں سرکاری مہمان بنایا تھا اس فرقہ کے لوگ بھی تھے۔ میں تھا، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا اسفندیار، استاذ محترم مولانا مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ اور دوسری طرف مولانا آصف قاسمی مولانا زکریا اور تحمیل احمد خان بلیغ الدین ایک اور گروپ سیرت کمیٹی کے نام سے یہ لوگ دلوئی میں تھے اور ہم لوگ کھارو ریسٹ ہاؤس میں۔ ہمارے ساتھ طالب جوہری اور ایڈوکیٹ جعفر حسین، افضل علی اور عرفان حیدر جو حادثے میں فوت ہو گیا ۔۔ درمیان درمیان میں بات چیت اور ادھر ادھر کی باتیں بھی ہوتی رہیں تقریباً تمام مسائل پر گفتگو رہی۔ یقین کریں مجلس میں اتنے اعلیٰ اخلاق کے ہوتے ہیں کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا ہیں کہ یہ فساد کب کراتے ہیں ایسے بہترین خوشی ظاہر کرتے ہیں علمی باتوں پر حوالوں پر عبارات پر کہ انسان حیران رہ جائے۔

تو وہاں بھی یہ مسئلہ چلا اور ہم نے دریافت کیا کہ ساری جنگ جلوس پر ہے، کیا یہ جلوس ضروری ہے اگر ضروری ہے تو ہم اپنے لوگوں کو منبر سے سمجھا دیں گے کہ یہ بھی پاکستان میں ہیں اور انہوں نے بھی ہمارے ساتھ پاکستان بنایا ہے اب وہ پاکستان جب تک ہے تو یہ ہنگامے کرنے دو خاموش رہو آپ مجھے کوئی کتاب مذہب کی بتادیں کیونکہ مجھے پتہ ہے آگے جو ان کی فقہ ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اس میں تمام اقوال ائمہ کے ہیں اور اس میں اس

طرح کی کوئی بات نہیں ہے میں نے پہلے سنائے ہیں آپ کو وہ اقوال۔ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ تلوار تو سونے کی نہیں ہوسکتی اس کا دستہ جائز ہے ؟اس نے کہا" کانت قبيئة السيف ابى ابكر الصديق ذهبا "ابوبکرصدیق کی تلوار کا دستہ سونے کا تھا تو جائز ہے ابوبکر کے اعمال اسلام کے ہیں تو اس نے کہا" اتقول له صديق " آپ نے ان کو صدیق کہا تو امام جعفر صادق نے کہا

"اقول له صديق" "اقول له صديق" "اقول له صديق"

"ومن لم يقل له صذيق فلا صدق الله فى الدنيا والآخرة "

میں تو صدیق کہوں گا، کہوں گا، کہوں گا جو ان کو صدیق نہ مانے اللہ اسے دونوں جہانوں میں جھٹلا دے۔

روافض کی معتبر کتب کے چند حقائق

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے یہ بددعائیں انہی کو دی ہیں جو ابوبکر کو گالیاں دے رہے ہیں شیعہ کی معتبر کتاب "رجال کشی" جلد دوم میں یہ لکھا ہے میرے پاس کتاب میں صفحہ بھی لکھا ہوا ہے اور اسی کتاب میں ہے"حب ابى بكر وعمر ايمان "ابوبکر اور عمر سے محبت کرنا عین ایمان ہے" وبغضهم نفاق "اور ان کے ساتھ بغض رکھنا منافق کا کام ہے

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ لوگ ہمارے اختلافات کی وجہ سے بی بی کی شان میں ہتک کرتے ہیں وہ باز آجائیں، باز آجائیں، باز آجائیں،"هى اُمكم واُمنا فى الدنيا والآخرة "یہ آپ کی

اور ہماری دینی ماں ہے دنیا وآخرت میں۔ کتابوں میں تو سب صحیح لکھا ہوا ہے اب کتاب تو روڈ پر نہیں آسکتی واپس جاؤ یہ کتاب میں نہیں ہے یہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے یہ تو کوئی اور حرکت شروع ہے، یہ تو مجوسیت کو ہوا دی جارہی ہے، آتش پرستوں کی حرکتیں ہورہی ہیں ''نہج البلاغہ'' ان کی معتبر کتاب ہے ان کے نزدیک وہ ہماری بخاری شریف سے زیادہ مضبوط ہے، یہ لوگوں کو کہتے ہیں بخاری شریف تو امام بخاری نے لکھی ہے اور یہ حضرت علی نے، تو میں نے ان کو کہا شرم نہیں آتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبے ہیں لکھی تو بعد میں یہ بھی ابی حدید اور رضی نے ہے اور ان کے بھی بعد کے لوگوں نے لکھی ہے، یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کے بہت بعد میں ہیں اور امام بخاری نے اپنی باتیں نہیں رسول اکرم ﷺ کی احادیث نقل فرمائی ہیں۔ کتابوں پر اگر فیصلہ ہو دلائل پر ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ کی دعا سے پورے پاکستان کی طرف سے یہ فقیر اکیلا ہی کافی ہے اور تمام مسائل میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مطمئن کراسکتا ہوں، جتنے بھی اختلافی مسائل ہیں۔

ایک اشکال کا جواب

مثلاً ان کا یہ الزام کہ یہ لوگ یزید کے حامی ہیں، یہ صریح جھوٹ اور بہتان تراشی، افتراء اور جعلسازی ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہمارے بزرگوں نے اس کی نفی کی ہے تمام کتابیں بھری پڑی ہیں ان کا یہ کہنا حسین اور کربلا کو یہ لوگ نہیں مانتے بالکل غلط ہے میں نے بتایا نہیں کسی زمانے میں ہمارے بزرگ بھی ترغیب دیتے تھے کہ عاشورا محرم ہے شہداء کے لئے کچھ کھانا تقسیم کرو کچھ ٹھنڈا شربت ہو جائے کچھ پانی بہت پیاس سے تڑپے تھے ہاں تو

وہاں یہ بات رہ جاتی ہے، وہاں قصہ یہ ہوا تھا ہمارے بزرگوں میں سے ایک کا بچہ ٹھرن جنگی میں گر کر مرا تھا تو وہ جیل میں تھے نظر بند تھے بچہ یاد آتا تھا تو ایک دن مجھے کہا اللہ اکبر میں نے کہا کیا ہوا کہا وہ بچہ پانی مانگ رہا ہے اور مرا ٹھنگی میں ہے استاذ محترم مولانا مفتی احمد الرحمن بھی تھے وہ تعبیر الرویہ کے امام ابن سیرین تھے اس عاجز او رفقیر نے کہا کہ یہیں پہ دودھ منگواتے ہیں اور اس میں برف ڈال دیتے ہیں پستے بادام پیس کر اس میں ڈالتے ہیں اور اس معصوم بچے کی طرف سے یہ جو پولیس ہمارے اوپر مقرر ہے یہ بھی مسلمان ہیں ان کو پلا لیتے ہیں دعائے خیر کر کے یقین کرو وہ بچہ خواب میں خوش خوش نظر آیا یہ دستور ہے۔

ایصال ثواب کی حقیقت اور طریقہ کار

اپنے مردوں کے لئے پسندیدہ چیزیں خیرات کرو جو چیزیں وہ زندگی میں پسند کرتے تھے اور اسلام اجازت بھی دیتا ہے ایسا نہ ہو کہ کسی شرابی کے لئے شراب لے کے آجائیں۔ جو شرعاً جائز ہے وہ عمل پہلے ثواب تو بنے ہم ان لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ آپ مردے کی پہلی رات مناتے ہیں پھر کہتے ہیں تیسری رات ہے پھر کہتے ہیں دسویں رات ہے پھر بیسویں ہے پھر چالیسویں ہے پھر برسی ہے پھر بزرگوں کا عرس شروع ہو جاتا ہے سر آنکھوں پر ایصال ثواب، لیکن پہلے یہ ثواب تو بن جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نہ فرمایا ہے اور نہ کیا ہے یہ تعیین ہے ایک الزام ہے ہم مقرر تو نہیں کرتے ہیں کہ حضرت حسین کے لئے کھانا پکانا یا شربت پلانا یہ محرم میں ہو سکتا ہے، نہ سال کے تین سو ساٹھ دن آپ جب چاہیں، جس پیغمبر کے لئے چاہیں، جس ولی کے لئے چاہیں، جس نیک خصلت بزرگ

زندے اور مردے کے لئے جا ہیں ایصال ثواب کر سکتے ہیں یہ اہلسنت کا عقیدہ ہے، لیکن اس کے برعکس بدعتی کا عقیدہ یہ ہے کہ آج شب جمعہ ہے آج تو ضروری ہے ہوسکتا ہے روحیں آئی ہوں۔ فتاوی بزازیہ اہلسنت والجماعت حنفیوں کی معتبر کتاب ہے جس پر فتوی دیتے ہیں اس کی یہ عبارت ہے

"من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر" (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۹)

جو یہ کہے کہ مردوں کی روحیں آتی ہیں وہ کافر ہو جائے گا۔

عجیب بات ہے کہ آپ اس کو ثواب سمجھ رہے ہیں جن وہ عذاب رہا ہے، عجیب خیالات ہیں علماء کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے، عقیدہ برباد ہو رہا ہے ایمان جا رہا ہے اور اسی بزازیہ میں جنائز میں لکھا ہے کہ جب چاہے جس وقت چاہے جس مردے مسلمان کے لئے چاہے آپ ایصال ثواب کریں گے لیکن کافر کے لئے ایصال ثواب کرنا کفر ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں مشکوۃ شریف کتاب الحج کے آخر میں حدیث ہے آپ ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا حضرت میرے والد بڑے شفیق مہربان تھے اور انتقال کر گئے ہیں، میں ان کی طرف سے حج کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا "كان مسلماً" "مسلمان تھا اس نے کہا "لا" "نہیں حضرت آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لو كان مسلما لبلغه" "اگر وہ مسلمان ہوتا تو آپ کی نیکی اس تک پہنچتی، غیر مسلم کو کوئی نیکی نہیں پہنچتی وہ تو جہنمی ہے کسی کا باپ ہو یا بیٹا ہو وہاں تول ترازو اول ایمان کا ہے پھر اعمال کا ہے پھر اجر و ثواب کے فیصلے ہوتے ہیں۔

حکمران اور اہل علم کے لئے ایک لائحہ عمل

میرے بزرگو بھائیو بہت ہی دُکھا ہوا حال ہے اور پریشانی کا ماحول ہے ملک بھر کے علماء غمگین ہیں غریب کام سے نکلے ہوئے ہیں ہمارا یہ کام نہیں ہے اس طرح کی حرکتیں اور احتجاج سارے مدرس لوگ ہیں محدث لوگ ہیں منتظمین ہیں لیکن ایک دینی ادارے کا درد وغم طالب علم جو شہید ہوئے ناحق مارے گئے ہیں ان کی فکر اور آئندہ کے لئے سد باب اس طرح فتنوں اور فسادات کا یہ بھی بہت ضروری ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ اسلام میں بزرگوں کو یاد رکھنا نیک اعمال کا ذریعہ ہے دھکم پیل فساد اور جلوس اس کی کوئی مثال نہیں ہے اس قسم کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ جس عمل سے اُمت کو، اسلام کو اور ملک کو زحمت پہنچ رہی ہے وہ عمل جائز نہیں ہے تو وہ کسی بزرگ کے ساتھ منسوب کرنے کا کیا جواز ہے؟

تیسرا یہ کہ کسی قسم کا جلوس بھی قرآن وسنت سے فقہاء اور ائمہ اور خاص الذکر ائمہ اہلبیت کی سیرت سے قطعاً ثابت نہیں اس قسم کی حرکتیں اور اس قسم کے واقعات لوگوں نے اپنے جذبات کے نتیجے میں گھڑے ہیں، اس قسم کی فضاء حقیقت میں شیطان کو خوش کرنے کے لئے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی کے لئے پیدا کی گئی ہے، بے بنیاد اعمال ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ تصفیہ کرنا علماء کا کام ہے اور حکومت ذمہ دار ہے کہ جس جس چیز سے آئے دن فساد ہو رہا ہے اس کا سد باب ہو، اگلا سال پھر آئے گا پھر کسی جلوس میں ہنگامہ ہوگا اب اگلے مہینے میں اور قسم کے جلوس ہیں وہ بھی اسی ارادے سے نکلتے ہیں ان کے

خیال میں بھی جوان کا ہمنوا نہ ہو اور جن کو وہ اپنے لمینڈ خیالات سے صحیح نہیں سمجھتے ہیں ان کو نقصان پہنچائیں گے۔

تو حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہیے، سوچ اور فکر سے علماء کرام سے فتوی لیں تینوں فرقوں سے بڑے علماء کو ایک ساتھ بٹھائیں اور ان کے فتاوی اور ان کے علوم کا جائزہ لیں اور پارلیمنٹ میں ایک ایسا بل پاس کریں اور سپریم کورٹ سے اس کی تصدیق کروائیں کہ پاکستان میں کسی قسم کا جلوس کبھی بھی نہیں نکلے گا جلوس کی بنیاد ہی دوسرے کو تکلیف اور زک پہنچانا ہے، اس کو ناحق دبانا ہے اور جب چاہے ان کے خلاف حرکات وسکنات کرنی ہے، تو اگر آپ ملک میں امن چاہتے ہیں امن کی ذمہ داری پوری کرلیں علماء دین تو امین ہیں دیانت دار ہیں اسلام کے راہنمایان ہیں قوم کے غمخوار ہیں ہر ایک فرد کے غمخوار ہیں ہمارے ملک میں تو کفار بھی ہیں ہم انہیں بھی اس طرح مارنا نہیں چاہتے ہیں یہ کوئی جہاد کا طریقہ نہیں کفار کو صرف جہاد میں آپ ماریں گے یا جس وقت وہ زنا یا شراب یا اتہام ان جرائم کے مرتکب ہو جائے جن پر اسلام سزائے موت دیتا ہے تب جاکے وہ مارا جائے گا۔ آپ کسی کو نہیں مار سکتے، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں ہے کہ اگر مسلمان نے ناحق کسی کافر کو مارا تو اسلامی قاضی اس مسلمان کو کافر کے بدلے میں قصاص کرے گا (قتل کریگا) آپ کا استدلال "ان النفس بالنفس" سے ہے، تفسیر ابن جریر میں ہے کہ یہ استدلال نہایت قوی ہے، تو ہمارے یہاں تو امن ہی ہے اور امن اس لئے ہے کہ ہمیں تو اور فرقوں کو بھی تبلیغ کرنی ہے ہمیں ان تک بھی توحید پہنچانی ہے، سنت کی دعوت ان کو بھی دینی ہے، ہمارے رسول جناب نبی کریم ﷺ کل عالم کے لئے آئے ہیں، کل آفاق کے لئے

تشریف لائے تو آپ کی دعوت بھی سب کو دینی ہے جب ہم انہیں ماریں گے، پیٹیں گے تو وہ دعوت کہاں سنیں گے، وہ تو کہیں گے ہماری اور آپ کی دشمنی ہے اس لئے اسلام میں ناحق حملے کرنا، ناحق لوگوں کو بے آبرو کرنا، ناحق لوگوں کی زندگیاں اجیرن کرنا اور ان کو ناحق چھیڑنا سب حرام ناجائز ہے۔

اللہ تعالیٰ پورے اسلام اور پاکستان اور اپنے مدرسہ ومسجد عقیدے اور اعمال کی حفاظت کا احساس نصیب فرمائے ،علماء اپنے مناصب پر قائم رہیں، حکمران اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور بے لگاموں کو لگام دیں ،عدل وامن کے خوگروں کا احترام پیدا کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا حافظ وناصر ہو اور حکومت جو نیک اقدامات کرے امن قائم کرنے کے لئے طریقہ سلیقہ اختیار کرے تمام اہل حق ان کی معاونت کرے ان کی حمایت کریں حدیث شریف میں ہے کہ جب ایک آدمی صراط مستقیم پر ہو تو آپ اس کا ساتھ دیں لیکن جب وہ ہٹ جائے تو آپ بھی پیچھے ہٹ جائیں۔

واٰخرُ دعوٰنا ان الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمِین

بیان جمعہ 4 اکتوبر 2013

خطبہ نمبر ۷۸

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحد ه لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالى الى كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الى الله با ذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

’’ والبُدن جعلنها لكُم مّن شعآئر الله لكُم فيها خير فاذ كُرُوا اسم الله عليها صوآفّ فاذا وجبت جنوبُها فكُلُوا منها واطعمُوا القانع والمُعتر كذلك سخرنها لكُم لعلكُم تشكُرُون ٥ لن ينال الله لحُومها ولا دماؤُها و لكن يناله التقوى منكُم كذلك سخرها لكُم لتكبرُوا الله على ماهدىكُم و بشر المُحسنين ‘‘ (حج آیت ۳۶،۳۷)

اللّٰھُمَّ صلِّ علی مُحمَّدٍ وعلی آلِ مُحمَّدٍ کما صلَّیتَ علی ابراھِیم
وعلی آلِ ابراھِیم اِنّک حمِیدٌ مجِیدٌ
اللّٰھُمَّ بارِکْ علی مُحمَّدٍ وعلی آلِ مُحمَّدٍ کما بارکتَ علی ابراھِیم
وعلی آلِ ابراھِیم انّک حمِیدٌ مجِیدٌ

قربانی، عیدالاضحیٰ کے اور حج کے مبارک ایام ہیں، حج کے مسائل تو بلادِ عرب میں پیش آتے ہیں جہاں حج کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں، یہاں سے تو خالی عزائم اور احرام وغیرہ باندھ کے لوگ عازم سفر ہوتے ہیں۔

مناسکِ حج پر ایک نظر

حاجی مفرد حج افراد کے لیے صرف حج کا احرام باندھتا ہے یہ وہاں مسافر سمجھا جاتا ہے تو اس کو سہولت ہے کہ اس پر مناسک کی قربانی نہیں ہے اور حاجیان جانتے ہیں وہاں قربانی بہت بڑا مسئلہ ہے، بہت مشکل کام ہے۔

اس کے علاوہ حج کی دو اقسام اور ہیں تمتع اور قران اس میں حاجی پہلے سے عمرہ کر لیں اور جب آٹھ ذوالحج آجائے تو حج کا احرام باندھ لے اس میں عجم سے آنے والوں کو سہولت بہت زیادہ ہے لیکن امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حج کم درجہ کا ہے، امام صاحب کے نزدیک اعلیٰ حج یہ ہے کہ گھر سے یا اپنے وطن سے یعنی میقات سے پہلے پہلے دونوں احرام اکٹھے کیئے جائیں یعنی حج کا بھی اور عمرے کا بھی، عمرے کے مناسک ادا کر لیئے جائیں اور حلال نہ ہوں یعنی احرام نہ کھولیں کیونکہ حج کا احرام بھی موجود ہے اور پھر جب حج سے فارغ ہو کر حلال ہوگا تو دونوں احراموں سے نکل جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ

اللہ کی فقہ میں لکھا ہے کہ دوسرے حاجیوں پر غلطی کی صورت میں ایک دم آئے گا اور حاجی قارن پر دو غلطی کی صورت میں دو دم آئیں گے۔ ایک جنایت عمرہ کی اور ایک حج کی، یہ ثواب بھی ڈبل مار رہا ہے تو وبال بھی ڈبل اٹھائے گا۔ حفاظ حدیث کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ آخری حج کے موقع پر قارن تھے آپ ﷺ نے حج قران کیا تھا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی شرح بخاری میں تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ کا قارن ہونا بہت واضح ہے اس سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دقتِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو پیغمبرانہ زندگی پر بڑی بالغ نظر ہے اور امت کے لئے بھی اسی کو منتخب فرمایا ہے۔ ایسا بھی عمر میں ایک حج ضرور ہونا چاہئے، حج قران، آج کل تو ویسے بھی آخری دنوں میں جانا آسان ہے آج لوگ جارہے ہیں کل جارہے ہیں بس مہینہ شروع ہوا۔ تکلیف تو اس وقت تھی کہ جب رمضان سے پہلے جاتے تھے سمندری جہاز میں شعبان میں رجب میں ۶ مہینہ پہلے اور احرام کی نیت علماء کرتے تھے حج کے دنوں میں ایک عجیب وغریب حالت ہو جاتی تھی، بڑے بڑے بال اور مونچھیں اور تماشا ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک شاگرد تھا وہ حج کے لئے جارہا تھا تو اس کی خواہش تھی کہ میں 'افراد' کروں صرف حج یا تمتع کروں عمرہ کرکے بعد میں حج کروں حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا نہیں آپ قران کریں اور یہیں سے دونوں احرام باندھیں عمرے کا بھی اور حج کا بھی، اس کو استاد کی یہ بات پسند نہیں آئی، لیکن بہرحال استاد کی شاگرد عزت رکھتا ہے اور حج اسی طرح کرلیا جیسے استاذ نے کہا تھا جب حج پورا ہوا اور وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ''حج مبرور وعمرۃ متقبلۃ'' حج بھی قبول ہے اور عمرہ بھی قبول ہے، اس شاگرد نے یہ خواب اپنے استاذ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو

سنایا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو شاید حج قرآن میں ہٰذا کا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی اور اطمینان کے لئے غیب ہائے خزائن سے آپ کی تسلی کرادی کہ حج بھی مقبول ہے اور عمرہ بھی۔

پہلے زمانے کا حج اور اس زمانہ کا حج

اس زمانے کا حج تو اتنا آسان ہے کہ جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی کیونکہ ایام بہت کم ہیں کم دنوں میں کم صعوبت ہوتی ہیں اور زیادہ دنوں میں زیادہ امتحان ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل کے زمانے میں جو لوگ ہندوستان سے حج کرنے جاتے تھے تو علماء فتویٰ دیتے تھے کہ جائیداد تقسیم کر لے احتیاطاً بیوی کو طلاق بھی دے دیں ۔جوان عورت ہے ہو سکتا ہے نہیں آئے اکثر نہیں آتے تھے مر مر جاتے تھے قافلے لٹ جاتے تھے اور لوگ ختم ہو جاتے ،ایک قافلہ ہندوستان سے گیا تھا آٹھ سو آدمیوں کا صرف گیارہ آدمی واپس آئے سب مر گئے مارے گئے کئی میپ بھی گئے ہوں یمن میں اردن میں۔ اس زمانے میں عجیب حج ہوتا تھا جب یہاں سے جاتے تھے پہلے ایران جاتے تھے وہاں جتنے بزرگان دین ہیں ان کے مزارات پہ، پھر وہاں سے عراق جاتے ،عراق سے پھر اردن جاتے تھے اُردن سے پھر شام چلے جاتے تھے، وہاں سے پھر بیت المقدس جاتے آخر میں جا کے شوال اور ذوالقعد اشہر حج میں سعودی عربیہ داخل ہوتے تھے۔ استاد محترم تاریخ تفسیر اور حدیث کے امام حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مہینہ ہمارا ایران میں لگا ایک مہینہ عراق میں اور ایک مہینہ شام واُردن میں اور ایک مہینہ بیت المقدس میں ۔عبدالغفار خان بھی جب حج کے لئے گئے تھے تو وہ بھی تین سال لگا کے آئے تھے ایک

تھے میں۔ انہوں نے اپنی کتاب "زماجند" میں لکھا ہے۔ میں نے بیت المقدس کے آس پاس دیکھا تو وہ خالی ہیں بڑی بڑی بستیاں ہیں یہ سب وہاں کے ہیں جب میں پوچھتا ہوں تو یہودی کی ہے، جو جنگل ہیں یہ کس کے ہیں جو ریت ہیں وہ مسلمانوں کی ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے وہاں عربی سیکھ لی اور میں نے جب وہاں لوگوں کو تقریریں کیں کہ یہ کن چکروں میں مبتلا ہو یہ ملک چلا جائے گا تم سے یہ تو بہت ناکارہ لوگ ہیں قابض ہو رہے ہیں، تو وہاں کے لوگوں نے انہیں جواب دیا کہ نہیں بس امام مہدی آنے والا ہے ابھی دو تین دن میں آ جائے گا اور وہ ان سے لے کر ہم کو دے دیں گے۔ امام مہدی تو آئے گا لیکن پٹائی فلسطینیوں کی اور لبنانیوں کی ایسی ہو رہی ہے جیسے فصل میں کوئی گدھا پکڑے اور اس کو ڈنڈے سوٹے مارے۔ ان کے گھروں میں ٹینک آتے ہیں یہ اس بدعملی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کو پیچھے ہٹایا یہود اور نصاریٰ کی طرح عورتوں کو نیکر پہنائے آپ خود ان کے نقشے دیکھیں آپ کو بھی بہت دکھ اور افسوس ہوگا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

آجکل تو بس ٹکٹ لے لو اور چار گھنٹے کے بعد جدہ میں اترو اور ایک دو گھنٹے میں مکہ مکرمہ پہنچو اور حج شروع ہو گیا اور عمرہ شروع ہو گیا ایک دفعہ ہم نے پانچ دن کا حج کیا بس آخری فلائٹوں میں گئے اور سیدھا حرم شریف سے طواف قدوم کر کے سیدھا چلے گئے منیٰ اور منیٰ سے عرفات وہاں سے فارغ ہو کے مدینہ منورہ چند نمازیں وہاں پڑیں واپس آ گئے فلائٹ تیار تھی تو علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کو حرم شریف کے ایک دروازے سے داخلہ ملتا

ہے اور دوسرے دروازے سے نکلتا ہے اتنا عام ہے تو منع نہیں کرنا چاہئے۔ نہ جانے سے یہ بھی افضل ہے سب کے پاس تو چھ مہینے اور ۳۵ دن نہیں ہوتے۔

مسائل قربانی پر ایک نظر

جو مسائل حج کے ہیں یا حرمین شریفین کے ہیں وہ تو تفصیل سے مختلف اوقات میں بیان ہوئے ہیں اور تقریباً ان کی ضرورت حاجیوں کو وہاں پیش آتی ہے لیکن جو مسائل ملک سے متعلق ہیں جیسے قربانی کے مسائل، کہ قربانی ہر عاقل بالغ مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے فرض عملی ہے علماء کہتے ہیں کہ عید کی رات بھی اگر کسی کے پاس سرمایہ آیا تو اگلے دن قربانی خرید لے، اس کے لئے زکوۃ کی طرح حولان حول سال کا گزرنا ضروری نہیں ہے۔ قربانی اہلسنت والجماعت کے یہاں صرف تین دن ہوتی ہے دس کو، گیارہ کو اور بارہ، اس کے بعد تیرہویں دن قربانی کا کوئی ثبوت کبھی بھی نہیں ہوا ہے۔

تکبیرات تشریق

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایام تشریق چونکہ تیرہ ذوالحج کی عصر تک ہے اس قربانی بھی تیرہویں دن کو بندر روڈ پر اونٹ کاٹتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے کیوں بھائی کیا" ایام تشریق کے ایام الاضاحی" حالانکہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ تاریخ کو جائز نہیں ہے کیونکہ تشریق تو نو ذوالحج کو شروع ہوئی ۹ ذوالحجہ۔ تو ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کی فجر سے نماز باجماعت پڑھنے والوں پر وجوباً تکبیرات تشریق پڑھنا لازم ہے فرض نماز سے سلام پھیرتے ہی

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"

کم از کم ایک دفعہ پڑھ لے علماء دین کہتے ہیں کہ تکبیر تشریق بھی واجب ہے اور اونچی آواز سے پڑھنا بھی واجب ہے جو لوگ بعد میں آتے ہیں ان کی رکعات نکل جاتی ہے تو ان کو حکم دیتے ہیں فقہاء کہ سلام پھیرنے کے بعد آپ اونچی آواز سے کہیں...... منفرد اپنی فرض نماز پڑھنے والا یا خاتون جمہور کے نزدیک ان پر بھی واجب ہے، امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان پر واجب نہیں ہے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کی یہی رائے گرامی ہے عرصہ دراز تک اس پر فتویٰ بھی رہا ہے۔ لیکن ابن نجیم نے بحرالرائق میں اور ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور ابن عابدین نے فتاویٰ شام میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے ارشاد پر کہ نہیں یہ لوگ بھی وجوباً پڑھ لیں البتہ منفرد یا خاتون وہ آہستہ پڑھ لیں، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ نہیں منفرد جب مرد ہو فرض نماز اول تو ان مبارک دنوں میں جماعت چھوڑنا نہیں چاہیے لیکن اگر کسی عذر سے جماعت چھوٹ گئی تو کم از کم نماز کے بعد زور سے کہے تاکہ آس پاس کے لوگ سنیں تو وہ بھی پڑھیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ یہ اتنا ضروری ہے جتنی قربانی ضروری ہے لوگ قربانی تو کرتے ہیں تکبیرات تشریق نہیں پڑھتے تکبیرات تشریق پڑھنا چاہیے امام ابو یوسف کہتے ہیں میں نے نماز پڑھائی حضرت اقدس امام الائمہ سراج الامۃ فقیہ ھذہ الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تشریف فرما تھے تو امام ابو یوسف کہتے ہیں میں نے نماز پڑھا لی اور تکبیرات تشریق پڑھنا بھول گیا تو حضرت نے تکبیرات تشریق پڑھی، اس سے ایک یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بھول بھی گیا تو مقتدی پڑھ لیں امام کے بھولنے سے مقتدی معاف نہیں ہوتے ان کی تکبیرات تشریق بدستور برقرار ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا اور ان پر چھرا پھیرا تو چھرا کام نہیں کر رہا تھا اس لئے کہ امر الٰہی یہ تھا کہ اسماعیل علیہ السلام ذبح نہ ہو جائیں تو دور سے جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی کہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اس کے ساتھ ہی جنتی مینڈھا حاضر کیا بڑا خوبصورت مینڈھا بڑا زبردست اور جب حضرت اسماعیل کھڑے ہو گئے تو کہا کہ اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اللہ تیرا شکر اور حمد ہے اور کتنا اکرام ہوا کہ جنت سے مینڈھا بھیج دیا، اندازہ لگایئے ذرا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کی قربانی اوراس کی قبولیت

اللہ تعالیٰ جب عمل قبول فرما لیتا ہے تو صلہ بھی پھر اپنے دربار سے دیتا ہے کتنی عجیب قربانی ہے مفسرین کہتے ہیں اس وقت کے بعد جتنے انبیاء اور مرسلین آئے ان کو حج کا بھی کہا گیا ہے کہ وہاں جاؤ اور ان کو قربانی کا بھی کہا گیا کہ تم قربانی کرو اور امت سے بھی کراؤ۔ ہمارے رسول جناب نبی کریم ﷺ نے بھی بڑے اہتمام کے ساتھ قربانیاں کی ہیں ،کبھی کبھی آپ ﷺ بکرا ذبح کر کے فرماتے تھے

"بسم اللہ واللہ اکبر ھذا عنی و عمن لم یضح من امتی"

(ترمذی ج ا ص ۱۸۳)

یا اللہ جو میری امتی نہیں کر سکتے غریب ہیں مسکین ہیں نادار ہیں ان کی طرف سے بھی میں قربانی کر رہا ہوں۔

علماء نے لکھا ہے کہ فقراء اور مساکین کو پورے پورے جانور دینا کہ یہ آپ لوگ

خود کرلیں اور فقراء اور مساکین کی طرف سے قربانیاں کرنا نیکانِ زمانہ اور پاکان کی طرف سے کرنا یہ بھی پیغمبرانہ سنت ہے (ﷺ)۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا جو واقعہ ہے یہ مروۃ کے پاس ہے جہاں مروا ہے مؤطا امام مالک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مروا کی طرف اشارہ کر کے کہا

''ھذا المنحر یعنی المروۃ'' (مؤطا امام مالک ص ۴۱۶)

قربانی کی اصل جگہ یہ ہے لیکن یہ خوف تھا کہ بعد میں حرم بڑھے گا کعبہ آگے تک جائے گا مسجد الحرام اور ظاہر بات ہے بکرے کٹیں گے مینڈھے کٹیں گے گائے کٹے گی اونٹ کٹیں گے تو غلاظت بھی ہوگی، نجاست بھی ہوگی، خون بھی ہوگا تو اس کو منیٰ منتقل کر دیا گیا، مسجدِ حرام سے تین میل دور لے گئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی ھاجر حضرت اسماعیل وہیں سے آئے تھے اور شیطان نے جو وسوسہ ڈالا تھا وہ بھی اس جگہ ڈالا تھا۔

رمی الجمرات کی حکمتِ خداوندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کو کوئی ذبح کرے خدا نے کہا ہو، آپ نے کنکر اٹھائے اس کو مارا تو جمرہ عقبہ بڑا شیطان سب سے پہلے اور صبح سویرے دس ذوالحجہ کو مارا جاتا ہے وہ بھی مارا جاتا ہے اور حاجیان بھی خوب پٹتے ہیں کچھ بھی سعودی حکومت نے کیا لیکن لوگ باز نہیں آئے بدنظم اور بدانتظام لوگ ہیں اب بھی وہاں

جنازے اٹھتے ہیں دوسرے اور تیسرے دن پھر جمرہ عقبہ جمرہ وسطی اور جمعرہ ادنی تینوں مارے جاتے ہیں کیونکہ بی بی حاجرؑ کی خدمت میں بھی شیطان آیا تھا اور کہا آپ کا خاوند کیا باتیں کرتا ہے کتنی غلط بات کررہا ہے یہ وسوسہ تو میں نے ڈالا ہے لیکن حاجر بی بی بہت استقامت کی تھی اس نے کہا کہ نہیں پتھر لیا اور اس کی طرف پھینک دیا تو وہ بھی سنت قرار دے دی گئی، پھر حضرت اسماعیل کے پاس آیا کہا یہ جو آپ کے والد کہتے ہیں بہت غلط بات کررہا ہے اور کبھی بھی کسی پیغمبر کو انسان اور پھر بیٹے کے ذبح کا حکم نہیں ملا یہ غلط کہہ رہا ہے تو اسماعیل علیہ السلام نے بھی کنکر اٹھا کے اس کی طرف پھینکی رمی الجمرات اس لئے سنت قرار دے دی گئی رسول اللہ ﷺ جب ان مقامات پرتشریف لائے تو آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے کہا کہ ان پاک بندوں نے یہاں شیطان کو کنکر مارے ہیں آپ بھی کنکر لے کر ان کی عادت کے مطابق ماریں یہ عمل مجھے بہت پسند آیا تو امت مسلمہ کے لئے بھی حج کے موسم میں قیامت تک کے لئے رمی الجمرات واجب اعمال میں سے بن گیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حاجیان جب وہاں سنت کے مطابق کنکریاں مارتے ہیں تمام دنیا میں جتنے شیاطین ہوتے ہیں ان کو وہ کنکر لگتے ہیں اور وہ زخمی ہوتے ہیں باقاعدہ چوٹیں لگتی ہیں ان کو۔ کتنا مؤثر عمل ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ بہت بڑے فقیہ ، ہیں اسلام کے پہلا قاضی القضاۃ حافظ الحدیث اپنے زمانے کے ائمہ حفظ واتقان کے استاد تھے محدثین متفق ہیں امام ابو یوسف کی جلالت شان فی الحدیث پر۔ تو امام ابو یوسف کی خدمت میں علماء بیٹھے تھے اچانک امام ابو یوسف نے یہ مسئلہ بیان کرنا شروع کردیا کہ دس ذوالحجہ کو حج کا جو احرام باندھے ہوئے ہوں ، دبڑے شیطان کو کنکر مارے اور گیارہ ذوالحجہ کو

ظہر کے بعد تینوں کو مارے اور بارہ ذوالحجہ کو بھی تینوں شیاطین کو کنکر مارے اگر تیرہویں تاریخ کی مغرب وہیں ہوگئی تو پھر ٹھہر جائے، مکروہ ہے جانا، لیکن اگر تیرہ تاریخ کی صبح صادق حاجی پر وہیں آئی منیٰ میں تو پھر تیرہ تاریخ کی رمی بھی واجب ہوگئی لیکن ظہر کی نماز کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے وہ فجر کے بعد مار سکتے ہیں صبح صادق کے بعد سورج نکلنے کے بعد یہ مسئلہ مناسک کے اندر مشکل مسائل میں سے ہے۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک حکایت

امام ابو یوسف ایام مرض میں بیان کرنے لگے تو لوگوں نے، اہل خانہ نے اور شاگردوں نے یہ سمجھا کہ حضرت کی صحت بہت اچھی ہے اتنا مشکل مسئلہ یکدم شروع کر دیا، لیکن اس کے فوراً بعد حضرت خاموش ہوگئے اور پتہ چلا کہ حضرت کی روح نکل گئی تو علماء نے یہ حکمت لکھی ہے کہ حضرت صاحب کا جب انتقال ہونے لگا اور آپ سمجھ گئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ یہ ازلی ابدی دشمن شیطان ایمان پر حملہ کرے گا، تو آپ نے رمی الجمرات کا مسئلہ بیان کیا اور اس کی یہ خصوصیت ہے کہ جہاں یہ بیان ہوتا ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اس مسئلے کے بیان سے بھی شیطان پر پتھر پڑتے ہیں، کتنا زبردست مسئلہ ہے اور وہ قاضی تھے فقہاء کے سید السادات تھے بیالیس سال تک ہارون رشید کی تیس ہزار مربع میل میں لاکھوں قضاۃ کے شیخ استاذ اور راہبر تھے آسمان کے نیچے زمین کے اوپر ان جیسے قاضی القضاۃ نہیں دیکھا گیا چیف جسٹس۔ ایسے زبردست بارعب تھے، کہتے ہیں بیماری میں ایک دفعہ آبدیدہ ہوگئے اور رونے لگے تو متعلقین نے پوچھا کہ کوئی درد محسوس ہو رہا ہے تکلیف

ہے؟ کہا نہیں نہیں کوئی تکلیف اور درد نہیں ایک مسئلہ میں پریشان ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید مسلمانوں کا سربراہ وہ بھی عدالت میں پیش ہوا اور اس کے مقابلے میں ایک یہودی بھی پیش ہوا عدالت کے دربان نے بادشاہ کے لئے قالین ذوالاشاہی فرش بچھایا تو میں نے پوچھا اس پر یہودی بھی بیٹھے گا اس نے کہا نہیں میں نے کہا کھینچو اس وقت ہارون رشید بادشاہ نہیں ہے ملزم پیش ہوا عدالت میں بادشاہ اور فقیر دونوں پیش ہوتے ہیں تو ہارون رشید کے نیچے جو قالین تھے وہ کھینچ لیا گیا تو ہارون ایسا جھٹکا کھایا گرنے سے بچ گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے قیامت کے دن حق تعالیٰ مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ ایک اسلامی سربراہ کی اتنی عزت بھی نہیں کی آپ نے یہودیوں کے سامنے اس کے پیروں سے قالین کھینچ لیا میں نے تو عدل کے لئے ایسا کیا لیکن کہیں ایسا نہ ہو عدل کے عنوان سے امیر المؤمنین کی کچھ ہتک ہوئی اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہوگا۔

مرحومین کی طرف سے قربانی بھی نیک عمل ہے

بہر حال حج کے مسائل تو حاجیان دیکھیں گے بہت سارے گئے ہیں اور بہت سارے باقی ہیں وہ بھی سن لیں اور قربانیاں جو یادگار ہیں وہاں کا ایک اہم عمل ہے اور وہ ہے قربانی یہ عمل اصلا ایک پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے قربان ہونے کا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے جنت سے مینڈھا بھیجا اور پھر اجازت دے دی کہ بکرا بھی ہوسکتا ہے گائے بھی ہوسکتی ہے اونٹ بھی ہوسکتا ہے تمام پالتو جانور ہوسکتے ہیں اور جو پالتو نہیں ہے جیسے ہرن اگر وہ پالتو بھی ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی کیونکہ اس کی اصل وحشی ہے اور اگر گائے یا بچھڑا جنگلی بھی ہوگیا

کسی نے پکڑ لیا اور قربان کر لیا قربانی ہو جائے گی ان کی اصل نسل پالتو ہے اعتبار اصل نسل کا ہے اعتبار فرع کا نہیں ہے ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ۔ قربانی بہت شوق سے کرنا چاہیے زندگی کا بھی بدل ہے کہ اللہ نے ہمیں قربانی تک زندہ رکھا بال بچوں کو زندہ رکھا کتنے لوگ تھے جو اس عید میں نہیں ہیں

خدائی شه شه هغه خکلی خکلی خلق	په ظاهر په باطن سپین سپیڅلی خلق
هیث خنده م له دې خلقو سره نه شي	ژړوي م هغه تللي تللي خلق
لکه ځګ چه داوبو په مخ کي دروي	هسي دروي په دنیا راغلي خلق
هزار حیف دی چه په خاورو کي لاړه شي	په چووا وپه چندخ نړلي خلق

کہتے ہیں خدایا وہ پاک اور بہترین لوگ کہاں چلے گئے جن کا ظاہر باطن ایک جیسا صاف ستھرا تھا اور یہ جو لوگ ہیں ان سے میرا کوئی واسطہ نہیں وہ جو گئے ہیں وہ جب یاد آتے ہیں تو مجھے رونا آتا ہے اور ایسے چلے گئے جیسے پانی کے اوپر جھاگ جاتا ہے اور کہتے ہیں افسوس وہ میرے دیکھے ہوئے بزرگ اور کاملین کہاں نکل گئے نظر کوئی ایک بھی نہیں آ رہا۔

کیا لوگ تھے جو جان سے بڑھ کر عزیز تھے
اب تو محو نام بھی اکثر کے ہو گئے

تو ہمیں مرحومین کی جانب سے بھی قربانیاں کرنا چاہیے سب سے زیادہ حق تو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا ہے جو ہادی الخیر ہے، رہبر کامل ہے بہت بڑی ہستی ہے بہت احسانات ہیں آپ ﷺ کے اور حق شفاعت باقی ہے امید ہے وہ بھی نصیب ہو گی۔ صحابہ کے حقوق ہیں اللہ کے قرآن اور نبی کی زندگی کو محفوظ کیا اور پھر کائنات کے چپے چپے

تک پہنچایا تابعین تبع تابعین مجتہدین فقہاء محدثین مفسرین طبقہ بطبقہ علماء اولیاء صلحاء پاکان زمانہ ان سب کی طرف سے قربانیاں کرنا چاہیے، ایک قربانی میں بہت سارے نہ شریک کریں، کامل فرد کی ایک پوری ہونا چاہیے بعض فقہاء کا اس پر اشکال ہے کہ ایک میں بہت سارا شریک کرنا ٹھیک نہیں، مجدد علیہ الرحمۃ نے اس سلسلہ میں ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے اپنی طرف سے بشرط المال والملک والنصاب اور اپنے گھرانے کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے جب چولہا اور کمائی ایک کے اختیار میں ہو اگر کھانا وغیرہ علیحدہ علیحدہ پکتا ہے جس کا معنی چولہا بٹا ہوا ہے اور ہر ایک اپنے نصاب کا مالک ہے تو وہ علیحدہ گھر سمجھا جائے گا ان کی اپنی قربانی ہونا چاہیے ویسے تو مینڈھا افضل ہے لیکن فقراء اور مساکین کا فائدہ گائے میں زیادہ ہے، عالمگیری میں لکھا ہے فقراء اور مساکین کے فائدے کے لئے گائے کی قربانی افضل ہے ''إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً'' اللہ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو، گائے بھینس کو بھی شامل ہے اور اونٹ کی قربانی آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ سے کئے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حوالہ کیا اور ایک سو اونٹ آپ نے پورے کئے۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۹۹، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۱ مکتبہ حقانیہ)

قربانی کا جانور کیسا ہو

آپ ﷺ ہر سال دو مینڈھے یا کبھی دو بکرے قربانی فرماتے تھے حدیث شریف میں آتا ہے ''اقــرنیــن'' سینگوں والے ''مــوجــوئیــن'' خصی ہوتے تھے اور ''ســمینیــن'' گوشت اور چربی والے ہوتے تھے ''امــلـحیــن'' (بخاری ج

۲ص ۸۳۳، ہدایہ رابع ص ۴۴۸) خوب گوشت چڑھا رہتا تھا۔

بعض فقہاء اور محدثین تفسیر کرتے ہیں' ای خصیین ''خصی تھے دونوں جانوروں کے اندر اختصا افضل ہے کیونکہ گوشت اس کا اچھا ہوتا ہے بعض فرقے غیر مقلدوں کے نام نہاد اہل حدیث کے، جماعت المسلمین جو حقیقت میں جماعت الکافرین ہے وہ خصی جانور کے قائل نہیں ہیں یا روافض یہ ڈنڈورے پیٹتے ہیں دین سے اور احادیث سے، سنتِ رسول سے بے خبری کی دلیل ہے ائمہ اربعہ فقہاء مجتہدین متفق ہیں اس پر کہ خصی کی قربانی افضل، بہتر اور سنت ہے۔

قربانی کے لئے اچھا جانور دیکھنا چاہئے

''استشرفوا العین والاذن''

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، ہدایہ رابع ۴۴۷ بحوالہ طبرانی)

آنکھ کو بھی صحیح طرح دیکھو کان بھی صحیح ہونے چاہیے۔ آجکل دانتوں کے سلسلے میں بڑی گڑبڑ ہے چھ دانت کا جانور ہوتا ہے اور وہ چار دانت ہٹا دیتے ہیں دو چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں دو دانت کا ہے اور دودھ والے دانت ہوتے ہیں وہ توڑ دیتے ہیں دو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ سیٹھ صاحبان بنگلوں والے ان کو کیا پتہ ہے سنت کے لئے منڈی جاتے ہیں اللہ نے مال دولت دی ہے لے آتے ہیں اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ بس دو دانت لگ رہا ہو اگر چہ دو دانت نہیں ہے مگر عمر بتا رہا ہے دو سال اور شکل سے لگ رہا ہے صحیح ہے، قربانی جائز ہے اس میں زیادہ بحث و مباحثہ نہ کرو غلط لوگوں سے مسائل نہ پوچھو چھوٹے مولوی بھی مسئلے نہیں جانتے وہ بھی ایسے ہی ایک تماشا ہیں بنیادی مسائل سے

بالکل بے خبر ہیں۔

اس وقت یہ بڑی مصیبت ہوگئی لوگ ہر شخص سے پوچھیں گے تو گیٹ کے باہر جو ہمارے چوکیدار کھڑے ان سے بھی پوچھتے ہیں، مسائل کی یہ عزت ہے ان کے دل میں، یہ احترام ہے ایک کو میں نے بلایا میں نے کہا آپ نے یہ مسئلہ کیسے بتایا کہا مجھے تو مسئلے آتے نہیں میں نے کہا پھر کیوں بتایا کہا ایسے ہی اس نے پوچھ لیا میں نے سمجھا ایسا ہی ہوگا۔ بے خبری، جہالت، بے قدری ساری جمع ہوگئی عوام کو اس بات میں لگام دینی چاہیے کہ سوچ سمجھ کے پوچھا کرو جگہ دیکھ کے پوچھا کرو۔

بہر حال دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی یا بھینس یا سنڈا اور پانچ سال کا اونٹ شکل سے بھی لگ رہا ہو اور بیچنے والا بھی بتا رہا ہو دانتوں کی ضرورت پھر نہیں ہے بس عمر اور صحت صحیح لگ رہی ہے قربانی جائز ہے۔ گابھن اور دودھیا جانور نہیں خریدنا چاہیے اگر غلطی سے ایسا نکلا بہت ساری گائے ایسی ذبح ہو جاتی ہیں تو حق تعالیٰ معاف فرمائے، آپ ﷺ نے ابو الہیثم کو کہا تھا ''اتق ذات الدرع'' دودھیا جانور یا گابن جانور سے بچو وہ نہیں کاٹو وہ تو پھل دینے والی ہے اس کی کیا ضرورت ہے۔ بکروں میں نر افضل ہے یعنی بکرا اور مینڈھا اور گائے میں بچھڑی افضل ہے اور بھینس اور سنڈی میں کٹی افضل ہے اور اونٹ میں بھی نر افضل ہے قربانی مطلقاً سب کی جائز ہے جو لوگ قربانی کریں گے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے اور قبول بھی فرمائے اُن کے لئے سنت ہے کہ ذوالحج کا مہینہ شروع ہونے کے بعد اپنی قربانی تک بال اور ناخن نہ کاٹیں اور جن لوگوں کے ذمے قربانی نہیں ہے وہ بھی ایسا کرلے تو ثواب پائیں گے کیونکہ حاجیوں کے ساتھ مشابہت بھی محبوب اور مقبول ہے۔

قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف

اب تو ہمارے دور میں قربانی بھی ایک سیاست بن گئی ہے لوگ کھالوں کے پیچھے دوڑتے ہیں سیاسی لوگ زور آور تنظیمیں بہرحال احتیاط اور اعتدال افضل ہے مسئلہ سب کو معلوم ہے کہ فقراء اور مساکین ہیں اور اس زمانے میں دینی طبقہ مدارس ہیں۔ بعض لوگ عجیب ہیں وہ بچوں سے فیس لیتے ہیں اور محلے کے بچے ہوتے ہیں ان کو کہتے ہیں کھالیں لے آؤ یہ ناجائز ہے اور حرام ہے، اسی طرح قربانی کا چمڑا قصائی کو عوض میں دینا بھی جائز نہیں قربانی خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ کالجوں میں بھی فیشن شروع ہو گیا ہے سیاسی لوگ اپنے ورکروں کو کہتے ہیں تم لوگ کھالیں لاؤ، ان سے یہ پوچھنا چاہئے کہ ان کھالوں کو خرچ کہاں کرو گے، مصرف کیا ہے، ایسے ادارے جہاں لوگ بلا امتیاز مذہب کے کام کرتے ہیں ان کو بھی کھال دینا جائز نہیں ہے، اپنی قربانی کو مردار کرنے کے مترادف ہے۔ مصرف تو فقیر، مسکین، مسلمان ہیں، چونکہ دینی مدارس میں عموماً جو طلباء پڑھتے ہیں وہ مسافرین ہوتے ہیں غریب ہوتے ہیں، اس وقت وہ سب سے اچھا مصرف ہے تاہم اس کے علاوہ بھی یتیم مسکین بیوہ ایسے غریب عاجز تنگدست نادار مسلمان اس وقت تعاون کے محتاج ہیں۔

مجال ہے کہ کوئی مسئلے میں خیانت کرے مسئلہ تو دین کی امانت ہے اور جوں کا توں بیان ہونا چاہیے، اسی میں ایمان ہے، اسی میں اللہ کی رضا ہے، بس آج اتنے ہی مسائل کافی ہیں امید ہے کہ اکثر راہنمائی ہوگئی ہوگی کوئی ایسی بات باقی ہو تو ''یہ زندہ صحبت باقی''

وللہ الحمد اولا وآخرا

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

وإنك لعلى خلق عظيم

بیان جمعہ ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۳ء

خطبہ نمبر ۷۹

الحمدللہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤ من به ونتوکل علیه ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یهد ہ اللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا ها دی له ونشهد ان لا اله الا اللہ وحد ہ لا شر یک له ونشهد ان سیدنا ونبینا محمداً عبد ہ ورسو له ارسله اللہ تعا لیٰ الیٰ کا فة الخلق بین یدی الساعة بشیراًو نذیراًوداعیا الی اللہ با ذنه وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امابعد!

”فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ج وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ لا لِمَنِ

اتَّقٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ۝ ‘‘

(بقرہ آیات ۲۰۰ تا ۲۰۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے حرم شریف میں حاضری کا موقع نصیب فرمایا ایمان کے ساتھ اور حسن توفیق کے ساتھ انہوں نے حج ادا فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا حج بمع دعاؤں کے محنتوں کے نیک اعمال کے قبول فرمائے اور ان کی دعائیں پوری عالم کے لئے ذریعہ نجات اور سرمایہ استقامت اور افتخار بنائے ، ہم عاجزوں اور مسکینوں کو بھی ان دعاؤں میں شریک فرمائے۔

دوسرے درجے کے مسلمان وہ ہیں جو پورے عالم میں قربانیاں کر چکے ہیں اور عید گزار چکے ہیں اللہ کے فضل سے اس دفعہ ہمارے شہر میں بھی ایک حد تک عید سعید رہی اور گذشتہ سالوں جیسے تصادم یا بحران یا تنازع یا دیگر پریشانیوں سے ماحول میں قدرے کی رہی خیر کا افافہ رہا شر سے قدرے لوگوں کو عافیت رہی الا ماشاء اللہ ومن شاء اللہ۔

اسلام میں عبادات کی حکمت اور اس کی تفصیل

یہ ایام جو ذوالحج کے ہیں حج کے ہیں قربانی کے ہیں یہ مسلمانوں کے مذہبی اطمینان اور استقامت کے لئے ہیں عید تو خوشی کا نام ہے اہل لغت کا اتفاق ہے کہ عید کو خوشی

کے معنی میں لیا گیا ہے، وہ خوشی جو بار بار آتی ہے اور آدمی اس سے سیر نہیں ہوتا ہواس کو عید کہتے ہیں کچھ خوشیاں ایسی ہیں کہ جو ایک بار گزر جائے پھر کوئی یاد نہیں کرتا، کچھ خوشیاں جو دوبارہ واپس نہیں آتیں یہ وہ خوشی ہے جو سال میں دو دفعہ نصیب ہوتی ہیں۔ ایک انمول عبادت ہے رمضان المبارک اور اس کا مقدار دیگر عبادات سے کم ہے زکوٰۃ تو ہر مال میں ہے جب نصاب کو پہنچے اور سال گزرے رمضان شریف ہر عاقل بالغ مسلمان پر ہے مگر سال میں ایک دفعہ، ایک مہینہ کے روزے اور اگر آدمی کے پاس پچاس قسم کا مال ہو تو پچاس طرح زکوٰۃ فرض ہو جائے گی جیسے بھیڑ بکریوں کے بھی ریوڑ ہے اونٹ کی بھی قطار ہے سونا بھی ہے چاندی بھی ہے تجارت بھی کئی قسم کی ہے، زراعتیں بھی ہیں تو فصلوں کی زکوٰۃ مستقل ہے تجارت کی جب نصاب تک مال پہنچے اور سال گزرے فی صدی کے اعتبار سے زکوٰۃ فرض ہو جائے گی سونے کا نصاب سونے کے حساب سے ہے اور چاندی کا نصاب چاندی کے، یہ بقیہ اشیاء عالم کے لئے نصاب زکوٰۃ ہے۔

ایمان کے بعد اہم چیز نماز ہے، ایمان پہلا رکن اور دوسرا رکن نماز ہے نمازیں تو اصلا پچاس ہیں لیکن ان میں سے پانچ فرض رکھے گئے ہیں، باقی نفلوں میں سنتوں میں اوابین میں چاشت تہجد میں قیام اللیل میں تحیۃ الوضو میں تحیۃ المسجد میں تحیۃ الظہر ، عصر سے پہلے کی سنتیں اور عشاء سے پہلے کی سنتیں۔ ان تمام میں نمازیں مدغم کردی گئیں اور پچاس پوری کردی گئیں ہیں

''وان لک بھذا الخمس خمسین'' (ترمذی ج ا ص ۲۹)

ترمذی شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب پچاس پانچ ہوگئی تو فرمایا

یہ پانچ بھی ہیں اور پچاس بھی ہیں یعنی پانچ تو فرض ہیں باقی تمام نمازیں ساتھ ملالی جائیں تو پچاس ہو جائیں گی۔

اس کی ضرورت بہت زیادہ ہے کہتے ہیں اگر ایمان متشکل کوئی دیکھنا چاہے کہ عالم امثال میں ایمان کی کیا شکل ہے تو یہ ایک بہترین اور لمبا ستون ہوگا خوبصورت اور اس پہ ایک عمارت کھڑی ہوگی بہت حسین جمیل اور اس میں فضا ہوگی، نہریں چل رہی ہوں گی، چشمے ہوں گے، یہ وضو کی جگہ ہے، اس میں غسل کا انتظام ہوگا، اس میں سورج طلوع ہوگا، غروب ہوگا، یہ اوقات تبدیل ہو رہے ہیں، اس میں گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوگا، یہ رات اور دن ہیں، اندھیرا ہوگا، صبح پیدا ہوگی، ایمان جب شکل اختیار کرے گا اور مجسد ہوگا تو اس سے ایک حسین وجمیل عمارت تیار ہوگی اور اس عمارت میں جس کا پہلا وجود ہوگا وہ نماز ہوگی تو نماز جو پانچ نمازیں ہیں فجر کا وقت داخل ہوا جماعت ہو رہی ہے اذان ہو چکی ہے اقامت ہو رہی ہے دو سنتیں پڑھ لو دو فرض پڑھ لو سنتیں مختصر سی پڑھو فرض تفصیل سے پڑھو سورج نکلنے سے بہت پہلے ختم کر لو پھر انتظار کرو جب ظہر داخل ہو تو چار سنتیں پڑھ لو پھر چار فرض پڑھو پھر دو سنت پھر دو نفل ساتھ ملا لو بہتر ہے، جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی اس طرح عصر مغرب عشاء یہ جو شیڈول ہے نمازوں کا یہ حقیقت میں ایمان کے وجود کا ایک طریقہ ہے سلیقہ ہے عالم امثال میں یہ سب چیزیں متشکل ہیں۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی ایک مثال

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء اور مرسلین بھیجے ہیں ان

انبیاء اور مرسلین کی آمد سے ایک حسین جمیل محل تیار ہوگیا بہترین عمارت کھڑی ہوگئی اور بہت خوبصورت ہے کہ آدم علیہ السلام تشریف لائے ہیں یہ پہلا مرحلہ ہے یہ ان کا بیٹا شیث ہے، یہ ان کا بیٹا جرجیس ہے، یہ ان کا بیٹا ادریس ہے، یہ نوح علیہ السلام ہے، یہ حضرت ہود ہے، یہ حضرت صالح ہے، یہ حضرت ابراہیم ہے، یہ ان کی نسل ہے، بنو اسماعیل ہے، بنو اسرائیل، وہ انبیاء بھی ہیں جو سرزمین ہند کی طرف مبعوث کیئے گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک زبردست حسین جمیل عمارت پوری ہوگئی لیکن ایک جگہ ایک ضروری اینٹ اور بلاک رکھنے کی جگہ خالی رہ گئی اب جو شخص اس عمارت کو دیکھنے آتا ہے وہ عمارت دیکھ کے بہت خوش ہوتا ہے لیکن اس ایک جگہ کو دیکھ لے یہاں ایک بہت ضروری اینٹ رکھنی تھی یہ کیوں چھوڑ دی گئی یہ بلاک تو ہونا چاہیے تھا یہاں جگہ ہے بلاک نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''انا تلک البن'' وہ اینٹ میں ہوں اور میرے ذریعے وہ عمارت انبیاء ہر اعتبار سے مکمل ہوگئی ہے۔

(بخاری شریف ج ا ص ۵۰۱)

ختم نبوت کی مثال دی آپ ﷺ نے مجسد مثال دے دی وہ مشہور روایت ہے کہ ''الصلوۃ عماد الدین'' نماز دین کا ستون ہے اس لئے نماز میں اقامہ بہت زیادہ ہے مؤذن دیکھو الفاظ کہتا ہے تکبیر میں ''قد قامۃ الصلوۃ'' اور لوگ جو جانتے ہوں اور جن کو علم حاصل ہو وہ جواب دیتے ہیں ''اقامہ اللہ و ادامھا مادامت السموات و الارض'' تکبیر میں مکبر کہتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو سننے والے جواب میں کہتے ہیں اللہ اس کو قائم دائم رکھے ہمیشہ جماعتیں قائم رہیں، جب تک آسمان و زمین قائم دائم ہیں۔

نماز اور اس کی تفصیل

امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حقیقت میں تفاؤل خیر ہے یعنی یہ جب تک رہے گی تو آسمان وزمین رہیں گے اگر یہ جماعت نہ رہے دنیا میں تو آسمان وزمین ختم کردیئے جائیں گے اور پھر نماز کا رکن اعظم جو ہے وہ قیام ہے نماز فرض ہو، واجب ہو، سنت ہو، نفل ہو قیام کرنا ہوگا نیت کھڑے ہوکر باندھنی پڑتی ہے اور قرآن شریف کی اس آیت سے واضح ہے کہ کھڑے ہوکر قیام قرأت کی حالت میں فرض ہے "وقوموا اللہ قانتین" اب یہ ہے کہ ایک آدمی نے دس منٹ میں دس رکعات پڑھی اور دس رکعات میں بیس سجدے ہوگئے۔ دوسرے آدمی نے دس منٹ میں دو رکعات نفل پڑھی اور طویل قیام کیا امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "طول القیام احب من کثرۃ السجود" (ترمذی ج ا ص ۱۹۷) یہ جو طویل قیام والی نماز ہے وہ زیادہ سجدوں والی نماز سے افضل ہے، علماء کہتے ہیں غرض جو شریعت کا ہے صحابہ کے بعد ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی سمجھ پائے ہیں ان جیسا کوئی نہیں جانتا اللہ نے ان کو کمال عقل عطا فرمایا تھا اللہ اکبر۔ آپ ﷺ نے معراج میں جو پہلی جماعت دیکھی فرشتوں کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام سماوات میں ملائک قیام کی حالت میں تھے اور اس طرح محسوس ہورہا تھا جیسے کہ جماعت کھڑی ہے پھر دوسری جگہ آپ نے رکوع میں دیکھا، تیسری جگہ قومہ میں دیکھا، چوتھی جگہ سجدہ میں دیکھا، پانچویں جگہ قاعدہ میں دیکھا، چھٹی جگہ نماز ختم کرتے ہوئے اس لئے حنفی نماز میں علی التحقیق چھ ارکان فرض ہیں۔ قیام اور سجدے کا آپس میں تعلق ہے بہت زیادہ

رسول اللہ ﷺ کی جب عمر مبارک آخر ہوگئی جسم مبارک کچھ بھاری ہوگیا تھا حدیث کے الفاظ میں ''لماتبدن رسول اللہ ﷺ '' آخری عمر جب آپ ﷺ کے اعضا بحکم الٰہی کچھ بھر گئے تو آپ ﷺ نماز کبھی کبھار بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

وہ تو ایک وقت ہوتا ہے جوانی کا جیسے بہار کا وقت ہوتا ہے جب آنحضرت ﷺ کی عمر آخر ہوگئی احادیث وصحاح بخاری مسلم میں اور جسم مبارک میں بمقتضائے بشریت قدرے گرانی آئی علماء کہتے ہیں کہ جوان جو اٹھک بیٹھک کرتا ہے چستی سے کرتا ہے اس کا خون گرم اور رواں دواں ہوتا ہے، تمام اعضا سیال رہتے ہیں اور بڑھاپے میں اٹھنے بیٹھنے میں چلنے پھرنے میں ذرا اعضا میں سستی آتی ہے خون منجمد ہوتا ہے اور پھر اسی حساب سے امراض بھی حملہ آور ہوتے ہیں تو آپ نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھتے تھے بات سنو کیا عجیب بات ہے لیکن جب رکوع کا وقت آجاتا تو آپ کھڑے ہوجاتے تھے کچھ قرآت آپ قیام کی حالت میں کرلیتے تھے اس کے بعد آپ رکوع کرلیتے تھے قومہ اور سجدہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ آپ کی بیماری کے عالم کی نماز ہے اور اس میں بھی آپ کھڑے ہوکر رکوع سے پہلے بیس تیس آیتیں پڑھتے تھے تو وہ جو بیٹھ کر طویل قرأت کی وہ کتنی ہے پوری پوری بقرہ آل عمران نساء اور مائدہ پڑھی ہے بیس تیس تو اب پڑھتے ہیں۔

قیام اور رکوع کے سلسلے میں ایک مسئلہ کی وضاحت

محدث العالم فقیہ العصر حضرت الشیخ والاستاذ المحترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم جب تراویح پڑھتے تھے تو چھ راتوں کی تراویح ہوتی تھی دارالحدیث

رسول اللہ ﷺ کی جب عمر مبارک آخر ہوگئی جسم مبارک کچھ بھاری ہوگیا تھا حدیث کے الفاظ میں ''لماتبدن رسول الله ﷺ '' آخری عمر جب آپ ﷺ کے اعضا بحکم الٰہی کچھ بھر گئے تو آپ ﷺ نماز کبھی کبھار بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

وہ تو ایک وقت ہوتا ہے جوانی کا جیسے بہار کا وقت ہوتا ہے جب آنحضرت ﷺ کی عمر آخر ہوگئی احادیث وصحاح بخاری مسلم میں اور جسم مبارک میں بمقتضائے بشریت قدرے گرانی آئی علماء کہتے ہیں کہ جوان جو اٹھک بیٹھک کرتا ہے چستی سے کرتا ہے اس کا خون گرم اور رواں دواں ہوتا ہے، تمام اعضا سیال رہتے ہیں اور بڑھاپے میں اٹھنے بیٹھنے میں چلنے پھرنے میں ذرا اعضا میں سستی آتی ہے خون منجمد ہوتا ہے اور پھر اسی حساب سے امراض بھی حملہ آور ہوتے ہیں تو آپ نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھتے تھے بات سنو کیا عجیب بات ہے لیکن جب رکوع کا وقت آجاتا تو آپ کھڑے ہوجاتے تھے کچھ قرآت آپ قیام کی حالت میں کر لیتے تھے اس کے بعد آپ رکوع کر لیتے تھے قومہ اور سجدہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ آپ کی بیماری کے عالم کی نماز ہے اور اس میں بھی آپ کھڑے ہوکر رکوع سے پہلے بیس تیس آیتیں پڑھتے تھے تو وہ جو بیٹھ کر طویل قرأت کی وہ کتنی ہے پوری پوری بقرہ آل عمران نساء اور مائدہ پڑھی ہے بیس تیس تو اب پڑھتے ہیں۔

قیام اور رکوع کے سلسلے میں ایک مسئلہ کی وضاحت

محدث العالم فقیہ العصر حضرت الشیخ والاستاذ المحترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم جب تراویح پڑھتے تھے تو چھ راتوں کی تراویح ہوتی تھی دارالحدیث

میں اور حضرت والا اندر سے گیٹ کو بند کروا دیتے تھے، آج کل کے بے ڈھنگے اور بدتمیز لوگوں کی طرح نہیں کہ جامع مسجد میں تراویح ہو رہی ہے اور آپ نے اپنی الگ جماعت صحن میں اس کے مقابلے میں شروع کی ہے یہ تو آپ نے جامع مسجد کا مقابلہ شروع کر دیا جو کہ حرام ناجائز ہے۔ اس لئے حضرت والا رحمہ اللہ اندر سے دروازہ بند کروا دیتے تھے کہ جو لوگ شروع سے ہوتے تھے وہی چھ دن مکمل کر لیں، چھ راتوں کی تراویح پڑھتے تھے حافظ زیادہ پڑھتا تھا حضرت بیٹھ کر تراویح پڑھا کرتے تھے، پھر جب ان کو اندازہ ہوتا تھا کہ اب پندرہ بیس آیتوں کے بعد حافظ صاحب رکوع کریں گے آہستہ آہستہ سے اُٹھ جاتے تھے اس طرح سنت پر بھی عمل ہو جاتا تھا۔

یہ قیام اس لئے فرماتے تھے تا کہ رکوع اچھی طرح ہو جائے اور اس کے بعد رکوع اور سجدے اور قیام کا بہت گہرا تعلق ہے آپس میں اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب آدمی سجدے پر قادر نہ ہو تو فتاویٰ شام میں ہے ''وبل کلھم متفقون علی التعلیل بان القیام سقط لانه وسیلة الی السجود '' (فتاویٰ شام ج ۲ ص ۵۶۷) تمام حنفی فقہ اس سے بھری پڑی ہے کہ جب بیماری کے عالم میں ایک آدمی کرسی پر نماز پڑھتا ہے اور وہ رکوع اور سجدہ اشارے سے کرتا ہے تو قیام ساقط ہوتا ہے حکم یہ ہے کہ کرسی کے سامنے کھڑا نہیں ہوگا یہ ''قیام لاجل السجود '' سجود پر قادر نہیں اشارہ کر رہا ہے تو قیام ختم کرے اس کی اجازت نہیں ہے کہ کرسیوں کے آگے یا پیچھے بیمار ان کھڑے ہو جائیں جہاں فقہ اور علم نہیں ہے وہاں لوگ غلطیوں کا شکار ہیں۔ میں ایک مالدار سوسائٹی میں نکاح پڑھانے چلا گیا جمعہ کے دن عصر کے بعد ایک دوست نے بتایا کہ حضور تمام اعزا و اقربا وہاں

ہیں یہاں نہیں آسکتے آپ میرے لئے وہاں آجائیں۔صف میں میز پڑے ہوئے ہیں میں نے پوچھا کوئی شادی ہال ہے یہاں کھانا لگتا ہے کہا نہیں نہیں دیکھ رہے ہیں بیماران آرہے ہیں میں نے کہا اس سے کیا تعلق ہے میز سے کیا کرنا ہے کہنے لگے اس پر سجدہ کرتے ہیں وہاں کا جو خطیب تھا وہ موجود نہیں تھا موذن نے مجھے کہا کہ ہم نے بنوری ٹاؤن سے پوچھا ہے، میں نے اس کے لئے پیغام چھوڑا کہ ان کو کہیں یہ جو آپ نے میز رکھوائے ہیں اس کے لئے بنوری ٹاؤن ہی کے دارالافتا سے لکھوا کر لے آؤ، میں کل رات کو پھر آؤں گا، وہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتا گیا امام صاحب وہیں مدرس تھے اور اس مسجد میں امام تھے۔بنوری ٹاؤن میں مفتی عبدالمجید صاحب مرحوم بیٹھتے تھے صدر مفتی وہی تھے انہوں نے کہا کہ میز نکالو یہ غلط کام ہے اور میرا کہا کہ مولانا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

اس میز کی کیا ضرورت ہے، اگلی دفعہ میں جب گیا تمام میز اٹھے ہوئے تھے الحمد للہ۔فقہ پر کوئی ہو تو عمل ہو جائے گا فقہ پر اسٹینڈ لینا پڑتا ہے تب جا کے عمل ہوتا ہے ایسے گھر بیٹھے بیٹھے کوئی مسائل نہیں مانتا کتنی جگہ آپ دیکھیں لوگ کرسی کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، ایک تماشا ہے اب اگر اس شخص میں فقہ ہو تو ان کو کہے کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ آرام سے، علامہ ابن عابدین نے فتاوی شام میں لکھا ہے مذہب حنفی کی تمام کتابیں متفق ہیں اس پر کہ جب سجدے پر قادر نہیں ہو تو قیام آپ کے ذمے نہیں ہے ''کقطع عنه وجوب القیام'' قیام کا وجوب ختم ہو گیا، یہ میں کبھی کبھی بیان کرتا ہوں تا کہ دوست سن لیں اور جگہوں میں بھی سمجھائیں اور مسئلہ سمجھانے کے لئے اتنا بڑا دل چاہیے۔

مسائل کا بیان اور ان کا منوانا دونوں بہت ضروری ہے

مسئلہ سمجھانے کے لئے چڑیا کا دل نہیں چلے گا دل بہت بڑا رکھنا پڑتا ہے، اگر کوئی نہیں مانا تو آپ نے مار دھاڑ شروع کر دی یہ مسئلہ ہے یہ تو آپ نے ذاتیات بیان کی مسئلہ فولاد کی طرح پختہ رکھو اور سینہ صحرا کی طرح چوڑا رکھو اور عزم پہاڑ کی طرح بلند رکھو اور مزاج اس کے جواب کے لئے ٹھنڈا رکھو۔ ان کو آج خیال نہیں ہے ایک نئی چیز آج کسی کو منوانا آسان کام ہے کیا آپ ہتھیلی پر سرسوں اُگا رہے ہیں، مسئلہ ماننا غلامی اختیار کرنی ہے جو شخص آپ کا مسئلہ مانے گا عمر بھر آپ کا احترام کرے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے مجھے الف ب کا الف سکھایا ہے وہ میرا آقا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ بازار میں لے جا کر مجھے بیچ دے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سکھانے اور سمجھانے کا بہت زیادہ شکر لازم ہوتا ہے کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا ہے کہ وہ کسی کا غلام ہو جائے کیوں ہو جائے، انسان کی طبیعت میں نشوز ہے، نافرمانی ہے، یہ نشوز اور نافرمانی اطاعت میں جب تبدیل ہوگی تو کافر سے مسلم ہو جائے گا فرعون اور ابوجہل سے وقت کا عظیم مقتدر ولی کامل بن جائے گا

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

سنن دارمی میں ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں آپ کی رضا اور خوشنودی کے لئے دین کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں بالکل اوائل میں لکھا ہوا ہے، حق

تعالیٰ نے کہا اے داؤد یہ تو بہت مشکل کام ہے تبلیغ کوئی آسان کام ہے؟ اس گلی سے گئے واپس آ گئے تبلیغ ہوگئی یہ تو شارٹ کورس ہے نہ ہونے سے یہ بھی افضل کم از کم اس آدمی گلی والے کو تو کہا کہ آ جاؤ نماز میں ۔ بالکل ہی نہ ہو اس سے تو لاکھ درجہ یہ بہتر ہے مگر آگے دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام کی تبلیغ کیا ہے آپ نے کہا ''یا داؤد اتخذنا علیک من حدید وصوتک من حدید وقلنسوتک من حدید '' جوتے لوہے والے پہن لو تا کہ پھٹنے کا نام نہ لے لاٹھی لوہے والی خرید لو تا کہ ٹوٹے نہیں، سر پر پگڑی اور ٹوپی لوہے کی رکھ لو تا کہ میلی نہ ہو جائے پھٹ نہ جائے اور اس سے بڑھ کر فولادی دل اور عزم اختیار کرو اب جاؤ میرے بندوں سے ملاقات کرو اور ان کو لے آؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ مجال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کہے یا اللہ! دل تو آپ کے اختیار میں ہے مجھے لوہے لوہے پہنا رہے ہیں ان کے دل کو کیک کی طرح نرم کرے کہ خود ہی لپکتے ہوئے مسجدوں میں آئے نہیں یہ تبلیغ کا طریقہ نہیں ہے

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

بت خانوں میں سرچڑھوں میں اور نافرمانوں میں ٹیڑھے مزاج والوں میں آپ کو توحید کا کلمہ، اتباع سنت کا کلمہ آگے بڑھانا ہے، تبلیغ اصل میں پہنچانے کو کہتے ہیں ۔ خیر پہنچائی جاتی ہے اور شر کو دفع کیا جاتا ہے۔ دعوت الی اللہ یہ ہمیشہ کا سرمایہ ہے، ہم نے کسی کو ٹوپی دی بہت عالی شان قیمتی بیش بہا کچھ مدت بعد وہ ایسی شکل اختیار کر لے گی پہننے کے قابل نہیں ہوگی ختم ہوگئی، ہم نے کسی کو بہترین جوڑا سلوایا کب تک تیار رہے گا پرانا ہو جائے

گا نہیں پہنا جائے گا، ہم نے کسی کو بہترین کھانا کھلایا اگلے ٹائم دوبارہ بھوک نہیں لگے گی کیا اس کھانے کے اثرات بھی باقی نہیں لیکن کوئی بھی خیر کی بات جب آپ کسی سے کہیں گے تو وہ ہمیشہ اس کو یاد رکھے گا اور اگر اس پر عمل کرلے تو آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا۔

کیونکہ اس عمر کا کیا بھروسہ ہے اس لئے بہتر ہے کہ یہیں سے وہاں کے لئے کچھ لے چلے۔

وہ سکندر ذوالقرنین کے متعلق آیا ہے پوری دنیا کی بادشاہت تھی ان کی لیکن جب انتقال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکالو اور ہتھیلیاں کھلی چھوڑو لوگوں نے کہا یہ کیوں کہا تا کہ پتہ چل جائے کہ بحر و بر شرق اور غرب شمال اور جنوب عرب وعجم سیاہ و سفید کا مالک ومختار بادشاہِ دنیا اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لے کے گیا۔ خالی ہاتھ یہاں سے گیا کسی نے اس لئے کہا ہے کہ

جائے گا جب یہاں سے کچھ بھی نہ پاس ہوگا
چند گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

دنیا سے تعلق کے بارے میں آپ ﷺ کی حکایت

دنیا کی چیزوں سے کتنا تعلق رکھنا چاہئے یہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھئے، سب سے بڑے عاقل فاضل، سب سے بڑے کامل انسان انبیاء اور مرسلین کے سرتاج وسپہ سالار نبی العرب سلطان الامم جناب رسول اللہ ﷺ، آپ نے کیا زبردست بات کہی ہے صحیح مسلم کی حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں ''مالی ولدنیا '' میرا دنیا سے کیا کام ہے'' انی کرجل غریب یستظل تحت الشجرۃ ثم راح وترکھا'' میرا دنیا سے کیا کام ہے

بنگلوں سے کوٹھیوں سے وزارتوں سے گورنریوں سے ملکیت وسلطنت سے کیا کام ہے، میرا سوائے اس کے کہ میری مثال اس مسافر کی ہے جو ایک راستے سے گزر رہا ہو اور راستے ہی میں ایک درخت ملا جس کی بہت ٹھنڈی چھاؤں ہے بہت عمدہ سایہ ہے لیکن مسافر نے کرنا کیا ہے تھوڑی دیر کے لئے وہاں رکا۔ بس آگے پھر سفر کا آغاز کر دیا۔ کس شان سے آپ ﷺ نے دنیا کی بے وفائی اور بے ثباتی بیان فرمائی

"مالی ولدنیا انی کرجل غریب یستذل تحت الشجرۃ ثم راح عنہا وترکہا" (ترمذی ج ۲ ص ۶۳)

یہ ائیر پورٹوں پر بڑی بہترین آرام گاہیں ہوتی ہیں بڑی اچھی سیٹیں لگی ہوتی ہیں اکثر جگہوں میں بڑا تواضع اور بہت ہی اکرام ہوتا ہے اچانک اعلان ہوتا ہے بس اپنا بیگ وغیرہ کھینچتے ہوئے چلتے ہیں اس جگہ سے بس اتنا ہی تعلق تھا اس لئے عاقل لوگ کامل لوگ دنیا سے دل نہیں باندھتے ہیں

جہاں اے برادر نماند بکس
دل اندر جہاں آفریں بند و بس

یہ جہان میرے بھائی کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا نہیں رہتے ہوئے اس کے مالک سے دوستی لگاؤ

مکن تکیہ بر ملک ، پائے و پشت
کہ بسیار کس چو تو پرورده و کشت

اس کی وفا، پرخوشیوں پر، آرام وراحت پر بالکل باور نہ کرنا تیرے جیسے بہت ساروں کو پالا پوسا جب خوب بہترین جوانی میں آگئے تو اس کو گرا دیا

چوں آہنگ رفتن کند جان پاک
چہ بر تخت مُردن چہ بر روئے خاک

جب روح نکلنے کی گھڑی آئے گی یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تخت بادشاہی پر روح نکلی یا زمین مٹی پر نکلی بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ ایمان لائے ہو یا نہیں۔

نماز اور طہارت

نماز پڑھی ہے یا نہیں، کہتے ہیں قبر میں ایمان کے بعد زیادہ حساب طہارت کا ہوگا کپڑے کا پاک ہونا، جسم کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا اور قیامت کے میدان میں زیادہ تفصیل کے ساتھ نماز چیک کی جائے گی فجر کے لئے کب اُٹھے کتنی دفعہ آپ نے فجر مہینے میں جماعت سے پڑھی آپ کے فجر میں نہ جانے کا کیا عذر تھا کیا وجہ تھی شرعی طور پر کتنے معذور تھے طبی طور پر کیا عذر تھا

روزِ قیامت کہ جاں گداز بود اولیں پُرسشِ نماز بود

نماز سے پہلے مقدمہ طہارت کا ہے یہ قبر میں اس کی چیکنگ ہوگی اس لئے علماء دین کہتے ہیں پلید کپڑا کسی حال میں بھی پہننا جائز نہیں ہے بعض نادان جو ہیں رات کو سوتے وقت غلط لباس پہن لیتے ہیں وہ کہتے ہیں آرام کرنا ہے اس وقت کچھ بھی پہن لیں، اس نادان کو اتنی عقل نہیں ہے یہ جو نیند ہے اس کو حدیث کے اندر موت کہا ہے ''النوم اخو الموت ''نیند تو موت کی بہن ہے۔ امام العصر مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب پاک کپڑے میں آدمی سوئے تو فرشتے اس کے پلنگ پر چاروں طرف تسبیحات

پڑھتے ہوئے پہرہ دیتے ہیں (کتاب اللباس فیض الباری شرح بخاری حضرت اقدس امام العصر مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ) اور جب ناپاک جسم یا کپڑوں کے ساتھ لیٹے تو اس کے پلنگ پر شیاطین جھرمٹ بنا لیتے ہیں کہتے ہیں ہمارا بیٹا ہے جو پلنگ پر لیٹا ہوا آگے سن لو آگے خطرناک بات حضرت شاہ صاحب نے لکھی آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ صبح اگر یہ مر چکا ہو تو ایمان اس کا سلب ہو چکا ہوگا اتنے شیاطین کے جھرمٹ کے اندر یہ ایمان پر نہیں جا سکتا ہے، تو کس چیز کی کمی ہے کپڑے ہمارے پاس پلید ہے پاک نہیں ہے ہماری زندگی اتنی بھونڈی ہوگئی ہے پانی نہیں ہوتا ہے ہمارے گھروں میں یہ مسجد و مدرسہ ہے حوض ہے وضوخانہ ہے کنواں ہے مجال ہے کہ پانی کی ایک لمحے کے لئے کمی ہو اور گھروں کے اندر تو اللہ نے جنت کے نمونے بنائے ہیں جنت کے نمونے ہیں مومن کے اخلاق مومن کا اخلاص وہ اپنی شریعت کو سینے سے لگانا اب عمر بھر اس کے مطابق رہنا ہے اور کبھی بھی پلید کپڑے میں نہ کہیں جانا ہے اور نہ آنا ہے نہ سونا ہے میں تو کہتا ہوں ناپاک کپڑا پہن کے بیت الخلاء جانا بھی غلط ہے اگر اندر روح قبض ہوگئی پلید کپڑے میں مر جاؤ گے، روح کسی سے پوچھتی نہیں، موت کے لئے بیماری ضروری نہیں ہے، نہ موت کے لئے بڑھاپا ضروری ہے کتنے جوانوں کے جنازے ہم پڑھتے ہیں کتنے شیر خوار بچے اُٹھتے ہیں کتنے بوڑھے ہیں جو سرسبز و شاداب ہیں اپنی زندگی اللہ نے جو دی ہے گزار رہے ہیں۔

حج کے بعد حاجیوں کے لئے لائحہ عمل

اس لئے عید بھی مبارک قربانیاں بھی مبارک حاجی صاحبان کا حج عمرے طواف

منیٰ مزدلفہ اور عرفات کی حاضری بھی اللہ مبارک فرمائے کاش کہ حاجیان دل سے توبہ کریں اور وہاں سے سنتوں کے تحفے لے آئیں حج پر چلے جائیں تو وہاں حرام نوکریوں سے توبہ کریں، بے پردگی سے توبہ کریں، اولاد کو جو غلط تربیت دے رہے ہیں اور خود ہی ان کو بش اور بلئیر اور اوبامہ کی نسل بنارہے ہیں اس رذالت سے بھی توبہ کرنا بہت ضروری ہے ہمارے بچے کیوں بش بلئیر اور اوبامہ کی نسل کی طرح پل رہے ہیں ہمیں قرآن، سنت، فقہ حلال، حرام، سنت، مستحب، شرک اور بدعت کی تعلیم ان کو دینا بہت ضرور ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ انہیں ہر قسم کی برائی اور گندگی سے بچائیں، ان کو توحید کی تعلیم دینا اور انہیں سچا اور پکا مسلمان بنانا ہر ماں باپ کا فرض اور ہر بچہ کا حق ہے۔ یہ سب ہمارے حقوق ہیں، اتنے بڑے دربار میں آپ حاضر ہوئے ہیں، تلبیہ بھی پڑھا ہے لبیک اللہم لبیک روئے بھی ہیں دعائیں بھی مانگی تو اب اس کا بہترین اثر حاجی صاحب کی زندگی پر ہونا چاہیے حاجی کا تحفہ یہ نہیں کہ ہمیں زمزم لا کے دیا اور کھجور لا کے دی یا ٹوپی اور رومال۔ حاجی صاحب کا تحفہ یہ ہے کہ وہ سنت سے ہمکنار ہو جائے، حاجی صاحب کا بہترین اعزاز اور اکرام اس کا پہلی والی زندگی اور اب کی زندگی میں نمایاں فرق ہونا چاہیے۔

حاجی صاحب یہیں سے پانی بھرتے ہیں اور اس میں ایک بوند زمزم کی ملا دیتے ہیں، یہاں کراچی سے کھجوروں کا ڈھیر خرید لیتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ سے لایا ہوں، پہنچتے ہی جھوٹ اور مکاری شروع ہو جاتی ہے اس سے تو بہتر تھا کہ آپ نے حج کیا ہی نہیں ہوتا۔ یہ پیغمبر ﷺ کے تقدس پر افترا اور جعل سازی کیوں کر رہے ہو جب نہیں لا سکے تو صاف کہیں کہ آپ کے لئے دعائیں لایا ہوں اور پورے عالم کے مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں یہ

مثال دے رہا ہوں کسی کو نہ سمجھو رکی ضرورت ہے اس زمانے کے زمزموں کی لیکن حاجی کا فریب اور دھوکہ دکھا رہا ہوں یہ تربیت ناقص ہو رہی ہے ایسے ہی بیل چلے جاتے ہیں اور ایسے ہی ڈنگر واپس آتے ہیں

مکہ گئے مدینہ گئے اور قدس بھی گئے
جیسے گئے تھے گھوم پھر کے ویسے آ گئے

اللہ تعالیٰ تمام حاجیوں کا حج اور وہاں کی حاضری ضائع نہ فرمائے اور انہیں صدق سچائی امانت دیانت حلت اور دین کا کمال نصیب فرمائے۔ وہ ایک بزرگ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ حضرت آپ کے زمانے میں تو لوگ بہت زیادہ حج اور عمرہ نہیں کرتے تھے کہیں پورے گاؤں میں مشکل سے ایک حاجی صاحب ہوتا تھا کوئی بیمار ہوتا تھا تو کہتے حاجی دعا کریں اس نے کعبہ دیکھا ہے کہیں جرگہ ہو رہا ہے تو کہتے کہ حاجی صاحب کو تو بلاؤ کہیں دعائے خیر ہو رہی ہے حاجی صاحب کو بلاؤ اب تو بہت سارے حاجی ہو گئے تو اس بزرگ نے عجیب جواب دے دیا کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ حج اور عمرے بہت کرتے ہیں لیکن افسوس کہ تبدیلی نہیں ہو رہے ہیں جیسے گئے تھے ویسے آ گئے۔

حاجیوں کے لئے ہر گناہ سے توبہ ضروری ہے

ہمارے یہاں صف میں ایک آدمی آیا اچانک دعا کے بعد مجھ سے بڑے شوق سے ملنے لگا میں نے پوچھا خیریت کہاں سے آ گئے کہا حج سے، میں نے کہا یہاں کیا ڑی ڈاکیارڈ میں حج کیا ہے؟ کہنے لگا نہیں نہیں حرم شریف میں میں نے کہا جیسے ڈاکیارڈ میں

آپ کی نوکری ہے صبح جاتے تھے شام کو آتے تھے اسی طرح اب بھی داڑھی مونڈھا تماشا بنے ہوئے ہیں تجھ پر کعبہ اور مدینہ کا کیا اثر ہوا ہے جیسے گئے تھے ویسے آگئے یہاں سے خطرات پیدا ہوتے ہیں یا تو تعلیم اور تربیت میں کمزوری ہے یا رزق حلال ناپید ہے اور جو سرمایہ صرف ہوتا ہے اتنی مشقت اتنی قربانی، جو لوگ حج کر چکے ہیں وہ میری بات سمجھتے ہیں کہ حج کوئی آسان کام نہیں ہے حرمین پہنچنا وہاں سے منیٰ جانا وہاں سے عرفات جانا واپسی پر مزدلفہ آنا اگلے دن شیطانوں کی کنکریاں مارنا قربانیاں کرنا طواف زیارت کرنا طواف وداع کرنا مدینہ منورہ حاضری لگانا کوئی معمولی کام ہے جنت کے اسفار ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے آسان فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان کے یہاں ان کی زندگی میں بہترین تبدیلیاں نصیب فرمائے میرے عزیز و یہ جو قربانی ہے یہ نمازوں کے بعد جو تکبیرات تشریق ہیں یہ بھی حج ہی کا تشاکل ہیں مشابہت ہیں اور سارے جہاں پر چونکہ حج فرض نہیں ہے عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور دور دراز کی عبادت ہے کچھ لوگوں کو نصیب ہوگی اور کبھی کبھی ہوگی ایک عبادت قربانی اور دوسری عبادت تکبیرات تشریق ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے مردوں کے لئے اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا یہ واجب کردیا گیا کتنی بڑی بات ہے ۹ ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک کل ۲۳ نمازوں میں یہ تکبیرات پڑھنی ہیں، چاروں ائمہ چاروں فقہ کل اسلام اس پر متفق ہیں مفسرین، محدثین، فقہاء، مجتہدین، اولیاء، علماء اور صلحاء سب متفق ہیں یہ حقیقت میں ان اعمال کا نقش ثانی ہے ایک عکس یاد ہے۔

بعض لوگ نمازوں کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنے میں سستی کرتے ہیں وہ اچھی طرح سن لیں کہ وہ مبارک دنوں میں گنہگار ہو رہے ہیں اور یاد آنے پر پڑھ لے تاکہ عادت صحیح رہے جن کی رکعتیں چھوٹی ہوئی ہوں وہ جیسے ہی سلام پھیریں یعنی فرض نماز کے بعد، تکبیرات تشریق کا تعلق سنت واجب نفلوں سے نہیں ہے فرض نماز کے بعد خواہ جماعت سے ہو یا انفرادی ہو۔ سلام پھیرتے ہی تکبیرات ایک دفعہ آواز سے پڑھی جائے آواز کا یہ فائدہ ہے جن ساتھیوں نے نہیں پڑھی انہیں بھی احساس ہو جائے گا خواتین پر بھی تکبیرات تشریق صاحبین کے قول کے مطابق اور اسی پر فتوئی ہے واجب ہے، البتہ وہ بلند آواز سے نہیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمانوں کی قربانیاں عید اور دعائیں قبول فرمائے بھر پور طریقے سے ادارے میں تعاون کیا گیا اور طلبہ کی پذیرائی کی بعض لوگوں نے خود قربانی کی کھالیں لا کے جمع کیں ادارہ ادارے کی درودیوار چپہ چپہ استاذ شاگرد عالم طالب سارے شکرگزار ہیں، دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے قربانیاں قبول فرمائے، فضا سازگار بنائے شہر میں اور ملک میں باقاعدہ امن نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بیان جمعہ ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۳

خطبہ نمبر ۸۰

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد!

’’فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ؕ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○‘‘ (بقرہ آیات ۲۰۰، ۲۰۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حجاج کی واپسی اوران کی برکات

گزشتہ رات کو بھی یہی موضوع رہا ہے اور اسی موضوع پر کچھ گذارشات کرنی ہیں اور وہ موضوع تین قسم کا ہے ایک تو یہ کہ حجاج نے وہاں اچھی محنت کی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی ہمیں اللہ کے فضل وعنایت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی وجہ سے پورے عالم پر فضل فرمایا ہمیں ان سے یہ خوشبو آرہی ہے اور اس طرح کی توقعات وابستہ ہیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ خیر کی توقع بغیر کسی وجہ اور بغیر کسی دلیل کے کرے، شر کی بات کے لئے دلیل چاہیے خیر کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، خیر کے کاموں میں تو خیر اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے۔ کل مغرب کے قریب ایک نوجوان حاجی آیا اور حاجی کیا تھا رحمت کا فرشتہ تھا، حاجی کیا تھا بیت اللہ کا ستون تھا، بالکل نوجوان تھا اور ابھی ابھی صبح حج سے آیا اور شام کو مجھ سے ملنے آیا اور آپ یقین کرلیں کہ اس کے آنے کی ایسی برکات ہوئیں کہ اس کے بیٹھتے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت کے فیصلے اترنے لگے، مشکلات کے حل کی بارش شروع ہوگئی اور رحمتوں کی بارش شروع ہوگئی اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس سال بیشتر مسلمانوں نے اچھا حج کیا ہے اور عمدہ حاضری لگائی ہے اور بھرپور اعمال کیئے ہیں جن کی برکات سے ہمارا بھی بیڑا پار ہوجائیگا۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جو اپنے لئے نہیں ہوتے ہم

جب نماز پڑھتے ہیں نماز کے قعدے میں بیٹھتے ہیں اس میں ایک جملہ آتا ہے "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" "خدایا جو سلامتیاں آپ ہمیں دے رہے ہیں یہ آپ کے اور نیک بندوں کو بھی ملنا چاہیے، غور کریں کہاں کہاں دنیا کے نیک لوگ ہیں۔ بخاری شریف میں ہے مسلم میں بھی جوامع میں بھی ابن ماجہ میں بھی سنن و حسان میں بھی جب یہ الفاظ بندہ پڑھ لیتا ہے "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اصابت کل عبد للہ صالح فی الارض والسماء" "اللہ تعالیٰ کے جتنے نیک بندے ہیں آسمانوں میں یا زمینوں میں یہ سب تک پہنچ جاتا ہے۔

مرنے کے بعد جسم اور روح کا تعلق

زمینوں میں انبیاء علیہم السلام کے اجساد ہیں اولیاء مدفون ہیں اور آسمانوں میں ارواح ہیں صحیح مسلم میں ہے "ان ارواح الانبیاء تستقرون فی اعلیٰ علیین" "انبیاء کرام کی ارواح کا مستقر سماوات میں اعلیٰ علیین ہے اور وہاں سے ان کا ایک تعلق جسم کے ساتھ بھی قائم ہے، یہ تعلق تمام ارواح کا ہے، کافر کی روح کا بھی تعلق قائم ہے اسے عذاب ہو رہا ہے، نیک مؤمن مسلمان کی روح کا بھی تعلق قائم ہے اس کا جسم راحت پا رہا ہے خوشی محسوس کرتا ہے "یتلذذ ویتنعم" "شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد۴ ص ۳۸۳ تا ۳۸۷ تک تفصیلی ابحاث انہوں نے فرمائی ہیں کہ جسم کا تعلق روح کے ساتھ مرنے کے بعد بھی قائم ہے۔ پھر کاملین کا تعلق روح اور جسم کے ساتھ مثال کے درجہ میں ہوتا ہے۔

علماء دین کہتے ہیں کہ وفات کے بعد مسافت اور منازل ختم ہو جاتے ہیں، یہ جسم ہے اور یہ روح ہے، روح تحت سماوات میں ہے اور جسم ساتویں زمین میں رکھا ہوا ہے لیکن آپس میں جڑے ہوئے ہیں مسافت ختم ہوگئی ہے۔ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے اور بہت سارے علوم کا نچوڑ ہے، بہت سارے علوم کا خلاصہ اور عطر ہے۔ اس لئے بعض مسائل کا عوام کے لئے سمجھنا دشوار ہوتا ہے وہ اس لئے نہیں کہ وہ مسلمان نہیں اس لئے نہیں کہ ان کا عقیدہ نہیں ہے وہ ٹھیک ٹھاک لوگ ہیں لیکن ہائی کلاس کا مضمون پرائمری کا بچہ پہلا دن کیسے سمجھ سکتا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ آپ نے جو گفتگو فرمائی وہ سمجھ نہیں آئی، حضرت نے اسے جواب دیا کہ سولہ سال میں نے دیو بند میں گزارے اور چالیس سال یہ ہوگئے اتنا ٹائم آپ بھی لگالیں تو آپ بھی سمجھ لیں گے۔

انبیاء علیہم السلام، اولیاء، صلحاء کائنات کا پورا وجود یہ ایک جسم ہے، جسم جیسے یہ انگلیاں ہیں یہ جسم ہیں جسم کا حصہ ہے لیکن اس میں جو حرکت ہے وہ اصل ہے وہ نظر نہیں آتی ہے وہ قوت روح ہے تحریک روح ہے اور جب اس کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ''قل الروح من امر ربی'' یہ میرے نظام سلطنت کا ایک حصہ ہے اس سے میں نے سب کو بے بس کیا ہے'' وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ''(اسراء آیت ۸۵) تم اس کو زیادہ نہیں سمجھ سکتے ہو اس کو رہنے دو۔ ایک عجیب نکتہ طالب علم یاد رکھیں کہ جسم کو ہم جانتے ہیں کہ یہ آنکھ ہے دکھتی ہے تو اس کا علاج بھی ہو رہا ہے، یہ ٹانگیں ہیں ان میں درد ہے تو ایسی دوا حکیم یا ڈاکٹر دیتا ہے درد کم ہو جاتا ہے فائدہ ہوتا ہے، جسم کے جتنے جوارح اور حصے ہیں وہ

سمجھ میں آتے تو علاج بھی ہو رہا ہے، روح سمجھ میں نہیں آتی تو اس کا علاج بھی کوئی نہیں ہے۔ نبی ہو یا ولی بادشاہ ہو یا عام آدمی جب ایک دفعہ روح نکلی تو سارے امریکہ برطانیہ اور جرمنی پوری دنیا اس پر قربان کرلیں دس دن کے لئے اس کو زندہ تو کرلیں؟ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں کر سکتے۔

"وَ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ"

حرام ہے جو ایک دفعہ مر چکے ہیں وہ اس دنیا میں واپس آئیں

حَتّٰیٓ اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ"

قیامت کے دن ہے۔ (سورہ انبیاء آیات ۹۵،۹۶)

قیامت کا بیان، جنت و جہنم، وعظ کے مختلف انداز

اس جسم کے لئے ہم کتنی محنت کرتے ہیں مکانات بنواتے ہیں، کتنے بڑے بڑے محلات تیار کرتے ہیں، کتنی سلطنتوں کے دعوے کرتے ہیں، کتنی وزارتوں پر فخر کرتے ہیں اور کتنے چند روزہ مال اور دولت سے دل باندھتے ہیں، کتنا ہمیں آرام آجاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عمر کتنی ہے؟ ہمارے پاس ساری عمر کتنی ہے؟ اس سے متعلق، وہ کہتے ہیں شداد کافر نے نمرود اور شداد حقیقت میں ایک ہی ہے بعض کہتے ہیں نمرود بادشاہ تھا اور شداد اور شدید دو بھائی تھے درست بات یہ ہے کہ یہ سخت بہت تھا اس کی نرمی کسی نے نہیں دیکھی تھی سختی تھی تو شداد کہلایا، ابراہیم علیہ السلام تقریروں میں لوگوں کو تسلی دیتے تھے کہ یہ وقت گزر جائے گا اس سے گھبراؤ نہیں اس سے خدا نہ کہنا یہ ایسا ہی ہے پاگل ہے اور اللہ تو وہ ہے جو آسمان و

زمین کا بنانے والا ہے اللہ تو وہ ہے جس نے ہمیں وجود دیا، عزت دی، آرام دیا اللہ تعالیٰ تو بہت بڑی ذات ہے اس جیسا کون ہے کوئی مخلوق خدا ہو ہی نہیں سکتی اور جھگڑے بھی بہت ہوئے ہیں لیکن ایک بات اس کو عجیب یہ لگتی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام جنت کا تذکرہ کرتے تھے بہت عالی شان تذکرہ ہوتا تھا۔

تین پیغمبر علیہم السلام تین پیغمبر ہیں جن کو جنت دکھائی گئی ایک آدم علیہ السلام ہیں وہ تو منبع ہے شروع ہی وہیں سے ہوئی ہے ابا جی دیکھ کے تو آئے ہیں اور حکم ہوا تھا کہ نہیں یہ زمین پہ رہیں گے "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" کام ان کا زمین پہ ہے جنت میں نہیں بہانہ بنادیا کہ چل یہاں سے تو یہ چیزیں کھاتا ہے پیشاب پاخانہ کی جگہ وہ ہے یہ نہیں ہے، اور دوسرا ادریس علیہ السلام وہ تو وہیں ٹھہر گئے انہوں نے زبردست درس دیا اور جنت کے حالات بیان فرمائے اور ملائک ان کو سیر کرانے لے گئے تھے وہ جنت دیکھ کر واپس ہی نہیں آئے، ملائک نے بڑی کوشش کی لیکن ملائک سے حضرت ادریس علیہ السلام مناظرہ جیت گئے، تیسرے محمد رسول اللہ ﷺ جن کو شب معراج میں بڑی تفصیل کے ساتھ نظارے دکھائے گئے تفصیل کے ساتھ۔ اول اور آخر حضرت آدم علیہ السلام اول آنحضرت ﷺ آخر میں ان دونوں حضرات کو دکھایا کہ مضمون تازہ رہے کوئی فرضی قصہ نہیں ہے آنکھوں دیکھا حال ہے حقیقت مشاہدہ ہے۔

مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تو بعض لوگ بعض مضامین میں بڑے ماہر ہوتے ہیں یہ تبلیغی جماعت کے امیر دوم جو تھے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ جب جنت کے حالات بیان کرتے تھے تو ایسا

محسوس ہوتا تھا جیسے دودھ کی نہر چل رہی ہے لوگ ایسے دیکھتے تھے اور شہد کی نہر ادھر ہی ہے ایسے شان سے بیان کرتے تھے اللہ نے ان کو بڑی زبان کی صفائی دی تھی بڑے قادر تھے وہ عام تبلیغی مولویوں کی طرح نہیں تھے حضرت بنوری ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''الداعی الموهوبه من الله '' ایسے دعوت دینے والے جو خاص اللہ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا اور ان کی تصنیف کے بارے میں کہتے ہیں ''حیاۃ الصحابہ اور ......اخبار'' کے بارے میں ''وھو یدل علی غزالت علمه'' وہ دلالت کررہا ہے کہ حضرت کا علم بڑا وسیع ہے تو وسیع علم کا بیان بھی پھر اس شان کا ہوتا ہے جب وہ جہنم بیان کرتے تھے اور وہاں کی آگ اور تپش، زانی کو یہ سزا سود خور کو، یہ سزا اور چور کی یہ سزا بدچلن کی یہ سزا نماز نہ پڑھنے والے کی یہ سزا زکوۃ نہ دینے والے کی یہ سزا روزہ خور اور روزہ چور کی یہ سزا اس شان سے بیان فرماتے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آگ آرہی ہے ہم کو جلا رہی ہے لوگ گھبرا جاتے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرا جاتے تھے یہ تو ہمارے زمانے کے عالم گزرے ہیں جن کا بیان کانوں نے سنا ہے آنکھوں سے دیکھا ہے۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ جن پر نمرود کی آگ گلِ گلزار کردی گئی تھی جنہوں نے دنیا میں بڑی سے بڑی قربانی کو خندہ پیشانی سے نبھایا ہے، ان کا کیا بیان ہوتا ہوگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں کو تسلی دیتے تھے جنت کے حالات بیان کرکے کہ تکلیفیں گزر جائیں گی، ملک بھی ختم ہوجائے گا، بادشاہت بھی نہیں رہے گی، یہ نمرود بھی ختم ہوجائے گا اور سب کام آگے پیچھے ہوجائیں گے اور ہمیں ان شاء اللہ ایمان کی وجہ سے اور نیک اعمال کی وجہ سے جنت نصیب فرمائیں گے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنت کو بھی سن سن

کے ان کے دل و دماغ میں ایک نقشہ بن جاتا ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے''بادی الارواح'' کہتے ہیں جو عالم اس کتاب کو صحیح طرح پڑھ لے تو بالکل محسوس کرلے گا کہ جنت میں کتنے باغات ہیں کتنے غلمان ہیں کس طرح حوریں ہیں کتنے درجات ہیں جنت کے باہر جنت کے اندر کے ایسے حالات حضرت صاحب نے تحریر فرمائے ہیں کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے بہت اہم کتاب ہے اور ہر عالم اور طالب کے پاس اس کا ہونا بہت ضروری ہے۔

اللہ رب العزت کے نزدیک نیک اعمال کی قدر

ہمارے یہاں ایک عام سا آدمی آتا ہے یہ کاغذ وغیرہ جمع کرتا ہے اور بیچتا ہے ،عجیب وغریب قسم کا انسان ہے، میں نے ایک دفعہ ایک کارخانہ دار سے بات کی اس نے کہا گیٹ پر بیٹھ جائیں پندرہ بیس ہزار دوں گا آپ کا دوست ہے، میں نے اس کو کہا اس نے کہا ''بابا'' نہیں نہیں ملازمت ہوجائے گی ملازمت تو کفر کا حصہ ہے توبہ توبہ میں ملازمت نہیں کرسکتا ،اب اس کو سمجھانا اور اوبامہ کو رائیونڈ کے اجتماع میں لانا برابر ہے، بہت مشکل کام ہے اس کو سمجھانا۔ اس نے کہا کہ نہیں کبھی میں اس کو پانچ سو روپے کبھی ہزار جو ہماری توفیق ہوتی ہے اتنی دعائیں دیتا ہے، وہ نفلیں بہت زیادہ پڑھتا ہے، میں نے اس سے ایک دن پوچھا کہ آپ بہت زیادہ نوافل پڑھتے ہیں کیوں ،اس نے مجھے کہا کہ آپ منبر پر بیٹھ کے وعظ کرتے ہیں ہزاروں لوگ سنتے ہیں یہ عمل کریں گے آپ کو بھی اللہ اجر دے گا، آپ نماز پڑھاتے ہیں آپ کی اقتداء میں ہزاروں کا مجمع کھڑا ہوتا ہے اس نیکی کا جب ان کو اجر ملے گا

تو آپ کو پہلے دیا جائے گا کیونکہ آپ ان کے امام ہیں ، آپ ہزاروں آدمیوں کو بخاری شریف ترمذی شریف پڑھاتے ہیں فقہ اور افتاء سمجھاتے ہیں تو آپ جہاں بھی دین کا کام کریں گے آپ کا بھی حصہ ہے، میرے پاس کیا چیز ہے میں تو ایک عام آدمی ہوں کاغذ جمع کرنے والا ہوں مجھے نفلوں کے ذریعے یہ ساری کمی پوری کرنی ہے، ذرا غور کیجئے کیسے کیسے لوگ ہوتے ہیں دنیا میں شکر ہے کہ نفل پڑھنا جائز ہے شکر ہے کہ میں اٹھ بیٹھ سکتا ہوں اب قدرت دیکھو اس کا یہ عمل خدا کے یہاں جو پسندیدہ ہے یہ سن لو اب میں نے ایک روز خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور بہت پریشانی کا عالم ہے، بڑی دنیا ادھر ادھر دوڑ رہی ہے مجھے کہا کہ آپ جہاں کھڑے ہیں یہیں سے صف بناتے ہیں اور لوگوں کا حساب وکتاب نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ بس معاف ہے اور جہاں آپ لوگ ہیں یہ صفیں جنت جا رہی ہیں تو میں خواب میں خوفزدہ ہو گیا تو مجھے کہا آپ دوسری صف میں نہیں ہیں آپ پہلی صف میں ہیں بس اب گیٹ کھولتے ہیں اور جو اندر جائیں گے ان میں آپ قدم رکھیں سامنے جو دیکھ رہا ہوں جنت سامنے ہے یا خدایا، یارب اس جنت کا تو بیان ہی نہیں ہو سکتا ہے دنیا میں یہ تو ایسے خوبصورت ہے باہر سے ابھی دیکھ رہا ہوں، تو کہا کہ چونکہ حساب وکتاب کے بعد یہ پہلا موقع ہے اسی لئے اس کو جبریل کھولیں گے اور بڑے پیغمبر جتنے ہیں وہ سب ساتھ ہوں گے چابی جبریل کے پاس ہے وہ لا رہا ہے اس دوران میں دیکھ رہا ہوں وہ جو خس وخاشاک جمع کرتا ہے نفلیں پڑھتا ہے وہ اندر گھوم رہا ہے یار یہ اندر کیسے گیا ہے گیٹ تو ابھی کھلا نہیں ہے اندر کبھی ادھر کبھی ادھر دوڑ رہا ہے، بھئی کس سے پوچھا جائے جبریل سے پوچھنا بھی ٹھیک نہیں ہے اور یہ اندر کیسے؟ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کی

اتنی قدر ہے، اتنا احترام ہے جو وہ جذبہ بہت زیادہ نفلیں پڑھنے کا اور بہت زیادہ شوق رکھنے کا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت نصیب فرمائے، حدیث شریف میں ہے اور قرآن کریم کی آیت میں ''وَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ'' جو جہنم سے بچایا گیا اور جنت داخل کر دیا گیا ''فَقَدْ فَازَ'' وہ کامیاب ہو گیا اللہ ہمیں بھی یہ کامیابیاں آسانی سے نصیب فرمائے۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کا بیان جنت اور نمرود و شداد

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جنت بیان کرتے تھے تو کیا شان ہوتی ہوگی، کیا اوصاف تھے، کیا خصلتیں تھیں، کیا نعمتیں تھیں، کیا گھن گرج ہوتی ہوگی حضرت صاحب کی تقریر میں۔ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن ہمارے پیغمبران کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ہمارے والد ہیں میرے سلسلہ کے بڑے ہیں اور ان کی دعاؤں کے نتیجے میں ہی میں آیا ہوں ''انا دعوۃ ابی ابراھیم'' (روح المعانی ج ا ص ۳۸۶) نماز تب مکمل ہوتی ہے جب ہم کہتے ہیں ''کما صلیت علیٰ ابراھیم'' اور ''کما بارکت علیٰ ابراھیم'' اُن کا ذکر ضروری ہے اور حج تو تقریبا حضرت کی یادگار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جنت کے احوال، اوصاف، مکارم، محاسن خوشیاں، نعمتیں، بیان فرماتے تھے تو نمرود کو بڑا غصہ آتا تھا لوگ متأثر ہوتے تھے اور جنت کے حصول کے لئے نمرود سے پیچھے ہٹتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لاتے تھے۔ نمرود، جس کو بہت زیادہ سختی کی وجہ سے شداد کہتے ہیں یا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دو بھائی تھے شدید اور شداد جن سے نمرود اپنے کام کراتا تھا ان کو کہا کہ ایسی جنت بناؤ کہ میں ابراہیم کی ان باتوں سے لوگوں کو

چھڑادوں۔

بہت زمانے تک زمین ہموار کی گئی، فصلیں اگائی گئیں، یہاں تک کہ دودھ کی نہر جاری کی گئیں شہد کی نہر جاری ہوگئیں، زمین دوز شراب کی نہریں، پانی کی نہریں، حور غلمان اس میں چھوڑے گئے، کئی قسم کی جنتیں بنائیں یہ جنت نعیم ہے، یہ جنت نزلا ہے، یہ جنت الماوی ہے، یہ جنت دار السلام ہے، سات جنتیں جو ہیں وہ سب کے سب اس نے نام رکھے اور سب سے بڑی اور بہترین جو بنائی اس کا نام فردوس رکھا اور اس میں یہ کمال تھا کہ وہاں جو کھڑا ہوجاتا تھا سب کو دیکھتا تھا اور تمام نہریں اور نعمتیں وہیں سے شروع ہوتی تھیں ،اس میں اختلاف ہے کہ یہ جنت بنانے میں اس کو کتنا وقت لگا، امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ٦٧ سال لگے ،علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے ٢٧ سال کا وقت لگا۔ جب جنت مکمل ہوگئی تو اس کو کہا گیا کہ اب معائنے کا دن ہے۔ جنت کی جتنی نعمتیں، جنت کی جتنی خوشیاں اور جنت کے جتنے مقامات اور فضائل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیان فرمائے تھے اور لوگوں نے سنے تھے وہ سب اس جنت میں موجود تھے۔ بڑی شان و شوکت سے پوری سلطنت میں نقارہ بجایا گیا اعلان ہوا کہ سب لوگ استقبال کے لئے آجائیں اور بادشاہ جو اپنے آپ کو الہٰ کہتا تھا وہ اپنی جنت دیکھنے آرہا ہے کہتے ہیں جس وقت گیٹ پر پہنچا اور گیٹ کھول دیا گیا یہ اترنے لگا تو ملک الموت کو حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کا ایک پاؤں سواری پر ہو اور دوسرا زمین پر نہ پہنچے اس درمیان میں اس کی روح قبض کرلو ،امر الٰہی ہوگیا کہ جیسے ہی وہ پاؤں نیچے پہنچائے اور گھوڑے سے اترنے لگے اس کی روح قبض کرلو۔

اس کا ایک پاؤں رکاب میں ایک زمین پر نہیں پہنچا تھا اس درمیان میں اس کو ڈس مس کر دیا گیا اور وہ سر کے بل نیچے گر گیا۔

ایک حکایت

روضۃ الریاحین جیسی کتابوں میں ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کو کہیں کسی پر رحم آیا ہو۔ حضرت عزرائیل نے ہاتھ جوڑے دست بستہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ کے حکم کے سامنے میری کیا مجال، حکم ہوا کہ پھر بھی مخلوق ہو مخلوق کو مخلوق پر ترس آتا ہے، اس نے کہا یہ نمرود نے جو جنت بنائی بڑی محنت کی بہت کوشش کی، میں نے سوچا کہ کم از کم ایک چکر لگا کے دیکھ تو لیتا، ابھی گھوڑے سے اترا ہی نہیں تھا لیکن حکم مل گیا کہ ڈس مس کر و پیغ دو اس کو خبر دار! اگر میری چلتی تو کم از کم ایک چکر تو اسے لگانے دیتا، حق تعالی نے فرمایا کہ چلو یہ ایک موقع ہو گیا اور کوئی موقع بتاؤ جس میں آپ کو رحم آ گیا ہو ترس آیا ہو، اس نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں چل رہی تھی حکم مل گیا کہ اس کو ڈبو دو تو سب لوگ ڈوب گئے اور کشتی الٹ گئی، اس کے تختے پر چھوٹا سا ننھا جو چند دن پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ماں بھی ڈوب گئی آپ نے کہا کہ اس کو بچاؤ الٹی کشتی پر وہ پڑا ہوا تھا، کبھی چیل آ رہی ہے کبھی گدھ آ رہا ہے حکم یہ تھا اس کو کنارے لگاؤ کشتی کنارے پر لگ گئی لوگ سارے ڈوب گئے اگر میرا حکم چلتا یا میرا اختیار ہوتا تو اس کو بھی ماں کے ساتھ ڈبو لیتا یا اس کی ماں کو چھوڑ دیتا کہ وہ اس کا خیال رکھتی اس بچے کا کیا حال ہوا ہوگا۔ حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اس کو میں نے کنارے پر لگایا اور ایک

ہرنی کے دل میں اس کی محبت ڈالی وہ صبح اور شام آ کے اس کو سینے کے نیچے رکھتی تھی اور اسے دودھ پلاتی تھی، جب وہ بڑا ہو گیا تو میں نے اس کو بادشاہ بنا دیا تو وہ میرے ہی مقابلے پر آ گیا اور اس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ یہی نمرود شداد یہ وہی شخص ہے تیرے رحم کرنے سے گیا بنتا ہے رحم وہ ہے جو ارحم الراحمین فرمائے۔

دوران حج مشکلات بھی باعث اجر وثواب ہے

حاجیان صاحبان تشریف لا رہے ہیں آہستہ آہستہ قافلے آ رہے ہیں ایک مرحلہ یہ ہے کہ حجاج نے بہترین حج کیا اپنے آپ کو تھکا دیا، دھکے کھائے، رل گئے، گم ہو گئے ، بھٹک بھی جاتے ہیں، کیا کیا تکلیفیں پیش نہیں آتیں، بڑے بڑے علماء مسائل میں پریشان ہو جاتے ہیں ایک بہت بڑے عالم نے ۱۹۸۳ء میں حج اکبر تھا جو جمعہ کو عرفہ پڑ جاتا ہے ستر مقبول حجوں کے برابر سمجھا جاتا ہے، حدیث اگرچہ متکلم فیہ ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں" والفضل ثابت " یہ فضیلت مسلّم ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہم جمعہ پڑھیں گے یا نہیں میں نے کہا نہیں جمعہ تو یہاں نہیں ہوتا ہمارے ذمہ صرف ظہر اور عصر ہے مغرب عشاء مزدلفہ میں ہے انہوں نے کہا" المنی یتمصر فی الموسم "میں نے کہا منی کی خصوصیت ہے کیونکہ وہ شہر سے مل گیا ہے یہ عرفات کے لئے نہیں لکھا تو وہ بڑے حیران ہو گئے ان کا خیال تھا کہ یہ منی ہے میں نے کہا نہیں یہ عرفہ ہے یہ میدان عرفات ہے منی نہیں ہے حج کے دباؤ اور پریشانی کی وجہ سے منی اور عرفات کا فرق بھول گئے علامہ علی القاری حج کرتے کرتے کچھ کرنے لگے، وہاں تو ساری دنیا ہوتی ہے، اللہ نے اور بھی بڑے مذاہب

بڑا اسلام بڑے کلمہ پڑھنے والے تحقیقات والے فقہ ماننے والے وہ بھی آتے ہیں تو ملاعلی قاری کچھ کرنے لگے تو ان سے ایک دوسرے عالم نے کہا کہ آپ تو حنفی عالم ہیں آپ یہ کیا کررہے ہیں اس وقت آپ کو یہ نہیں یہ کرنا ہے، ملاعلی قاری نے اس عالم سے پوچھا کہ آپ جو کہہ رہے ہیں ایسا کس نے لکھا ہے کہا تو اس عالم دین نے جواب دیا کہ ''ملاعلی قاری نے مناسک میں لکھا ہے'' وہ ملاعلی قاری خود تھے سر پکڑ کے بیٹھ گئے واہ خدایا میری کتاب کا حوالہ دے رہا لیکن میں خود بھول گیا۔ استاذ گرامی قدر حضرت بنوری جو محدث العالم تھے اور امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے تمام شاگردوں میں فائق تھے اور ان کو علومِ انور شاہ کا امین مانا جاتا تھا، عرب وعجم میں ان جیسی نظر علوم پر فقہ اور حدیث پر کسی اور کی نہیں تھی حضرت سے میں نے خود سنا تھا کہ وہ فرمارہے تھے کہ میں چار ہزار صفحات حج پر دیکھ کے گیا تھا اور پہنچتے ہی بھول گیا اور پھر فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ بھول بھٹک یہ اس کا حصہ ہے اس میں شامل ہے۔ قرآن کریم نے اس لئے کہا کہ

''اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ لا وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ ''(بقرہ آیت ١٩٧)

نہ جماع کرے، نہ جماع کی باتیں کریں احرام میں، نہ فسق وفجور کرے، نہ آپس میں لڑے، عام طور پر حجاج کرام جب مل جل کے رہتے تھے تو ان کے درمیان تصادم بھی ضرب المثل ہوتا ہے لیکن توقعات یہی ہیں کہ حجاج نے بڑی محنت کی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ ان کی محنتیں اور کاوشیں قبول فرمائے اور ان کی دعاؤں میں اور اجر میں ثواب میں ہمیں بھی شریک فرمائے۔

حاجیوں کی واپسی اوران کے لئے لائحہ عمل

اب دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ حاجی حج سے واپس آرہا ہے تو واپس آتے وقت حاجیان سمجھتے ہیں کھجور لانا، زمزم لانا جن سے بہت زیادہ خوش ہوان کے لئے رومال ٹوپی اور جوڑے لانا بعض دنیادار قسم کے حاجی سونے وغیرہ بنوا کے لاتے ہیں کچھ ایسے رنگیلے بھی ہوتے ہیں جوٹیلیویژن خرید کے لاتے ہیں۔

لیکن جب حاجیان صاحبان آئیں توان کے چہرے پرداڑھیاں ہوں داڑھیاں مونڈھنا چھوڑ دیں گناہ ہے بہت بڑا، گھروں میں پردہ کرائیں، پنج وقتہ نماز کی پابندی کریں ،بغیرکسی بشری اورشرعی عذر کے جماعت نہ چھوڑیں ،لڑکوں اورلڑکیوں کی تعلیم وتربیت میں شریعت کومقدم رکھیں ،نہ لڑکے کوبلئیر اوربش کا بیٹا بنائے اورنہ لڑکی آئینہ بازار بنائے ایسی تعلیم دینا جس سے لڑکے کا عقیدہ خراب ہوجائے غلط ماحول میں پہنچے یالڑکی کا پردہ اٹھے حجاب شرعی اورنقاب ختم ہوجائے ایسی تعلیم اورتربیت حرام ناجائز ہے گناہ کبیرہ اکبرالکبائر اس کو جائز سمجھنے سے ایمان جانے کا اندیشہ ہے۔اتنے بڑے دربارکودیکھنے کے بعد،اللہ کو راضی کرنے کے لئے تلبیہ پڑھنے کے بعد،منی اورعرفات اورمزدلفہ میں حاضری اورآنسو بہانے کے بعدبھی آپ انسان نہیں بنتے ہیں توبنیں گے کب؟ خدا کی قسم آسمان وزمین میں اس سے بڑھ کرجگہ نہیں جواللہ نے کعبہ کوعطافرمائی

''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ''۔

(آل عمران آیت ۹۶)

کی وہ سنت ہے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے زمزم کو تکنا، کھجور کو چکھنا۔
روغن اور جوڑے کا تحفہ دینا ہی کفایت کرتی ہے اور ایک حاجی صاحب نے کہا یہ تحفہ دیتے ہو
وہ خریب زمزم کا ٹین اتنے کھجور، عجوہ کا اور بڑی بہترین شکل روغن سب تحفے لے آئے ہیں
نے کہا یہ تو میرے شہزادے نے اپنے لئے منگوائے ہوا اس نے کہا مجھ پر بہت ہے میں نے
کہا آپ کی داڑھی کہاں ہے رکھو گے یا نہیں اسی طرح "صفصفا ○ لا تری فیہا عوجا
ولا امتا" اسی طرح پھرتے رہو گے داڑھی کب رکھو گے جب منکر نکیر قبر میں پوچھے اور
پکڑے اور جب عزرائیل روح کھینچے گے تو آپ کہیں گے کہ دو چار مہینے دے دے کہ میں
داڑھی رکھوں وہ کہے گا چونسٹھ سال کی زندگی جو گزری تھی کذاب اور جھوٹے اس وقت کس
نے سر پر تلوار رکھی تھی کہ خبردار۔

داڑھی رکھنا ضروری ہے سنت مؤکدہ واجب کے حکم میں ہے اور داڑھی مونڈھنا
گناہ کبیرہ ہے شراب پینا اور زنا کرنے کے مترادف ہے اس لئے حاجیان صاحبان اور
ویسے بھی ہمارے بھائی حاجیوں کو تو نشانہ بنایا رحمان بابا کہتا ہے میں تام ایک کالیتا ہوں سناتا
سب کو ہوں اور فرماتا ہے کہ میں لوگوں کو کیا سناؤں میں خود اصلاح کا محتاج ہوں مجھے خود
بہت ساری چیزوں میں اپنانے کی ضرورت ہے ہمیں زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اسے قبول
کرلیں انگریزی تعلیم کے بجائے شرعی اور دینی تعلیم کو ترجیح دے دو انگریزی بود و باش کے
بجائے ان کی غلامی سے توبہ کرلو۔ دین اسلام اور سنت نبوی جو دنیا میں خیر کی ضمانت ہے اور
آخرت کے سخت دن میں بہترین شافع اور مشفع ہے ان کی سنتیں اپناؤ تاکہ خاتمہ آسان ہو
قیامت کے دن شفاعت ملے جنت الفردوس جانا اللہ آسان فرمائے اور ایک بات نہیں

سیکڑوں باتوں میں ہمارے حاجی دوستوں کو بھی اور ہم عاجزوں کو بھی شریعت کا اتباع کرنا ہے اور اللہ اس سلسلے میں توفیق اور ہمت نصیب فرمائے آسانیاں پیدا فرمائے اور دل و دماغ میں اللہ اس کا جذبہ موجزن فرمائے۔

ایک اہم مسئلہ اور اس کی وضاحت

ایک حاجی نے مجھ سے کہا آپ کے پاس سامان کم ہیں آپ میرا یہ ڈبہ پکڑیں میں نے پکڑ لیا مجھے کیا معلوم تھا کہ اس میں کیا ہے، ایک دوسرے حاجی نے مجھے کہا کہ اسے پھینک دیں، آپ کیوں پکڑتے ہیں، میں نے کہا کہ کیوں اس نے کہا کہ یہ رنگین ٹیلیوژن کا انٹینا ہے، شاباش!! یہاں آپ نے طواف کیا منیٰ مزدلفہ میں عرفات میں آپ نے رونا رویا اب گھر جا کے اس میں ڈانس دیکھتے رہو

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ٹیلیویژن میں خبریں سننا دیکھنا معلومات حاصل کرنا تبصرے اخبار میڈیا یہ سب ضروری ہے، لیکن یہ جو اس کے ساتھ دُم لگی ہوئی ہے یہ جو شیطانی چیزیں ساتھ ہیں اس کو کیسے مستثنیٰ کریں گے یہ تو بڑی مصیبت ہے بہت ہی تکلیف دہ مرحلہ ہے اور آپ اور ہم تو اہتمام کرلیں گے خبروں کا تبصرے کا، لیکن اس کے آگے اور پیچھے جو خطرناک قسم کی موسیقی ہے اس کے بغیر وہ بنتا ہی نہیں اور پھر یہ کہ آپ کے جو چھوٹے ہیں بچے گھر والے ان کو کیسے بچائیں گے وہ تو صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے بڑے دیکھ رہے تھے وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ وہ صرف علماء کو دیکھتے تھے خبریں سنتے تھے معلومات حاصل کرتے تھے تاکہ ان کو جواب دیا جائے کہ دنیا میں جو زندقت اور الحاد پھیل رہا ہے اس کو آپ اسی وقت ہی روکیں گے جب

آپ کو پتہ ہو اور اس کے بارے میں معلومات ہوں کہ ان کا لب ولہجہ کیا ہے۔

ایک مثال

میں ایک مثال دیتا ہوں، صحافیوں میں بہت اچھا صحافی ہے اور بڑا معلوماتی شخص ہے حامد میر وہ ٹی وی پر کبھی کبھی جب موقع ملتا ہے تو یہ بتاتا ہے کہ میں نے بیت المقدس کے امام سے ملاقات کی ہے وہ ٹائی باندھا ہوا تھا۔ اب آپ ذرا غور کر لیں کہ بیت المقدس تو قبضہ ہو چکا ہے اور وہ متروک قبلہ ہے آپ موجودہ قبلہ حرمین شریفین کا نام کیوں نہیں لیتے آپ اگر اس کو نام میں وہاں کے ائمہ تو متشرع ہیں بہترین لباس ہے معصوم اور اولیاء زمانہ کی صف اول ہے تو صاف ظاہر ہے کہ الحاد اور زندقت کو پھیلانے اور اس کے بہانے فسق وفجور کی تبلیغ کے لئے بیت المقدس کا امام ڈھونڈا گیا اس نے اس کے ساتھ ملاقات کی نہ کوئی وظیفہ لیا، نہ کوئی دعا لی، بس یہ دیکھ لیا کہ اس نے ٹائی باندھی ہے اس میں اور یہودی میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ بہت خوش ہو گیا ہے اس قسم کے طریقوں سے یہ الحاد کو اور زندقت کو آگے بڑھا رہے ہیں تاکہ لوگ کہیں کہ علماء کرام ویسے ہی ٹائی سے نفرت کرتے ہیں ورنہ تو یہ اتنی ضروری چیز ہے کہ بیت المقدس کے امام نے باندھی ہے، ان سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ امام کعبہ اور امام مدینہ کا حوالہ کیوں نہیں دیتے جو قیامت تک کے لئے قبلہ ہے، خود بھی نماز اسی کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا علماء کہتے ہیں کفر ہے، کیونکہ وہ قبلہ بحکم قرآن اب منسوخ ہو چکا ہے۔

مفتی کے لئے حالات کا جاننا بہت ضروری ہے

فتاوی شامی میں ابن عابدین نے، بحر الرائق میں ابن نجیم نے، حامدیہ میں مصنف نے اور فتاوی ہندیہ میں پانچ سو فقہاء نے صراحت کی ہے کہ جس عالم دین کو شہر اور ملک کے

[illegible] حالات سے [illegible]
ضروری حالات کا پتہ نہ ہو وہ فتویٰ نہ دیا کریں [illegible]
فتوے کو دیکھ کر [illegible]
موں [illegible] جب تحریکی [illegible] ایک موقع پر [illegible]
اس [illegible] حضرت نے [illegible] ہے "تحویع النفس" [illegible]
ہلاک ہوئے تو خودکشی مریں گے مولانا منظور صاحب نعمانی جو ان کے شاگرد تھے
انہوں نے کہا حضرت اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے طور پر فیکٹری کو رخنے کے مالک وغیرہ
مطالبات نہیں منوا سکتے ہیں یہ لوگوں کی ہمدردیاں لینے کے لئے یہ ہڑتال کرتے ہیں تو
ملکوں میں ہلچل مچ جاتی ہے اور وہ اس ملک پر اس اتھارٹی پر دباؤ بڑھاتے ہیں تو مان [illegible]
کی بات ان کے ساتھ یوں ظلم کر رہے ہو جب مولانا منظور نعمانی نے یہ خبر دی تو حضرت
اقدس شاہ صاحب نے فوراً کہا کہ جائز کاموں کے لئے اس کا جواز ہو سکتا ہے۔ تو دیکھو
حضرت والا کو حالات کی معلومات نہیں تھی آپ نے ایک ہی پہلو پر غور فرمایا تھا کہ یہ خودکشی
ہے اپنے آپ کو بھوکا پیاسا مارنا لیکن جب پتہ چلا کہ ان میں حکمتیں ہیں مزید اسرار ہیں اور
فوائد ہیں اور اچھے اور جائز مطالبات کی کامیابی کا ایک طریقہ ہے تو آپ نے فوراً فرمایا کہ
جائز کاموں کے لئے اس قسم کے حالات پیدا کرنا اس کا جواز قابل غور ہے۔

بہر حال اللہ رب العزت تمام بے دینوں کو دین پر لائے اور حاجی صاحبان کو حج قبول ومنظور فرمائے اور ان کی دعاؤں میں ہمیں بھی شامل فرمائے اور ان کے حج کی برکت سے ملک وملت میں امن اور استحکام پیدا فرمائے۔ (آمین)

وبہذا القدر نکتفی الیوم وللہ الحمد اولاً و آخراً

جمعۃ المبارک یکم نومبر ۲۰۱۳ء

خطبہ نمبر ۸۱

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًو نذیراًوداعیا الی اللہ با ذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝“ (بقرہ آیت ۲۰۸)

قال رسول اللہ ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ“

اخرجہ الشیخان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ

وعلی آلِ اِبْراھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

اَللّٰھُمَّ بارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بارَکْتَ عَلٰی اِبْراھِیمَ

وعلی آلِ اِبْراھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

انسان کی زندگی دو چیزوں کا مجموعہ

انسان کی زندگی دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک میں اِس کا جسم ہے، اعضا ہیں جو ظاہری نظام ہے اور دوسرے میں اس کی روح ہے اور اندرونی نظام ہے جیسے شنوائی ہے سننے کی صلاحیت، گویائی ہے بولنے کی طاقت، بینائی ہے دیکھنے کا مرتبہ اور اسی طرح جتنے قوتیں ہیں وہ حقیقت میں بواطن اور روح کے ساتھ کارفرما ہیں یہ دو نظام آپس میں مل کر کے اس سے انسان تیار ہوا ہے ایک روح اور دوسرا جسم۔ جسم ظاہراً ہے بدن کے معنی میں ہے نظر آنے والا اور روح پوشیدہ صلاحیت ہے، روح اصل ہے اور وہ در پردہ ہے۔ انسانی جسم کا تصرف، طاقت اور اقتدار سب کا سب روح کا ہاتھ میں ہے، جسم ایک غلام کی طرح متحرک ہے، جب اس جسم میں سے روح نکل گئی تو جسم بے کار ہو گیا اور جسم کے جس حصہ سے روح مضمحل ہو گئی وہ عضو شل ہو جاتا ہے، اِس لئے اِس ظاہری نظام کو بھی درست رکھنا ضروری ہے۔

اِس لئے اسلام میں ہاتھ دھونا کلی کرنا سنت طریقہ، ناک صاف کرنا سنت طریقہ، وضو میں چار اعضاء تین کا دھونا اور ایک کا مسح کرنا فرض، بول اور براز کے بعد استنجا واجب، استنجا سنت مؤکدہ، استنجا مستحب مادۂ انسانی شہوت سے نکلنے کے بعد غسل فرض، خاتون پر

مختلف حالات میں غسل فرض، ماہواری ختم ہوئی طہارت کے لئے غسل فرض، بچہ پیدا ہوا خون رک گیا نفاس کے انقطاع پر غسل فرض، جسم صاف ستھرا رکھنا کپڑے صاف ستھرا رکھنا جگہ پاک صاف رکھنا تقریبا فرائض کے قائم مقام ہیں اور یہ اسلامی تعلیم بھی ہے اور انسانیت کا تقاضا ہے اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ دوسرا نظام جو بواطن کا ہے اور روح کا ہے اس میں دل کارفرما ہے دماغ کاروائی کر رہے ہیں۔

نظام تکوین

اللہ تعالیٰ نے آنکھوں میں ایک روشنی پیدا کی ہے دیکھنے میں آ رہی ہے کانوں میں ایک صلاحیت ڈالی ہے وہ سن رہی ہیں ناک کو ایک ایسا ملکہ دیا ہے کہ وہ سونگ رہی ہے منہ سے کتنے کام گرم سرد پھیکا میٹھا اچھا برا سب کا پتہ کھانے پینے میں چل جاتا ہے ہاتھ یہ پتہ کر سکتے ہیں گرم ہے یا ٹھنڈا یہ پتہ نہیں کر سکتے کہ پھیکا ہے یا میٹھا اسی طرح جسم کے مختلف اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت دی ہے حقیقت میں وہ صلاحیت روح کی وجہ سے کارفرما ہے جس طرح ہمارا یہ لباس ہے یہ اس وقت تک لباس ہے جب جسم زندہ ہے اور جب جسم سے جان نکل گئی روح ختم ہوگئی تو یہ لباس نہیں اب اس کے لئے کوئی اور لباس کی ضرورت ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرض الوفات میں اپنے کپڑوں کو دیکھا اور اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ کو کہا آج کیا دن ہے کہا آج پیر کا دن ہے کہا آبابا مجھے امید ہے کہ رات تک میرا بھی فیصلہ بھی ہو جائے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ کا وصال پیر کو ہوا ہے پھر فرمایا کہ یہ جو کپڑے ہیں اگر اس کو دھولیا جائے اور کفن میں

استعمال ہو جائے تو یہ اچھا ہوگا تھوڑے سے داغ دھبے ہیں یہ دھولو نئے کفن کی کوشش نہ کرو ''فان الحیی احق باالجدید من المیت ''زندوں کو نئے پہننے کا حق ہے مردہ کیا کرتا ہے وہ تو ایسے ہی مٹی ہونے والا ہے، علماء دین کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وصال اگلے دن ہوا علماء نے لکھا چونکہ آپ پیغمبر ﷺ کا تلو تھے، آپ کے بعد اس لئے آپ کا انتقال منگل کے روز ہوا، پیر کے بعد، پیر کو نہیں، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال بدھ کو ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمعرات کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصال جمعۃ المبارک کے روز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں بھی ترتیب رکھی ہے یہ اللہ رب العزت کا تکوینی نظام ہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

ظاہر و باطن میں صرف حکم رب کارفرما ہے

کوئی دن کوئی رات کوئی گھڑی کسی کو اچھی مل جائے یہ اللہ کا اپنا نظام ہے جسے حکمت الوہیت کہتے ہیں اور یہ جو کفن کے لئے انہوں نے کہا علماء کہتے ہیں یہ حضرت کا تقویٰ اور ورع ہے اور ابو بکر صدیق تو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے افضل انسان اہلسنت والجماعت کے تمام طبقات اس پر متفق ہیں کہ

''افضل ہذہ الامۃ بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ''

یہ میں نے ایک مثال دی، مسئلہ دوسرا سمجھانا ہے اور وہ یہ کہ دیکھو اس ظاہر بدن کے لئے کتنی کوشش ہے کہ صاف ستھرا بھی رکھنا ہے اور مناسب لباس بھی اس کو پہنانا ہے اور گرمی کا بھی خیال رکھنا ہے سردی کا بھی خیال رکھنا ہے اور صحت کا بھی، مرض کا بھی، مختلف

موسموں کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے طب کا نظام بنایا حکمت پیدا کی بڑے بڑے ہسپتال ڈاکٹر وجود میں آئے اور وہ اس صحت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کونسا ڈاکٹر کتنا کامیاب ہے کون سے طبیب اور حکیم سے کس کو شفاء ہوتی ہے لقمان حکیم کی ایک روایت کتابوں میں ہے کہ جب ایک دوا کسی ایک مریض کے لئے نکلتی ہے یا بنتی ہے ایک فرشتہ مقرر ہے وہ اس کو چیک کرتا ہے اور چیک کرنے کے بعد اس میں شفاء ڈالتا ہے بحکم الٰہی۔ اس کو چیک کر کے جب اس میں شفاء ڈالنے کی اجازت نہیں ہوتی وہ دوا بے فائدہ ہو جاتی ہے۔

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ

خود حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب اُن کا آخری وقت آیا ان کو اسہال کی بہت تکلیف تھی پیٹ بہت نرم تھا دست آ رہے تھے اور کسی قیمت پر رُک نہیں رہے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تھا کہ نبی بنو گے یا حکیم انہوں نے کہا نبوت بہت مشکل کام ہے بڑی مار کھانی پڑتی ہے، حکیم بنا دو کہیں بیٹھا رہوں گے مریض ہی آئیں گے۔ حضرت صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ باہر جنگل کی طرف نکلتے تھے تو پتھر، شجر، پھل، پھول بتاتے تھے کہ میں فلاں مرض کی دوا بن سکتا ہوں، فلاں چیز ملالو، اس طرح کھلاؤ نام، کام، تاثیر خاصیت جب واپس آتے تھے تو کاپی بھری ہوتی تھی یہ کہتے ہیں نسخہ لقمانی ہے یہ تو انہوں نے اپنی طرف سے بنائے ہیں تفسیر مظہری کے اندر مولانا ثناء اللہ صاحب نے حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے حالات میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ تو جس وقت اُن کو یہ تکلیف شروع ہوئی اور ہر طرح کی کوشش کی گئی اور قیمتی ادویہ استعمال کی گئی لیکن مرض

میں افاقہ نہیں ہو رہا تھا، ان کے جو با صلاحیت شاگرد تھے جو حضرت لقمان کی زندگی میں مختلف بادشاہوں کے سپرد تھے اوران علاج کرتے تھے، اُس زمانے میں یہ دستور تھا کہ بادشاہ خود رعایا کے لئے حکیم طبیب رکھتے تھے وہ شاہی خیال بھی رکھتے تھے اور بادشاہ کی نگرانی میں رعایا کا بھی علاج ہوتا تھا وہ مستند سمجھا جاتا تھا، کہ بادشاہ وقت نے ان پر اعتماد کیا تھا وہ اس پر پورے بھی اترے تھے۔ تو ایسے حکماء، جو حضرت لقمان کی زندگی میں کمال کو پہنچ چکے تھے وہ حاکم کی عیادت بھی کررہے تھے استاذ محترم شیخ کی فکر بھی کررہے ہیں وہ سب بیٹھ گئے اور انہوں نے بہت کوشش اور سوچ بچار کے بعد کچھ دوا تجویز کی حضرت لقمان نے اس کو دیکھا اور دیکھنے کے بعد اس کو مسترد کردیا کہا یہ ٹھیک نہیں ہے اس کو رہنے دو اور فرمایا کہ یہ الماری کھولو اس میں ایک ڈبا نکلا اس میں ایک سفوف نکلا اس میں سے دو چٹکی لی ایک کاغذ میں رکھو، ادوسرے میں رکھ دیا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ جو نہر بہہ رہی ہے، یہ سفوف کی پڑیا اس میں ڈال دو ایک چٹکی وہ ڈال دی تو جہاں تک پانی نظر آرہا تھا وہ منجمد ہونے لگا پتھر ہوگیا۔ حضرت لقمان نے فرمایا آپ دو خوراک اور اس میں ملالو تین ہوگئے بسم اللہ پڑھ کے لے لی اور فرمایا کہ بیٹھنا ہے دست آرہے ہیں تلامیذ اور بڑے بڑے حکماء شاگرد بہت زیادہ غمگین ہوگئے۔ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ہر دوا میں شفاء بحکم الٰہی ہے جہاں تک دوا کی تاثیر ہے وہ آپ نے آنکھوں سے دیکھی کہ بہتے ہوئے پانی کو منجمد کرلیا جہاں تک شفاء کا تعلق ہے عرش سے اجازت نہیں ہے۔

فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک حکایت

خواجہ خواجگان فرید الملت والدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمہ اللہ جو بہت زیادہ بیمار تھے نواسی (۸۹) سال عمر تھی تو ایک دن اپنے خلفاء کو کہا جن میں خواجہ نظام الدین اولیاء تھے مولانا بدرالدین اسحاق تھے نجیب الدین متوکل تھے کہ آج رات کو آپ قبرستان چلے جاؤ جہاں بزرگان دین اولیاء اور شہداء کی قبریں ہوں وہاں ساری رات تلاوت کرلو دعائیں مانگو اللہ سے یہ ایک روایت جمال الدین زیلعی نے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے کہ صالحین کی قبروں پر رحمتیں برستی ہیں اور رحمت کے فرشتے قیامت تک بیٹھے رہتے ہیں اس لئے بعض لوگ وہاں سے اپنے لئے جیسے مسجد میں مدرسے میں بزرگوں کے صحبت میں مقابر خیر میں بھی توحید وسنت کے حدود آداب کے اندر اللہ ہی سے دعا مانگنا ثابت اور جائز ہے۔ ساری رات بزرگوں نے دعائیں کیں حضرت کی صحت کے لئے اور بہت کوشش کی صبح ملاقات ہوئی بڑے خواجہ نے کہا گئے تم لوگوں نے دعا مانگی جی حضرت ساری رات جاگے اور ہم نے دعائیں مانگی کہا تمہاری دعاؤں سے مطلق فائدہ نہیں ہوا کچھ بھی نہیں ہوا وہ سارے ہاتھ باندھ کے شرمندہ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت آپ کامل واکمل ہیں اور ہم خاک اور مٹی ہے ہماری دعا آپ کے دربار میں کیا چیز ہے کہا خلاف شرع اور فضول بات کہہ گئے امت درود پڑھتی ہے اور نبی کا حکم ہے نبی سے بڑھ کر مقام کس کا ہے؟ فرمایا بڑے کے لئے چھوٹے دعا کرتے ہیں اور حکم آیا ہے لیکن دعا دو قسم کی ہے ایک وہ ہے جس کا تعلق عرش سے جڑتا ہے وہ نافع ہے اور جو دعا یہیں صرف فرش پر ہو وہ فائدہ مند نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا

اپنا نظام ہے کہ کس دعا کو کتنا، کب اور کس کے لئے مؤثر بناتا ہے۔

دعاؤں کی قبولیت کا مرجع ومنبع صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے

بخاری شریف میں ہے کہ ایک زمانے میں سخت قحط سالی تھی اور قوم بہت پریشان تھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے، تو اس زمانے کے پیغمبر اپنے لوگوں کو لے کے باہر نکلے استسقاء کرنے، استسقاء کے معنی ہوتے ہیں باہر جنگل میں جا کے شہر سے آبادی سے باہر نکل کر اشراق کے وقت نفل پڑھ لیتے ہیں اور فقہ حنفی کا طریقہ کار یہ ہے کہ دو دن تک لوگ اپنی اپنی نمازیں وہاں پڑھ لیں اور دعا مانگیں، یا اللہ بارش برسا ہمارے گناہ معاف فرما ہم سے راضی ہو جا اور تیسرے دن امام دو رکعات پڑھا لے اور خطبہ بھی دے دے اور لوگوں سے کہے صدقہ خیرات کرو استغفار کرو اور اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرو تجربہ ہے کہ بارش ہو جاتی ہے اور اللہ مہربان ہو جاتے ہیں یہ پیغمبر اپنے قوم کو لے کر باہر نکلے استسقاء کے لئے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ابھی آپ سے پہلے ایک چیونٹی نکلی تھی اپنی قوم کو لے کے اور میری اس سے بات چیت ہوگئی میں نے اس سے بارش کا وعدہ کر لیا، اب آپ جا سکتے ہیں اللہ ایسے غفور اور ایسے کریم اور رحیم اتنے بڑے پیغمبر کو کہہ رہے ہیں کہ آپ واپس جائیں ابھی آپ سے پہلے چیونٹی آئی تھی اور وہ چیونٹی اپنی قوم کے ساتھ فریاد کر رہی تھی کہ رب بارش برسا میں نے اس کی بات مان لی اور عہد دعا ہو گیا ہے اب انشاء اللہ بارش شروع ہونے والی ہے۔

چھوٹے ہو یا بڑے نبی ہو یا ولی عام امت ہو یا خاص انبیاء ایک اللہ سے مانگنے

والے ہیں اللہ کے سامنے سب بے بس اور عاجز ہیں اقتدار تصرف اختیار صرف اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ عظم برہانہ کے خزائن احدیت وصمدیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر مخلوق کے ساتھ علیحدہ علیحدہ وعدے ہیں، ہر شخص کی اپنی مشق ہے، اپنی ذمہ داری ہے، اپنا اپنا منصب ہے ہر صاحب منصب اور ہر ذمے دار کو اللہ نے جو کام سپرد کیا ہے وہ ان کاموں کو انجام دے رہا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام اور مرسلین کے ذریعے ایمان اور اعمال کی زندگی بھیجی ہے۔ دیکھو یہ جو ظاہری جسم ہے ہمارا جس میں کھانسی کا علاج ہے پیٹ کے درد کا ہے آنکھوں کی سوزش کا ہے تمام اجزائے بدن کی خیریت وعافیت ہے اس کا علاج ہے یہ حکیم صاحب ہے یہ طبیب صاحب ہے۔

باطن کے لئے کوشش کرنا ہر مؤمن کا فرض ہے

سوال یہ ہے کہ ظاہر بدن اور ظاہری امراض کے علاج معالجے کے لئے تو بہت کوشش ہے بڑے بڑے ہسپتال بنے ہیں اونچے قسم کے سپیشلسٹ ہیں سرجن ہیں بہت ہی شور شر ہے لیکن یہ روح کا جو علاج ہے اور روح کی طاقت اور توانائی جو اصل حیات ہے اور مدار زندگی ہے "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ" یہ روح کے بارے میں پوچھتے ہیں "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ" "آپ فرما دیجیے کہ یہ تو میرے رب کے حکم کی تابع ہے" "وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا" (اسراء آیت ۸۵) تمہیں اتنا علم ہی نہیں جس کی تفصیل سمجھو آیت نے کہا ہے کہ تمہیں علم نہیں ہے آج بھی علم نہیں ہے اور قیامت کے دن بھی اس کا علم نہیں ہے کہ روح آتی کیسے ہے جاتی کیسے ہے، صحت مند چلا جاتا ہے اور بیمار پڑا رہتا

ہے، بوڑھا رہ جاتا ہے جوان سالہ بیٹا مرجاتا ہے بادشاہ تاج اور تخت میں لاعلاج ہو جاتا ہے فقیر اور مفلس کو کیمیا نصیب ہو جاتی ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" یہ تو رب کا فیصلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء، کو اولیاء، کو صلحاء، واصب، حکماء، کو عقلاء، کو کسی کو بھی اس فیصلے میں شریک نہیں کیا، ان سب کی ارواح بھی اللہ تعالیٰ کے ہی قابو میں ہیں۔

بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ پیغمبروں سے پوچھا جاتا ہے کہ اور رہنا ہے یا آنا ہے اب پیغمبر خدا کا مرسل اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اللہ کی ذات وصفات پر سب سے زیادہ سہارا کرنے والا سارے جہان کا ایمان وہیں سے پھوٹتا ہے اعمال کے چشمے وہیں سے رواں دواں ہیں اور خداوند تعالیٰ پوچھے کہ آپ کو اور رہنا ہے یا آنا ہے وہ کب کہے گا مجھے رہنا ہے کہے گا آنا ہے خود سوچ لیں آپ کا اور ہمارا دوست محبوب جن کو ہم رکھنا چاہتے ہیں اور ہم کہیں کہ چلو گے یار ہو گے وہ کہے گا چلنا ہے شیخ سعدی نے ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ دوست یہ بھی نہیں پوچھتا ہے کہاں جانا ہے یہ بھی کمی ہے بس جہاں آپ جائیں گے وہاں چلنا ہے جہاں آپ چاہیں گے وہاں میں ساتھ رہوں گا۔

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی غیرت بھری تقریر

بدر کے میدان میں جب حضرت ﷺ اور صحابہ صورت حال دیکھنے آئے تھے اور جنگ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی معلوم ایسا ہو رہا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ شام سے آیا اور ابوجہل کا لشکر مکہ سے آیا اور مسلمانوں کو بے موقع گھیر لیا گیا۔ بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے کہ آپ ﷺ نے پیغمبرانہ عزم اور استقلال کے ساتھ صحابہ سے پوچھا کہ ہم تو اس لئے نہیں

آئے تھے جو صورت حال بن رہی ہے "اشیروا علی" مشورہ دے دو کیا کرنا چاہیے اُس وقت حضرت مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ نے تقریر کی، ایسی تقریر جس کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری زندگی کی تمام نیکیاں مقداد لے لے اور یہ تقریر مجھے دے دے وہ تقریر کیا تقریر ہے کھڑے ہو کر حضرت مقداد نے کہا

"ہم آپ پر ایمان لائے ہیں ہم آپ کو مقتدیٰ مانتے ہیں آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں ہم کوئی قوم موسیٰ نہیں ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کہا تھا آپ اور رب جائیں" اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ" ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ نہ بلکہ ہم آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں لڑ کے دکھائیں گے اور آپ کے سامنے کٹ کے رہیں گے۔" (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۴)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے جو یہ زبردست تقریر کی بخاری شریف میں ہے "فسر رسول اللہ ﷺ" آپ ﷺ خوشی سے کھل اٹھے "واستنار وجھہ" اور چہرہ اطہر شعلے کی طرح گلاب کی پتی اور پھولوں کی طرح نظر آنے لگا اور آپ ﷺ نے کہا مقداد کی تقریر کے دوران میں فرشتوں کے لشکر دیکھے جو اتر گئے سارے صحابہ منتظر تھے احکاماتِ نبوت کے لیکن موقع پر بات کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہوتا مقداد کی تقریر دنیائے اسلام میں معروف تقریر ہے آپ ﷺ نے پیغمبر کی ساری پریشانی کو دور کر دی آپ کی تقریر نے صحابہ کا رنگ تبدیل کر لیا آپ نے ایسے زبردست مقاصد زندگی بیان کئے کہ آپ پیغمبر ہیں، ہم آپ پر ایمان لائے آپ جو کہیں گے وہ ہوگا ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں نہ بھاگنے والے ہیں ہم کوئی بنی اسرائیل نہیں جس نے پیغمبر موسیٰ کو کہا "فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا

قٰعِدُوْنَ ''(مائدہ آیت ۲۴) ہم آپ کے آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک اپنے جانیں قربان کریں گے لیکن ہم کبھی پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیں گے اس لئے اس تقریر سے ایک جوش آیا ایک ولولہ پیدا ہوا اور اللہ رب العالمین نے پہلے ہی معرکے میں ایسی زبردست مدد فرمائی'' وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ''قرآن کہتا ہے اللہ نے تمہاری بھرپور مدد کی بدر کے موقع پر تم تو بہت ہی زیادہ بے سروسامانی میں تھے'' لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ '' تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

رخصتی کے وقت جنابِ نبی کریم ﷺ کا طرزِ عمل

ہمارے پیغمبر جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو تین دفعہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندے کو اختیار دیتا ہے کہ رہو یا آجاؤ، جب یہ ذہن نشین ہو گیا تو ایک دن آپ نے کہا ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا اور اس نے جانے کو ترجیح دی ہے۔ حضرت عائشہ بڑی آبدیدہ ہوگئیں اور گھبرا گئیں اور ان کو خیال ہوا کہ شاید حضرت جانے والے ہیں، اسی بیماری میں چند دنوں میں آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ جو فرماتے تھے انتقال کے وقت

''اللھم الرفیق الاعلیٰ ''(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۴۱)

خدایا آپ سب سے بلند و برتر ہیں اور آپ ہی کی دوستی چاہیے، بخاری شریف میں ہے کہ اس پر ام المؤمنین کہتی ہیں کہ یہی وہ بات تھی جو ہمیں سناتے تھے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا اور آپ ﷺ نے سفر کو ترجیح دی۔ انبیاء کرام اور مرسلین کا تو نظام

ہی عجائب وغرائب پر مبنی ہوتا ہے، ان کا تعلق صرف ایک اللہ سے ہوتا ہے، اس میں کوئی اور شریک نہیں ہوتا، اس کے ساتھ ساتھ ان کی ایک حیثیت مخلوق کے لئے ہے، جس کو رسول بشری کہتے ہیں اس بشریت میں وہ بیمار بھی ہوتے ہیں، علاج معالجہ سنت طریقہ ہے، وہ دوا بھی استعمال فرماتے ہیں، ضرورت کے تحت اور بھی کام کرتے تھے۔ ضرورت کے تحت ہی اسلام نے اور بھی چیزوں کی اجازت فرمائی، جیسے جب آدمی کی جان جارہی ہے تو مفتی فتویٰ دے دیتا ہے کہ خون چڑھا سکتے ہیں، جب آدمی کی جان جارہی ہے بھوک سے اور کچھ بھی کھانے کو میسر نہیں ہے تو قرآن کریم نے کہا کہ خنزیر کا گوشت استعمال کرسکتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خنزیر پاک ہوگیا یا وہ حلال ہوگیا، وہ اسی طرح مردار ہے لیکن اس کو اجازت ہوگئی ہے مسائل احوال سے تبدیل ہوتے ہیں یہ جو جسمانی مسائل ہیں اس میں بھی دونوں چیزوں کی ضرورت ہے طب کی بھی اور فتویٰ کے بھی۔ لیکن ہر ایک کی بات قابل عمل بھی نہیں اس کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

علاج، معالجہ میں بھی شریعت سے راہنمائی حاصل کرنا بہت ضروری ہے

بعض ڈاکٹر ہر ایک کو کہتے ہیں کہ آپ روزہ نہ رکھیں مثلاً شوگر والے کو کہتے ہیں بالکل جھوٹ بول رہے ہیں صریح جھوٹ، شوگر کا اصل ہے بسیار خوری ضرورت سے زیادہ اس شخص نے کھانا کھایا ہے فکر اور تشویش بہت رہی ہے معدے کام چھوڑ دیا لبلبہ فیل ہوگیا اس کا علاج ہی فاقہ ہوتا ہے۔ زیادہ کھانا تو انسانیت سے محرومی کی علامت ہے، کم کھائے خود بخود شوگر لیول پر آجائے گی جتنا فائدہ شوگر کے مریض کو روزے میں ہے اتنا کسی اور کو

نہیں۔ جب ڈاکٹر کی بات غلط ہو تو شرعی مسائل میں مفتی سے معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔

میرا تو مشاہدہ ہے کہ رمضان شریف جتنا آرام سے گزرتا ہے خدا کی قسم وقت اور صحت اجازت دیتی تو گیارہ مہینے روزے رکھتا اتنا آرام رہتا ہے، بلڈ پریشر کیا چیز ہے مرچ مصالحہ زیادہ استعمال ہوئی ہے نتیجتاً خون کے اندر حدت اور تیزی پیدا ہوگئی ہے وہ اُتار چڑھاؤ کنڑول سے نہیں ہے اس کا علاج بھی فاقہ ہے شروع میں جب فاقہ ہوگا بلڈ پریشر تنگ کرے گا لیکن جب وہ حدت اپنے ٹھکانے پر آجائے گی تو سب کچھ برابر ہو جائے گا۔اس لئے ٹھنڈا دودھ، ٹھنڈا پانی اور اس قسم کی چیزیں اس میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں، اس لئے علماءِ دین کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کا بھی مسلمان ہونا ضروری ہے اور ساتھ کہتے ہیں روزہ دار ہونا ضروری ہے جو نماز روزہ سب سمجھے۔ جب ایک ڈاکٹر نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے تو وہ ان کی برکات اور فیوضات سے کیسے بہرہ ور ہوگا، سب سے کہتا ہے کہ نماز چھوڑو صحت کی بات کرو یہ تو کذاب ہے، دشمن خدا اور رسول ہے، ایسے ڈاکٹر سے علاج کروانے کی کیا ضرورت ہے اس پر تو خدا کا قہر نازل ہورہا ہے۔

محمود الملت والدین مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ جب صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے اپنے دور میں شراب پر پابندی لگائی تھی، اس زمانے کے وزیر اعظم نے ان کو کہا کہ شراب آپ نے بند کی ہے کہیں بھی نہیں مل رہی اور ہسپتالوں میں مریض مر رہے ہیں

ان کو دوا میں شراب چاہیے۔ حضرت مفتی صاحب نے فوراً کہا کہ یہ تو ڈاکٹر کا مسئلہ ہے وزیر اعظم کا نہیں ہے اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے ہائی کلاس کے ڈاکٹروں کو وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے نوٹس دیا کہ آپ تحقیق کر کے حکومت کو رپورٹ دیں کہ وہ کتنی بیماریاں ہیں ان کے کیا نام ہیں جس کا علاج بغیر شراب کے نہیں ہوسکتا۔ حضرت صاحب تو خود بہت بڑے مفتی اور فقیہ تھے حضرت فرماتے تھے میں ان ڈاکٹروں کا ممنون ہوں اور شکرگزار ہوں ان کے متفقہ بورڈ نے یہ رپورٹ لکھی کہ ایسی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج بغیر شراب کے نہیں ہوسکتا ،حضرت نے فرمایا کہ میں نے کوئٹہ کی ملاقات میں وزیر اعظم کو کہا کہ آپ کہتے ہیں شراب کے نہ ملنے سے مریض مر رہے ہیں ڈاکٹروں کی رپورٹ دیکھو وہ کہتے ہیں شراب ضروری نہیں ہے اس کے بغیر کام چل سکتا ہے ''ماجعل الله داء الا جعل له دواء'' بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج نازل فرمایا ہے جب وہ چاہے تو موافق ہوجائے گا ''وماجعل الله شفاء فیما جعله حراما'' علامہ ذہبی نے الطب النبوی اور دیگر معتبرات میں سندا موجود ہے کہ حرام اور گندی چیز میں کیا شفاء ہے جان بچانا شفاء تھوڑی ہے وہ تو ضرورت ہے شفاء تو صحت کو کہتے ہیں قِوام کو کہتے ہیں خیر و برکت کو کہتے ہیں ''وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ'' (بنی اسرائیل آیت ۸۲) شفاء کے لئے قرآن آیا ہے صرف یہ شفاء نہیں ہے، جھوٹ مت بولو اس میں بھی صحت ہے، وعدے مت توڑو دیکھو قرآن سے فائدہ ہو رہا ہے، نمازیں پابندی سے پڑھو پاکی اور طہارت اپنی عزت سمجھو شریعت کے حدود پر مضبوط رہو شریعت کے ماننے میں مستقل مزاج رہو شریعت کے دشمن

اور غیر کو ایسا چیخ دو کہ آپ کا خیال بھی وہاں سے نہ گزرے افسوس و شرمندگی تو کسی غیرتی کا کام نہیں غیرتی تو وہ ہے جو اپنی زندگی بدل لے صرف باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔

گناہ سے انسان کا باطن متاثر ہوتا ہے

جس طرح نزلہ رہنے سے بخار رہنے سے اور مختلف درد وکرب سے ظاہر صحت کو نقصان پہنچتا ہے میرے بزرگو بھائیو! اور محترم سامعین اس سے زیادہ نقصان انسان کو بد گمانی کرنے سے، جھوٹ بولنے سے، خیانت کرنے سے، حرام کھانے سے، بے پردگی کرنے سے، بے حیا بننے سے، بے شرمی اور گناہ کی باتیں کرنے سے اور ان جیسی مجلسوں میں رہنے سے مہلک قسم کے امراض لاحق ہوتے ہیں اور جسم کے بجائے روح کو اور ایمان کو نقصان پہنچاتے ہیں منافقین کے لئے قرآن میں ہے ''فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ '' ان کے دلوں میں بیماری ہے یہ ہارٹ ٹبرل والی بیماری نہیں تھی ان کی روح متاثر ہوگئی تھی، وہ دوغلی پالیسی لڑنے کے عادی ہو گئے تھے ''لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ '' نہ وہاں کے تھے اور نہ ہی یہاں کے تھے۔

جب انسان اس قسم کے خلاف شرع اعمال میں مبتلا ہو جاتا ہے تو مددِ خداوندی بھی اس سے دور ہو جاتی ہے اور ہر کام اور ہر موڑ پر اس کو مشکلات پیش آتی ہیں، ہمارے ملک کا ہی حال دیکھ لیں جب سے ہمارے حکمران شریعت کے اصولوں کے مخالف ہوئے ہیں اس وقت سے ایسی پٹائی ہو رہی ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں، وہ بے شرمی وہ بے عزتی وہ ہر طرف سے دھماکے حملے اور ایسی مصیبتیں اتر رہی ہیں کہ ایک انچ زمین پاکستان کی امن

کی نہیں، کیا جرم ایسا کیا ہے سوائے اس کے ٦٧ سال گزرنے کے باوجود اسلامی نظام کے نفاذ کے ساتھ دھوکہ کیا جارہا ہے اور اس کو ایک خیال اور ایک اجنبی تصور مانا جاتا ہے، جب تک روح کا علاج نہ ہو جب تک ایمان کی قوت نہ ہو جب تک معاشرہ میں ایمان کا دور دورہ نہ ہو ایمان کے اعمال کا استحکام بیان نہ ہو تو جیسے جیسے آدمی آگے بڑھے گا کمزور ہوتا جائے گا۔ چاہیے تو یہ کہ عام آدمی، عام ایمان والا جب وہ خاص منصب پر چلا جائے تو وہ خاص ایمان کا مظاہرہ کرے۔

وہ ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اپنے ابتدائی دور میں بہت شوقین تھا موسیقی کا رات کو جب سوتا تھا تو پہلے ٹن ٹکور ہوتا تھا پھر سوتا تھا وہ جب بادشاہ بن گیا تو اس کے پہلے کے یار دوست سب آگئے اور مجلس کا انتظام کرنے کو اس سے کہا، اس بادشاہ نے جواب دیا کہ نہیں اب یہ مشکل ہو جائے گا، اس کے دوستوں نے کہا کہ کیوں؟ تو اس نے کہا کہ اس وقت میں اپنے گھر کا مالک تھا جو چاہتا تھا وہ سب کچھ کر سکتا تھا اور آپ لوگوں کے تماشے بھی دیکھتا تھا، اب تو مجھ پر علاقے کے لوگوں نے اعتماد کر کے اس شہر کا بادشاہ بنایا، بادشاہ جب ڈانسر ہو بادشاہ جب موسیقار ہو قوم سب کی سب بدچلن ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو، ہمارے سیاست دانوں کو، ہمارے ملک وملت کے ذمہ داروں کو احساس ذمہ داری نصیب فرمائے اور جس طرح ہم ظاہری بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اللہ رب العزت ہمیں باطنی بیماریاں جو روح اور ایمان کے منافی ہیں سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے مقتضیات بڑھانے کی ہمیں توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حسبنا الله ونعم الوكيل

جمعۃ المبارک ۸ نومبر ۲۰۱۳ء

خطبہ نمبر ۸۲

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراُو نذیراُوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ o کَانُوْا لَایَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ ط لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ'' (مائدہ آیات ۷۸،۷۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

قبول حج اور مردود حج

ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ حاجیان صاحبان حج سے آگئے ہیں اور تھوڑے بہت باقی ہوں گے حج دو قسم کا ہے ایک مقبول حج اور ایک مردود حج۔ مقبول حج اُسے کہتے ہیں جس میں اللہ راضی ہو چکے ہوں اور بندے کی حاضری مان چکے ہوں اور قبول فرما چکے ہوں یہ وہ حج ہے جس کے لئے قرآن کریم میں ہے" وللہ علی النّاس حجُّ البیت من استطاع الیہ سبیلاً ، ومن کفر فانّ اللہ غنیٌّ عن العلمین (آل عمران آیت ۹۷)مخلوق پر مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ جب توفیق پائے وہاں حاضر ہونے کی تو بیت اللہ شریف آجائے اور حج کے احکام بجالائے۔ علماء دین کہتے ہیں یہ حج فرض کی حیثیت سے زندگی میں عاقل ، بالغ ، مسلم پر ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے اس کے علاوہ جتنے ہوں وہ نفل اور ثواب کے باعث ہیں حدیث شریف میں اس سے متعلق اسی جگہ تفاسیر میں ہے کہ جس کو توفیق اللہ تعالی نے دی ہے ایمان عقل بلوغ کے بعد اور وہ وہاں نہ گیا اور حج بیت اللہ نہیں کیا اور اس کو موت آئی" فلیمت یھودیا او نصرانیا او مجوسیا " وہ یہودی موت مرے عیسائی موت مرے مجوسی موت مرے مسلمان نہیں مرے گا ، کیونکہ اس نے عملی طور پر حج کا انکار کیا ہے بعض مالداران ، بعض بادشاہانِ ہند اور بادشاہانِ ارض دنیا کے مختلف حصوں کے ملوک و سلاطین حج بیت اللہ سے رہ گئے ہیں اور وہ نہ جاسکے یہ اللہ تعالی کے یہاں اللہ کی اپنی مرضی ہے کہ آیا وہ شرعاً معذور تھے اور کسی وجہ سے مجبور تھے یا وہ اس سلسلے میں قصوروار ہیں کہ حج بیت اللہ سے دور رہ گئے ہیں بظاہر اسباب کے درجے میں بادشاہ کے لئے کوئی عذر نہیں ہوتا

ملنگان زمانہ فقراء مساکین بار بار آتے جاتے ہیں اور بادشاہان اور سلاطین اور ملوک کو کیا عذر رہا یہ سب اللہ تعالیٰ کی تکوین کے مسائل ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اعلان حج

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ شریف کی تعمیر مکمل کی تو حق تعالیٰ نے ان کو کہا کہ آپ دیوار پر چڑھ جائیں اور ایک روایت صحیح ابن حبان میں ہے کہ جبل ابی قبیس ، باب ملک کی سیدھ میں جو پہاڑ ہے اس پہ چڑھ جائیں اور کانوں میں انگلیاں ٹھونسو اور زور سے اعلان کرو "یا ایھا الناس ان ربکم بنا بیتا فحجوہ" جیسے مؤذن کانوں میں انگلیاں دیتا ہے، آدمی جب خود نہ سنے تو آواز اونچی نکلتی ہے جیسے بہرہ آدمی اونچی آواز سے بات کرتا ہے وہ خود تو سنتا نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق تعالیٰ کو کہا خدایا میرے علاوہ کوئی مخلوق ہی نہیں ہے میری آواز کون سنے گا، حق تعالیٰ نے کہا آپ آواز لگائیں پہنچانا میرا کام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آواز لگائی تو ارواح نے عالم ارواح میں اور ان کے مادے نے ماؤں کی چھاتیوں میں اور باپوں کی پشتوں میں اصلاب میں آواز سنی اور وہیں سے آواز دی "لبیک اللہم لبیک" ہم حاضر ہیں بس آرہے ہیں، کتنی مرتبہ اعلان ہوا ہے اعلان ہی اعلان کرتے رہے ابراہیم علیہ السلام۔ جس نے ایک دفعہ لبیک کہا ہے اس نے ایک حج کیا جس نے دودفعہ کہا دو بار حج کیا جس نے سو دفعہ کہا وہ سو حج کرے گا۔ محدثین میں ایسے حضرات ہیں جنہوں نے دو سو چونسٹھ حج کیے تین سو سال عمر ہوتی تھی، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت نے بھی کافی

حج کئے سولہ سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ گئے ہیں اور یہ پہلا حج تھا اور پھر حضرت نے آخر تک حج کئے پچاس یا پچپن حج مشہور ہیں حضرت کے، حضرت آدم علیہ السلام نے سرانديپ سے ایک سوبیس حج کئے ۸۰ پا پیادہ اور چالیس اونٹوں اور گھوڑوں پر وہاں سے ایک پہاڑ نکلتا ہے اور اس کا آخری حصہ مکہ میں ہے اس کو جبل ہند کہتے ہیں بعض کہتے ہیں طوفان نوح سے پہلے یہاں سے راستہ تھا طوفان نوح کے بعد وہ راستہ ختم ہو گیا سمندر میں مل گئے۔

پہاڑوں کی مختصر تاریخ

سرانديپ جسے آج کل سری لنکا کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام یہاں تشریف لائے ہیں ایک پہاڑ پر، دنیا میں سترہ پہاڑ ہیں بڑے بڑے جن جیسے اور بڑے نہیں ہیں اور سترہ کے سترہ کے ساتھ انبیاء کا کہیں نا کہیں تعلق رہا ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہجرت کے وقت بھی غار ثور میں پناہ لی ہے اور آپ ﷺ پر جو وحی آتی رہی وہ بھی جبل حرا پر آئی جو کہ ایک پہاڑ ہے۔ دنیا آگے پیچھے ہو جاتی ہے لیکن پہاڑ اپنی جگہ رہتا ہے اس لئے پہاڑوں کی یاد دہانی بڑی مضبوط ہے۔ یہ ہندوؤں کا جو بڑا گزرا ہے رام چندر اس کا بھی گیتا کے اندر ایک مقولہ ہے کہ اے کاش میں پہاڑوں کا ایک پودا ہوتا، کاش میں پہاڑ کا پتھر ہوتا، کاش کہ میں پہاڑوں کا پھول ہوتا یہ بات اس کی اپنی نہیں ہے یہ باتیں گذشتہ انبیاء سے سنی ہوئی ہیں اندرا گاندھی بھی کہتی تھی کہ میں جب بھی مروں مجھے جلاؤ تو میرے جسم کے راکھ کو پہاڑوں میں اور سمندروں میں بکھیر دو اور وہ اپنے آپ کو بنت کوہسار کہتی تھی تو بنت تو عربی ہے وہ

ہندو تھی بنت کو ہسار'' کو ہسار کہتے ہیں پہاڑ کو فارسی میں عربی اور فارسی ان کو انبیاء سے نصیب ہوئی۔

زرتش اور رام چندر

ایران میں ایک شخص تھا زرتش نام تھا اس کا اس کو زرتشت بھی کہتے تھے، اس کے دور میں ایک عورت تھی سیتا وہ اس پر عاشق ہوا تھا، وہ بہت سخت تھی قریب نہیں آتی تھی اس کو کسی نے کہا کہ ایران میں ایک پیر ہے وہ تعویذ دیتا ہے وہی زرتاش کا کہا اور اس تعویذ کے بعد یہ سنگ دل محبوبہ خود بخود آپ کے پیروں میں آجائے گی۔ آج کل بھی لوگ ان چکروں میں رہتے ہیں یہ سب فضولیات میں سے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمارے لئے تو دستاویز شریعت اور خدا تعالیٰ کی محبت اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے

محبت جو اس کی عطا ہوگئی ۔۔۔ یہ دنیا بھی جنت نما ہوگئی

تفسیر قرطبی میں ہے اور حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے بھی معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی جب شادی ہوگئی اس کے بعد زلیخا کی اتنی خاص توجہ ان کی طرف نہیں رہی نفلوں میں اور تسبیحات میں مصروف رہتی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک دن ان سے کہا یا تو میری قمیص پھاڑتی تھی اور میرے پیچھے دوڑتی تھی تنگ کرتی تھی تمہاری وجہ سے مجھے جیلیں کاٹنا پڑی اور یا اب توجہ نہیں دیتی ہو، زلیخا نے کہا اس وقت خدا کی محبت عطا نہیں تھی، آپ کی برکت سے جو خدا کی محبت مل گئی اور چیزوں سے توجہ ہٹ گئی۔

تو رام چندر جب ایران چلا گیا زرتشت کے پاس اور اس کو اپنا ماجرا سنایا کہ اس طرح ایک عورت سے میرا تعلق ہے لیکن وہ تعلق نہیں رکھتی اور نہ شادی کے لئے تیار ہوتی ہے مجھے ایسا کوئی ورد وظیفہ چاہیے کہ وہ مان جائے زرتشت جو تھا وہ باکمال تھا اس نے کہا تعویذ یا وظیفہ کا اثر ایک عمل کے بعد ہوتا ہے اور اس کے پاس جو کتاب تھی اس کا نام تھا ''دساتیر'' اور اس کے ایک جز کو کہتے تھے ''دستور'' اس میں کل پندرہ اجزا تھے، زرتشت نے اس کو کہا پہلے یہ کتاب پڑھنی پڑے گی جب تک یہ کتاب نہ پڑھے تو تعویذ کا فائدہ نہیں ہوگا۔

رام چندر نے اس کتاب دساتیر کا ایک جز پڑھا اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ آسمان کے سیاروں میں سے ایک کا نام عطارد ہے، ایک کا زحل ہے اور ایک کا ثور ہے۔ ثور کہتے ہیں بیل کو زمین میں جب گائے کے ساتھ احسان کیا جائے تو آدمی کا کام آسان ہو جاتا ہے وہ ایک ہی جز پڑھ کر اپنے استاد سے چھپ کے بھاگ کے آ گیا۔ وہ جب ہندوستان آیا تو سیتا تو اس کو نہیں ملی لیکن ہندومت کی بنیاد ڈالی اور اس کی بنیاد گائے پر رکھی کہ گائے کا پیشاب پیو اور گائے کو ذبح نہ کرو اور گائے کو مذہبی ماں کہو اور اس کے ساتھ خوب احسانات کرو تو آسمان والا ستارہ ''ثور'' خوش ہو جائے گا۔ اس لئے جو مذہب زمین پر بنے اس میں اسی قسم کے ڈھکوسلے ہوا کرتے ہیں۔

رہی بات زرتش کی تو اس کے متعلق دو قول ہیں بعض لوگ اس کو مجوسی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں نہیں وہ گذشتہ انبیاء سابقین میں سے تھا اور وہ توحید کا قائل تھا خداوند تعالی کے پوجے کا قائل تھا اور اس کے یہاں مخلوق کی عبادت مطلق نہیں تھی۔ لیکن اس کی تعلیمات محفوظ نہیں رہیں۔ اس کے دساتیر کا بھی عجیب وغریب معاملہ ہوا ہے ایک اس کی

شرح گیتا ہے اور چار شرح وید کے نام سے ہیں وید اول وید دوم ،سوم اور چہارم یہ سب دساتیر کی شروح ہیں، تو ہندومت کے اندر جو فارسی یا عربی ہے یہ رام چندر زرتشت سے لایا ہے اور زرتشت انبیاء کی تعلیمات جانتا تھا خود پیغمبر تھا یا نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے اور درس کا مسئلہ ہے۔

مہاتما گوتم بدھ اور تاریخ

مہاتما گوتم بدھ اس سے اور بھی پہلے ہے تین سو سال پہلے ہے اور یہ دونوں قبل المسیح کے افراد ہیں اور دونوں کے متعلق علماءِ کرام کے اقوال مضطرب ہیں بعض علماء دین نے مہاتما گوتم بدھ کو ذوالکفل کہا ہے، مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے بھی ذوالکفل کے نیچے لکھا ہے مہاتما گوتم بدھ ہمارے دوستوں میں سے استاد العرب والعجم مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ جب یہاں استاد تھے مجھ سے اس مسئلہ پر اب کی بحثیں ہوتی رہتی تھیں اس پر میں کہتا کہ مولانا مناظر احسن نے غلطی کی ہے وہ اس کی حمایت کرتے تھے کہ نہیں اس نے صحیح کہا ہے اسی طرح خان کابل، فغفور چین جو بڑے لوگ گزرے ہیں تاریخ میں ان سب کی تاریخ میں خدا پرستی ہے توحید ہے بعض لوگوں نے ان کو انبیاء کہا ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب تک نبی کی تعلیم واضح نہ ہو یا شریعت مقدسہ نے اس کی صراحت نہیں کی ہو آپ کسی کو متعین نبی نہیں کہیں گے۔ ہمارے پیغمبر سے پہلے بہت پیغمبر آئے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ دو لاکھ چونسٹھ ہزار انبیاء ہیں اور دوسری روایت جو مشہور ہے وہ یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یہ آخری روایت عوام وخاص میں مشہور ہے انبیاء آئے اور چلے گئے بعضوں کا

نام بھی عجیب ہے بعضوں کا کام بھی عجیب ہے اس لئے اختلاف ہوگیا کہ یہ پیغمبر ہے یا نہیں لیکن ہمارے پیغمبر محمد عربی ﷺ سب کے آخر میں آئے اور تفصیل کے ساتھ آئے آپ ﷺ کو جو قرآن دیا گیا وہ بھی محفوظ اس کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ کیا ہے آپ ﷺ جو شریعت لے کے آئے ہیں وہ محفوظ آپ ﷺ نے جو زندگی گزاری وہ محفوظ آپ ﷺ پر جو ایمان لائے اور آپ ﷺ کے وفادار رہے جانثار رہے حضرات صحابہ ان کی حیات محفوظ ان کی سوانح محفوظ ان کی اوائل واواخر محفوظ ان کے موالید ووفیات محفوظ اسفار محفوظ اور بڑے بڑے مجلدات اس پر لکھی گئی سینکڑوں جلدوں میں کتابیں لکھی گئیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور قرآنِ کریم

اسلام اتنے عجیب طریقے سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن میں نے نازل کیا اور اس کی حفاظت بھی میں کروں گا لیکن اب قرآن نبی پر آیا ہے اور نبی مکہ میں رہے، مدینہ میں بھی تو دونوں جگہ کی زندگی قرآن کے لئے محفوظ ہوگئی، مکہ کے تیرہ سال اور مدینہ کے دس سال محفوظ، غزوات محفوظ، اسفار محفوظ، ازدواج محفوظ، قبائلوں میں آمدو رفت محفوظ، کس کس قبیلے سے صحابہ ایمان لائے وہ محفوظ، کہاں کہاں جنگوں کی نوبت آئی وہ مقام وہ دن وہ مہینہ وہ آس پاس کا ماحول محفوظ، پھر صحابہ میں اجلہ اوساط اواخر فتح مکہ سے پہلے فتح مکہ کے بعد مفصل محفوظ ''لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً '' یہ دیکھیں درمیان میں فتح

مکہ لے رہے ہیں اس سے پہلے والے جہاد کرنے والے خرچ کرنے والے بہت سخت امتحان گزارا ہے بعد میں جو آئے ہیں پھر تو کام آسان ہوا ایک جیسے نہیں ہیں لیکن" وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "(نساء آیت ۹۵) تمام صحابہ کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کا انجام بخیر ہوا اہل حق اور اہل باطل کی یہ نشانی ہے کہ اہل حق اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ان کی معرفت کے لئے مطلق اصحاب سے محبت کرتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے صحابی کیوں نہ ہو مثلاً ایک شخص میدان جنگ میں آپ سے بات چیت کی اور آپ پر ایمان لے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد دیکھا گیا کہ شہید ہو گیا ہے امت متفق ہے کہ قیامت تک آنے والے لوگوں سے افضل ہے اور تمام امت کے بڑے لوگوں سے پانچ سو سال پہلے وہ جنت جائیں گے جب کہ اس کو نماز پڑھنے کا بھی موقع نہیں ملا زکوۃ بھی فرض نہیں ہوئی رمضان بھی نہیں ملا حج کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بخاری شریف میں ایسے لوگوں کا تذکرہ موجود ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حدیث شریف

اہل حق مطلق اصحاب رسول کو ایمان اسلام قرآن کے شہود اور ارکان کہتے ہیں صحابہ ہوں یا صحابیات ہوں رجال ہوں یا نساء ہوں جہاں کسی کا ان سے کسی درجے میں اختلاف ہوا یہ علامت ہے کہ وہ شخص نبی سے چوک گیا اور اس کے ہاتھ سے حقانیت کا دامن چھوٹ گیا اور اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ جیسے فرقے نکل آئے خوارج کے ہوں معتزلہ کے روافض کے جنہوں نے مختلف وجوابات اپنی بنائی فرضی اور جعلی اور صحابہ سے اختلافات شروع کر لیا اور ان پر قسم قسم کے اعتراضات کئے ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ ایک

شخص کے جنازے کے لئے آپ ﷺ تیار ہو گئے لوگوں نے اس کی بڑی تعریف کی لیکن بیچ میں یہ بھی کہا کہ "کان یبغض عثمان" حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا آپ ﷺ پیچھے ہٹ گئے آپ ﷺ نے کہا عثمان سے بغض رکھنے والا جنت نہیں جائے گا، یہ جنازے پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ پیچھے ہٹ گئے۔

"فلم یصل علیه" (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲)

"الله الله فی اصحابی" خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو میرے صحابہ کے احترام کرو "لاتتخذوهم غرضا من بعدی" میرے بعد ان پہ اعتراضات مت کرو "فمن احبهم فبحبی احبهم" جو ان سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرے گا "ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۴) اور جو ان سے بغض رکھے وہ حقیقت میں مجھ سے بغض رکھتا ہے، اس کے ایمان کو برے ادوار کانٹے نظر آتے ہیں "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم" بہترین زمانہ زمانوں میں میرا زمانہ ہے صحابہ کا اور پیغمبر ﷺ کا ایک زمانہ ہے حافظان نے شہاب الدین ابن حجر اور بدرالدین عینی نے اپنی اپنی شروحات میں وضاحت کی ہے پھر ان کے بعد پھر ان کے تین زمانے ہیں ایک صحابہ کا اور نبی کا دوسرا تابعین کا اور تیسرا تبع تابعین کا، ان تین زمانوں کی آپ ﷺ نے گواہی دی ہے کہ اس میں خیر غالب رہے گی، اس میں حق واضح رہے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات اور ان کی حقیقت

سیر الاصحاب میں لکھا ہے کہ جس زمانے میں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے

درمیان بعض مشاجرات اوراجتہادی جنگ وجدال تھا،اس زمانے میں ایک شخص آیااوراس نے کہاکہ میں نے حضرت علی کے پیچھے فجر پڑھی تو حضرت معاویہ بہت آبدیدہ ہوگئے آپ نے کہاوہ بہت اچھی فجر پڑھاتے ہیں اور پھر کہاکہ اتناوقت ہوگیامیں نے اس کی آوازنہیں سنی ہے ناراضگی ہے تواس شخص نے کہااس نے قنوت نازلہ پڑھی اورآپ کوبددعائیں دیں حضرت معاویہ ہنس پڑے اورفرمایا''الآن هو غضبان ''آج کل وہ ناراض ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔کتنی احتیاط ہے شدیداختلافات کے باوجودایک دوسرے کے مقامات کااتناخیال ہے اورحضرت علی نے معاویہ کوخط لکھا''لقد بايع عن الذين بايعوا ابابكر وعمر ''میری بیعت تووہی لوگ کرچکے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکراورحضرت عمررضی اللہ عنہماکی بیعت کی اوروہاں بھی کسی کوپیچھے رہنے کاکوئی حق نہیں تھا۔دیکھیں حضرت علی بطورسند کے حضرت ابوبکراورعمران کی بیعت وخلافت پیش کرتے ہیں لہذامیری بیعت بھی آپ کوکرناچاہیےاورآپ کویہ خلافت مانناچاہیےکیونکہ یہ ابوبکراورعمرکے بعدوالی خلافتوں میں سے ہے۔حضرت ابوبکروحضرت عمرحضرت علی کےنزدیک'' آيتان من آيات الله وحجتان عظيمتان لهذا الدين ''یہ نہج البلاغۃ میں بلفظہ موجودہےاسی طرح''خطبة علي ومكتوبه الى معاوية'' پتہ نہیں لوگوں نے کیادلدل پیداکیااورکیاعجیب مذہب بنایااس میں صبرکی جگہ شوروغوغاہےاوران میں آرام کی جگہ ماتم ہےاوراس میں پردےکی جگہ کشف ہےاوران میں گھراوراپنی جگہ کےبجائےروڈ پرجلوس اوراظہار ہےاورقسم قسم کی حرکات وسکنات ہیں اوراسلام کےفکراوراسلام کےتناظرمیں یہ سب چیزیں قابل نظرہیں اسلام کہاں ایساواویلاایساشوروغوغااوربلاوجہ کےعظیمین اورکریمین

امامین جلیلین ابوبکر و عمر اسی طرح عثمان یا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب کے ساتھ
کسی کو بھی طعن کرنے اور ناراضگی رکھنے کی اجازت نہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے
صحابہ کو کہا ہے تمام صحابہ کو مہاجر ہو یا انصار ہو اول ہو یا آخر ہو فتح مکہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو
''اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا'' یہ پکے مومن ہیں'' لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ''

(انفال آیت ۷۴)

ان کی بخشش بھی یقینی ہے اور ان کے لئے اعزاز و عزت کی روزی ہوگی اللہ کے
یہاں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کو ایک طرف کر کے مذہب بنایا گیا اور قرآنی تعلیمات
کو پس پشت ڈال کر یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے ایک نیا نظریہ ایجاد کیا گیا جس میں
حقیقت یہ ہے کہ رب العالمین پر بھی بے اعتمادی ہے عقیدہ بداء میں اور پیغمبر پر بھی بے
اعتمادی ہے تقیہ میں اور انسانی معاشرے کے لئے بھی رنج و غم ہے نظریہ متع میں تمام کے تمام
وہ اہداف اختیار کئے گئے ہیں جو بہت ہی زیادہ افسوسناک ہیں اگرچہ یہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں
نکلتا ہے کہ اہل سنت انہیں ماریں اور وہ ان کو ماریں مار دھاڑ سے کوئی تبلیغ نہیں ہوتی مار دھاڑ
یہ میدان جنگ میں ہوتا وہ بھی قاعدہ قرینہ اور آداب سے ہوتا ہے یا قاضی اسلام کو اجازت
ہے کہ وہ کسی کو حدود نافذ کرے یا تعزیرات نافذ کرے اس کے علاوہ کسی کو کسی کے خون
بہانے کا کوئی حق نہیں بادشاہ مسلمین کا فرض ہے کہ وہ ملک کے اندر اصلاحات کرلے۔

حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم

سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ایک شیعہ عالم تھا وہ ظاہری

تقویٰ میں بہت ہی محترم تھا اور اس کے اعمال بھی عام لوگوں سے علیحدہ تھے بڑا محتاط تھا بڑا تقویٰ دار تھا باادب تھا۔ اس میں کچھ کمالات ایسے تھے کہ بادشاہ متاثر تھا وہ جب دربار میں آجاتا تھا تو اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ شاہی تخت سے اتر جاتا تھا اور ان کے ساتھ نیچے بیٹھ جاتا تھا بہت احترام کرتا تھا، نزہۃ الخواطر میں ان کا پورا حال لکھا ہے، ایک موقع ایسا آیا کہ اس نے اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کو خط لکھا اور اس خط میں شاید اس طرح کا اظہار تھا کہ خطبے سے حضرت ابوبکر عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا نام نکال دیا جائے اور ان کی جگہ ائمہ اطہار کے نام ڈالے جائیں بہت اچھا ہوگا بادشاہ نے خط پڑھا اور بہت زیادہ وہ تو مذہبی کٹر قسم کا سنی اور حنفی آدمی تھا بہت دکھ ہوا بادشاہ نے قاضی القضاۃ کو کہا اس زمانے میں مفتی اعظم کو صدر المفتیین کہتے تھے ان کو کہا کہ اس کا جواب لکھو انہوں نے کہا ہم جواب نہیں لکھیں گے بادشاہ خود جانے اس کو کیونکہ آپ غیر معمولی احترام کرتے ہیں بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، جب دربار بھر گیا اور سب لوگ اس میں موجود ہوئے تو بادشاہ سلامت نے ان کا خط پڑھا اور پڑھنے کے بعد کہا کہ ہندوستان کی حکومت اہل سنت والجماعت کی ہے اور اہل سنت والجماعت آپ کی تحریر کو غلط کہتی ہے اور اسے رد کیا جاتا ہے، آپ اس سلسلے میں احتیاط کریں بس اتنا کہنا تھا پورے ملک کے اندر ہوائیں اڑ گئیں، وہ تو جنگجو بادشاہ تھا اور دین کا مکمل پابند تھا۔

مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ اور ناموس صحابہ

مجد الدین فیروز آبادی نے جب علوم کی تکمیل کی اور وہ واپس اپنے علاقے چلے گئے فیروز آباد تو اس نے جمعہ کے خطبہ میں ابوبکر عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا۔ اس

زمانے میں صفویوں کی حکومت تھی اور وہ بڑے سخت قسم کے روافض تھے۔ حضرت شیخ کی گرفتاری ہوئی اس جرم میں کہ آپ نے خطبۂ جمعہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا نام کیوں لیا حالانکہ ایران فتح ہی حضرت عمرؓ کا کیا ہوا ہے فتح نہیں ہوا تھا حضرت عمرؓ تو آگئے تھے اور یہ تم وہاں تھے عمر یہاں رہتے فارس میں اور پورا ملک کا چپہ چپہ فتح کر کے چھوڑ گئے یہ انصاف ہے اور یہ عدل ہے اپنے محسنوں کو نظر انداز کرنا۔ تو مجدد الدین فیروز آبادی نے پوچھا کہ مجھے یہ سزا دی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے دشمنوں کو کاٹنے کے لئے رکھے ہوئے اور باؤلے قسم کے کتے رکھے ہیں آپ کے جسم پر بوٹی ڈال کر پھر ان کو چھوڑا جائے گا تا کہ وہ آپ کی بوٹی بوٹی نوچ لیں۔ مجمع بہم تو جمع ہو گیا حضرت مسکرائے اور کہا کہ میں وہی خطبہ پڑھوں گا اور تمہارے یہ کتے مجھے نہیں کاٹیں گے، وہ لوگ بڑے حیران ہو گئے یہ کیا کہہ رہے ہیں وہ تو کئی دن سے بھوکے ہیں پنجروں میں بند ہیں جب وہ کتے حضرت صاحب کی جانب چھوڑے گئے تو حضرت نے اچھے الفاظ کے ساتھ ابوبکر و عمر اور عثمان کا ذکر خیر شروع کیا اور وہی خطبہ پڑھا جو نماز جمعہ میں پڑھا تھا، سارے کتے آئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے جیسے انسان سن رہا ہو بڑے غور و خوض سے کلمات سننے لگے اور حضرت کے پیروں میں آگئے۔ ظالم بادشاہ نے کہا فوراً اس کو یہاں سے ہٹاؤ اور سر قلم کر لو ورنہ پورا ملک اہل سنت کا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں ان کے مقامات میں بڑی برکتیں ڈالی ہیں خوش قسمت ہیں اہل سنت جن کا سب سے محبت سے احترام کرتے ہیں اور وہ قرآن و ایمان اسلام کے لوگ ہیں قرآن ان کے سامنے نازل ہوا ہے وہ پہلے شاگرد ہیں، پہلے گواہ ہیں، پہلے مسلمان ہیں اور قرآن پر پہلے عمل کرنے والے ہیں انہوں نے

پوری دنیا کے ساتھ جنگیں قرآن کی بقاء اور سلامتی کے لئے لڑی ہیں، انہوں نے پوری دنیا کے اندر قرآن کی تبلیغ کی اور اسلام پھیلایا۔ انہوں نے نہ دن دیکھا نہ رات دیکھی، نہ خوشی دیکھی نہ غم دیکھا ہے بس ایک تسلسل تھا جو نبی عربی ﷺ سے انہوں نے سیکھا

کان ربک لم یخلق لخشیته سواه مؤمنا الخلق انسانا

جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خوف وخشیت کے لئے ان جیسے انسان ہی پیدا نہیں کیے وہ حضرات ایسے کامل واکمل تھے۔ تو یہ وہ منحوس خیال ہے کہ صحابہ کا نام بے ادبی سے لیا جائے اور ان کی تحریک کو طعن سے دیکھا جائے یا ان کے مناقب اور فضائل کا انکار کیا جائے اور اس کی جگہ من گھڑت دروغ جھوٹ فریب مکر یہود ونصاریٰ کی بناوٹ اور افتراء کو مذہب کا رنگ دے دیا جائے بہت ناموزون بات ہے۔

اہل سنت والجماعت، جماعت حقہ

اہل سنت ولجماعت کو زیب نہیں دیتا کہ محرم میں کالے کپڑے پہنیں، کالی ٹوپی اختیار کریں، کالی صدری پہنیں، کالی پگڑی باندھیں، کالی شیروانی پہنیں یہ تمام کالے کالے یہ ان کے حوالے کرو ماتمیوں کے کربلائیوں کے یہ ان کا کام ہے،

جو مردہ سمجھتے ہیں شہیدوں کو وہ رو لیں
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

ایک لکھنوی سندھی شاعر نے کہا ہے کہ ہمارا دین تو حضرت حسین اور ان کے رفقاء کربلا کے شہداء میں اسعد السادات ہیں سید الشہداء کربلا ہیں ہم کیوں اُن کو ایسے فریب

سے جھوٹے آنسوؤں سے اور واویلا سے یاد کرلیں۔

اللہ تعالیٰ نے شہادت ایک شان ہے جو عطا فرمائی ہے اہل سنت والجماعت اور ہمارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے ساتھ میدان کربلا میں ظلم ہوا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج سنۃ النبویہ فی ردشیعۃ والقدریہ جلد دوم کے آخر میں لکھتے ہیں'' والحق ان الحسین قتل مظلوما '' سچی بات یہ ہے کہ حضرت کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ لعن طعن شروع کریں اور طرح کے بے سروپا گانے گائیں اور یہ سب کی سب جعل سازی اور بے بنیاد باتیں ہیں اور اس سے ایک تہذیب یافتہ انسان کو ایک خاطر خواہ عقل فہم رکھنے والے کو پرہیز کرنا چاہیے۔

یہ تو ایک مسئلہ ہوا کہ محرم میں احتیاط کی جائے تشبہ سے بھی ان لوگوں کے ساتھ جن کی فکر ٹھیک نہیں ہے ان لوگوں کے جیسے ہیئت بنانا اور ان لوگوں کے رنگ ڈھنگ میں ملنا ، کسی طرح جائز نہیں ہے۔ محرم الحرام اسلامی مہینہ ہے میں نے رات کو بھی بیان کیا اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور اس کی جو دس تاریخ ہے عاشورا محرم اتفاق سے اس میں حضرت حسین اور اس کے رفقاء کی شہادت کا واقعہ بھی پیش آیا یہ اس سے بہت پہلے کی ہے ابھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ شاید پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ ہجرت کے پہلے سال حسن پیدا ہوئے اور دوسرے سال حسین پیدا ہوئے وفات رسول کے وقت ایک کی عمر دس سال اور ایک کی نو دوسرا قول یہ ہے کہ ایک کی عمر سات سال اور دوسرے کی آٹھ سال ہے ان کے ایک بھائی اور بھی تھے محسن چھوٹا مر گیا ہے اور ان کی ایک بہن بھی ہے ام کلثوم اس کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے یہ بھی کہتے ہیں عمر میں بہت فرق ہے کبھی کیا یہ

باتیں حضرت علی سے پوچھ لیتے وہ باپ ہے چھوٹی اور بڑے کے درمیان حکمت سے نکاح ہوسکتا ہے رسول کریم ﷺ چالیس سال میں نبی ہوئے اور ۱۳ سال مکہ میں رہے ۵۳ سال ہوگئے ہجرت سے ایک سال پہلے حضرت عائشہ سے نکاح ہوا ہے اور بدر کے آس پاس رخصتی ہوئی ہے اور بی بی کی عمر صحیح قول کے مطابق نو سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ

بخاری شریف میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ کو کہا ایک دفعہ جبریل جنت کے ریشم میں ملبوس ایک خاتون کو لے آئے جنتی پردوں میں لپٹی ہوئی اور مجھے دکھایا اور کہا ''ھی زوجتک'' یہ آپ کی بیوی بننے والی ہے آپ نے فرمایا ''فاذا ھی انت'' اے عائشہ وہ آپ ہی نکلیں اور حضرت علی کے ساتھ ایک مغالطے کی وجہ سے بصرہ میں جنگ ہوئی جنگ جمل، اس میں بی بی عائشہ ایک اونٹنی کے ہودج میں تھی حضرت عائشہ کی فوج کو شکست ہوئی لوگوں نے کچھ کہا تو حضرت علی نے کہا ہاں تو یہ کرو ناز یبا کلمات سے اور وہ تاریخی خطبہ کا جملہ ہے ''ھی زوجة نبیکم فی الدنیا والآخرة'' یہ تمہارے پیغمبر کی بیوی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ''ولکنکم ابتلیتم بھا'' تم پر آزمائش آئی ہے یہ امتحان ہے۔ اختلاف شدید میدان جنگ میں حضرت علی نے حکم دے دیا اپنی فورس کو کہ بی بی صاحبہ کے احترام اور تقدس میں کوئی فرق نہ آئے اور ایک نے کجاوے کو غلط ارادے سے ہاتھ لگایا حضرت عائشہ نے اندر سے کہا ''شلت یدک'' تیرا ہاتھ شل ہوجائے اس کا ہاتھ وہیں کا وہیں شل ہوگیا کہا ہے جتنے بچے اس خاندان میں پیدا ہوئے

ایک ہاتھ شل ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

''فضل عائشة على النساء'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۲)

عائشہ کی فضیلت کائنات کی عورتوں پر ہے، پیغمبر کے زبان سے نکلا ہے سید سلیمان ندوی نے عائشہ صدیقہ کی فضیلت پر سیرت پر کتاب لکھی ہے ''سیرت عائشہ صدیقہ'' اور یہ حدیث نقل کر کے کہا کہ جب پیغمبر کی زبان نبوت سے نکلا کہ '' فضل عائشه على النساء '' عائشہ تمام کائنات کی عورتوں سے افضل ہے میں بھی اپنا قلم یہی ٹھہراتا ہوں اسی عقیدے پر کتاب ختم کرتا ہوں کہ ''عائشه افضل هذه الامة '' اگر چہ اس میں بحث ہے بعض مفسرین وفقہاء خدیجہ کو افضل کہتے ہیں اولاد میں فاطمہ بی بی خواتین جنت کی سردار ہے اس کو میں خطبے میں بھی پڑھتا ہوں

''فاطمة سيدة النساء اهل الجنة'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۲)

بہرحال عقائد کا تحفظ اور اپنے مذہب پر غیرت اپنے بزرگوں کی ناموس اور عزت کا تحفظ یہ اسلام کا تقاضا ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا وہ مقولہ اگر مل جائے جو یہ سرکاری قسم کے مولوی بادشاہوں کو خوش کر کے پیش کرتے ہیں ہمیں تو نہیں ملا کہاں ہے؟ کہ ''اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور مذاہب کو چھیڑو نہیں'' ہمیں ملا نہیں کہ مولانا نے یہ کہاں کہا ہے بہرحال وہ لوگ کہتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہو تو ٹھیک ہے مذہب تو مالک کا شافعی کا ہے احمد کا ہے جو مسلم ہے مرزائیت تو مذہب نہیں ہے وہ تو دجل ہے، پرویزیت تو مذہب نہیں بغاوت ہے، ہندو اور سکھ ڈوگرا اور گوتڑے یہ تو بغات ہیں، منحرفین ہیں، اکفر الکفار ہیں اس لئے مذہب کو سمجھنا بہت ضروری ہے مذہب اس کو کہتے

ہیں جس کو دین کہے کہ یہ مذہب ہے اور اس قاعدہ کے مطابق چار مذاہب ہیں، چار فقہ ہیں، چار طرح کی تشریح ہوئی ہے اور چار تشریحات سے اسلام مکمل ہے تفسیر ساوی میں ''فتفرق بکم'' آیت کے نیچے لکھا ہے علی التحقیق غیر مقلد اہل الحدیث ''لیس بمذهب شرعی'' وہ بھی مذہب نہیں ہے اس کی دلیل یہی ہے کہ ائمہ حدیث جیسے امام ترمذی مذاہب بتاتے ہیں'' وهو مذهب سفيان ومذهب للكوفه وابن مبارك واسحاق وفلاں فلاں '' کبھی بھی انہوں نے نہیں کہا'' وهو مذهب اهل الحديث ''''اهل الحديث ليس بمذهب اهل الحديث هم ائمة الحديث كيحى ابن معين ويحى ابن سعيد القطان واحمد ابن حنبل وعلى ابن المدينى ''۔ اہل حدیث سے مراد ہمارے زمانے کے یہ لا مذہب لوگ نہیں ہیں اور نہ ہی اہل حدیث کوئی مستقل مذہب ہے بلکہ حدیث کے ائمہ مراد ہیں جیسے یحی بن معین اور یحی بن سعید القطان رحمہم اللہ مراد ہیں۔

وبهذا لقدر نكتفى اليوم ولله الحمد اولا وآخرا

وكان حقا علينا نصر المؤمنين

جمعۃ المبارک ١٥ نومبر ٢٠١٣

خطبہ نمبر ٨٣

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْم بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ o ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ط وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ o" (بقرہ آیت ٢٠٨ تا ٢١٠)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

تین اہم مقامات

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی جو مذمت کی ہے اس میں ان کو کہا ہے کہ تم نام بزرگوں کا لیتے ہو اور ان کے خلاف کرتے ہو اور انہیں یاد دلایا گیا کہ کیا تم ابراہیم علیہ السلام اسماعیل واسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے طریق پر ہو؟ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اور کیا ہے وہ اور ہے اور تم جس ڈھب پہ چل پڑے ہو اور جس رنگ میں رنگے گئے ہو یہ منفی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو انبیاء بنی اسرائیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیلی ذکر فرمایا'' وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ '' حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کچھ امتحانات آئے تھے اور وہ اس میں کامیاب ہو گئے تھے،

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا
رشک نہ کرنا میری راحتوں پہ آج تم
ایک دور گزار آیا ہوں میں درد وستم کا

'' قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا '' (بقرہ آیت ۱۲۴) حق تعالیٰ نے کہا کہ امتحان میں کامیاب ہونے پر آپ کو لوگوں کا مقتداء بناتا ہوں امام بناتا ہوں تین

مقامات ایسے ہیں جن کا ثانی نہیں ہے ایک نبوت وہ رسول اکرم ﷺ پر ختم کردی گئی آپ خاتم النبیین قرار دے دیئے گئے،

نبوت پہ محمدؐ باندی تمام شو

نشتہ پس لہ محمد انبیاء

آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد

آپ ﷺ کے بعد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے وہ تو سابقین پیغمبروں میں سے ہیں وہ ایک خاص حکمت الٰہی سے آسمانوں میں اُٹھائے گئے ہیں قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے یہ اسلامی عقیدہ ہے اِس کے خلاف عقیدہ، اسلامی عقیدہ نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تین عقیدے رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں، پہلا بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں دوسرا خالص رسولِ بنی اسرائیل ہیں اور تیسرا یہ کہ وہ فوت نہیں ہوئے ہیں اور نہ ہی شہید ہوئے ہیں بلکہ آسمانوں میں جسد عنصری روح مع البدن اٹھائے گئے ہیں اور قربِ قیامت میں پھر آئیں گے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم رات کو سوتے وقت جیسے اپنے بچوں کو یاد کراتے تھے کہ پہلا پیغمبر اور پہلا انسان آدم علیہ السلام ہیں پھر کبھی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ کبھی حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ کبھی حضرت صالح کے حالات تاکہ بچوں کو دلنشین ہو جائے ذہن میں بیٹھ جائے پھر ابراہیم علیہ السلام کی تفصیلات ان کے بیٹے حضرت اسحاق اوران کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام، ان کی تفصیلات ان کے بیٹے حضرت یوسف اس کی تفصیلات

ان کے داماد ایوب علیہم السلام کی تفصیلات نینوا کے پیغمبر حضرت یونس کی تفصیلات آپ کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کے مکہ ہجرت والدہ سمیت وہاں آنا زمزم کا نکل آنا یادگاروں کا قائم ہونا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آٹھ سو سال بعد النبی العربی الہاشمی المکی المدنی محمد رسول اللہ ﷺ اپنی شان وشوکت کے ساتھ مبعوث ہوئے تو فرماتے ہیں کہ ان سب باتوں کے درمیان میں ہم یہ بھی کہتے تھے عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان تھے مائی مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور ان کی شادی نہیں ہوئی تھی قدرت الٰہی سے جبریل نے آ کے پھونک ماری اور اس سے ہی حمل ہو گیا'' نفخ جبریل فی جیب درعھا ''اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے'' وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ''اور عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں میں اٹھائے گئے ہیں اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے اس مسئلہ میں ڈھائی سو احادیث ہیں۔ امام العصر المحدث الکبیر والفقیہ علی الاطلاق آیت من آیات اللہ حضرت اقدس شیخ مشائخنا واستاذ اساتذتنا ووصیلتنا الی اللہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس موضوع پر دو کتابیں لکھی ہیں ایک ''عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام'' جن کے بارے میں کہتے ہیں کہ ’امت میں ایسی کتاب کسی نے نہیں لکھی اُمت محمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر کہ آپ زندہ اٹھائے گئے ہیں آسمانوں میں ہیں قیامت میں آئیں گے اور دوسری کتاب آپ نے لکھی ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ''کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ قرب قیامت میں آسمانوں سے نیچے آنا وفادار سپہ سالار کی طرح آ کے زمانے کے امام مہدی کے ساتھ مل کے جہاد کرنا فتح یاب ہونا دو شادیاں کرنا ساتھ بچوں کا ہونا پھر وفات پانا اور روضۂ رسول

میں دو جگہیں خالی ہیں، دو قبریں ابوبکر اور عمر کی بنی ہیں اور دو جگہیں خالی ہیں ایک حضرت مہدی علیہ السلام کی اور دوسری حضرت عیسیٰ مسیح کے لئے اس وقت سے لے کے آج تک اور الی یوم القیامۃ دو جگہیں خالی ہیں۔

دوسری صحابیت نبوت کے بعد اعلیٰ ترین مقام صحابیت کا ہے صحابیت بھی کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی، اور تیسرا امامت، تو جس کو اللہ رب العزت عزت کا مقام عطا فرماتے ہیں اس کو امامت عطا فرماتے ہیں، تمام کے تمام انبیاء امام تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

،پیغمبر اسلام ﷺ کے جو جانثار اور وفادار ایمان والے ہیں ان کو صحابہ کہتے ہیں ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' حضرت محمد تو رسول ہیں ''وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ'' صحابہ ساتھ ہیں'' اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں'' رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' آپس میں شیر وشکر ہیں، یہ پوری جماعتِ صحابہ کا ذکرِ جمیل اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کے اس رکوع میں کیا ہے'' تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا'' آپ دیکھیں گے کہ وہ رکوع اور سجدے میں ہوتے ہیں'' یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ''اللہ کے فضل اور رضا کے طلبگار سب برابر ہیں۔ مہاجرین اور انصار سب کا ذکر کر کے کہا''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا'' یہ پکے مؤمن ہیں''لَھُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ''(انفال آیت ۷۴) ان کی بخشش اور مغفرت یقینی ہے'' سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ'' ان کی عبادت اور سجود کے آثار چہروں سے ہویدا ہیں، چہروں سے جلوے ٹپکتے ہیں، چہرے بتاتے ہیں کہ نبی آخر زمان کے وفادار و جانثار ہیں'' ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ''ان کی مثال توریت میں

بھی ہے'' وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ '' اور انجیل میں ان کی مثال ہے'' كَزَرْعٍ ''جیسے ایک کھیتی ہو'' أَخْرَجَ شَطْأَهُ ''وہ اپنا پتا نکالے'' فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ '' بڑھنے لگے اور اپنے پنڈلی پہ کھڑا ہوجائے'' يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ''کاشت کار ہاری مزارع دیکھ کے خوش ہوتا ہے آہ لہلہاتی ہوئی کھیتی ساری فصل نکل آئی بہترین خوشگوار ہے'' لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ '' کچھ لوگ ان کو دیکھ کر بگڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے خود ان کو کفار کہا کسی مولوی یا کسی مفتی کے فتوے کی ضرورت نہیں ہے یہ بڑے جرائم پیشہ ہیں جو صحابہ کے بدخواہ ہیں ان کے اوپر فتویٰ خدا تعالیٰ نے خود لگا دیا ہے۔ صحابہ کا ذکر کیا تو کہا'' مَعَهُ '' یہ تو پیغمبر کے ساتھ ہیں یہ ہوں تو پیغمبر پہچانے جائیں گے ،اُن کو ہٹا دو تو پہلا حملہ پیغمبر پر ہوجائے گا کہ ایسی ناقص تعلیم تھی اتنی کمزور ہدایت تھی کہ آدمی ہی نہیں بنے ،تو فرمایا کہ جیسے نبی، نبوت میں لاثانی ہیں اسی طرح صحابہ ولایت میں لاثانی ہیں'' مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ '' حضرت محمد تو سچے جچے تلے پختہ کار خدا کے رسول اور پیغمبر ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

'' وَالَّذِينَ مَعَهُ '' بالکل ساتھ غار ثور میں بھی ساتھ، سفر میں بھی ساتھ، ہر وقت ساتھ، ایک موقع بھی ایسا نہیں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ نہیں علماء کہتے ہیں '' وَالَّذِينَ مَعَهُ '' اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں'' أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ''معیت میں تمام صحابہ ہیں اور'' أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ''کفار کے مقابلے میں. سخت آپس میں تو اور شان ہے ان کی کفر کے مقابلے میں سختی ضروری ہے'' وَلْيَجِدُوا

فِیْکُمْ غِلْظَۃً" (توبہ آیت ۱۲۳) اللہ قرآن میں کہتا ہے کفار تمہیں سخت پائیں اس میں اسلام کا فائدہ ہے

"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِم" (تحریم آیت ۹)

اے پیغمبر کفار اور منافقوں سے جہاد کریں اور سخت رہیں اُن کے مقابلے میں

بھیڑئے اور چیتے کے مقابلے میں نرمی کرنا اصل میں اسے غریب بھیڑ کاٹنے کی دعوت دینی ہے، اس لئے کفر کے تو دانت کھٹے کرنا ضروری ہیں اور اس کے لئے مضبوطی چاہیے پختگی استقامت چاہیے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ" قرآن جب صحابہ کا بیان کرتا ہے تو کہتا ہے پیغمبر کا ساتھ دینے والے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

"اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" اور کفر کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں معیت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اول نمبر اور سختی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور شان رکھتے ہیں" رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" اور یہ آپس میں شیر و شکر ہیں تاکہ بعد میں کوئی شخص غلط بات نہ بنائے صحابہ کے خلاف زبان کھولنے والے شیطان کو خوش کرنے والے اور شیطان کی تعلیم کو آگے بڑھانے والے صحابہ کرام کا دفاع اللہ تعالیٰ خود کر رہے ہیں، کہتے ہیں پیغمبر سے حیا کرو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور یہ محمد رسول اللہ ان کے استاذ ہیں ان کے بڑے ہیں اور ان کے اردگرد جمع ہو چکے ہیں صحابہ "وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ" معیت میں ابوبکر صدیق اول نمبر ہے" اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" مضبوط مسلمان ہیں حضرت عمر، آپ ﷺ نے ایک موقع پر خطبہ

میں کہا ہے ''اشدھم فی امر اللہ عمر '' اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مضبوط ثابت ہوئے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

''رحماء بینھم '' آپس میں وہ لڑے نہیں ہیں آپس میں ان میں جنگیں نہیں ہوئی ہیں وہ جو تھوڑی دیر کے لئے جمل پیش آیا یا صفین اس میں حکمتیں تھیں کہ مسلمانوں کے آپس کے مسائل کیسے طے ہوں گے اس میں بھی ان کے دل باہم ایک تھے اور ایک دوسرے کے لئے احسان اور رحمت سے بھرے ہوئے تھے، صرف ایک مثال عقلمند کے لئے کافی ہوتی ہے

عاقلانو لا لک نصیحت بس دے
او دا گوھرو پیوستن بہ نری تار شی

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں نے گھر میں محصور کیا تھا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نقصان پہنچا رہے تھے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھا رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان کے پیچھے نماز کیسی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نماز تو بہترین کام ہے جب لوگ اچھا کام کریں تو ساتھ دے دو اور جب وہ غلط کرنے لگیں تو پیچھے ہٹو، علماء دین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد تھا کہ ان میں عقیدے کی کوئی خرابی نہیں ہے سیاسی اختلاف ہے عقیدہ ایک ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

''تراھم رکعاً سجداً '' آپ دیکھیں گے ان کو رکوع اور سجدے میں اس سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ چچازاد بھائی بھی ہیں اور داماد بھی اپنی سب سے عزیز بیٹی حضرت علی کے نکاح میں دی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "فاطمة بضعة منی" "فاطمہ تو میرے جسم کا حصہ ہے۔

یہ تمام صحابہ کے مراتب اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائے ہیں، اس میں ان کا پروگرام بھی ہے اور ان کا حسن انجام بھی، واحد جماعت صحابہ کرام کی ہے جو کبھی بھی تبدیل نہیں ہوئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد بدلے نہیں ہیں یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا"

ایک ایسی جماعت جنہوں نے آخر تک پیغمبر کا ساتھ دیا ہے جب سے حضرت آدم علیہ السلام آئے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی ایک جماعت صحابہ کرام کی ایسی ہے جس نے کوئی بھی تبدیلی قبول نہیں کی۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

صحابہ کرام کبھی بھی تبدیل نہیں ہوئے

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص

ایک بزرگ صحابی ہیں عبداللہ ابن العمرو ابن العاص آپ ایک مثال سے اندازہ لگالیں گے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو کہا میں ہر روز روزہ رکھنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے

فرمایا کہ ہر مہینہ میں تین دن رکھا کرو ۱۳، ۱۴، ۱۵ چاند کی تین تاریخیں ۔اس نے کہا مجھ میں زیادہ طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا

''افضل الصوم صوم اخی داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفر اذا لاقا'' (بخاری شریف ج ا ص ۲۶۶، ترمذی شریف ج ا ص ۲۸۰)

بہترین روزہ تو حضرت داؤد علیہ السلام رکھتے تھے ایک دن نفلی روزہ سے ہوتے تھے اگلے دن نہیں ہوتے تھے اور ثابت قدم تھے میدان سے بھاگنے والے نہیں تھے، جن کے اعمال تول ترازو سے ہوتے ہیں وہ بزدل نہیں ہوتے جن کے اعمال بڑھتے چڑھتے ہوتے ہیں وہ یکدم بیٹھ جاتا ہے یہ مطلب تھا ''لا یفر اذا لاقا'' دشمن سے سامنا ہوجاتا تو داؤد علیہ السلام پیچھے ہٹنے والا نہیں تھے۔

انہوں نے کہا کہ حضرت مجھ میں تو زیادہ طاقت ہے آپ نے بہت سمجھایا کہ ایسا نہیں کرو لیکن جوانی تھی ایمان کا زور تھا اعمال کا شوق اور رغبت تھی رسول اللہ ﷺ سے ہر روز کا روزہ منظور کروانا تھا یہی ایمان دیکھو صحابہ کا کہ آپ کی اجازت چاہیے آپ رضامند ہوجائیں تو میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا جوانی گزر گئی بڑھاپا آ گیا۔حافظ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ ان کی عمر نواسی سال کی ہوگئی تھی اور ایسا سینہ پیٹتے تھے کہ حضرت کتنے شفیق تھے کتنے مہربان تھے آپ ﷺ نے کہا مہینے میں تین بہت ہے، بہت زیادہ شوق ہے تو ایک دن رکھو ایک دن نہیں کاش کہ میں مان لیتا تو شاگرد اور بیٹے کہتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں تو فرماتے ہیں حضرت ﷺ سے منظور کروایا ہے تو اب میں روزے رکھے بغیر مروں گا یہ نہیں ہوسکتا، یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔جس دن حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کو

موت آئی اس دن بھی وہ روزہ سے تھے، کیونکہ انہوں نے کوئی بھی تبدیلی نہیں قبول کی۔ آپ ذرا غور کریں کہ کتنے مضبوط عزائم ہیں کہ نواسی (۸۹) سال عمر ہے اور ہر روز نفلی روزہ ہے بیماریاں بھی ہیں تکالیف بھی ہیں پھر وہ شان بھی نہیں رہتی لیکن فرمایا نہیں جس قول پر نبی کو رخصت کیا ہے اس قول میں تبادلہ نہیں آئے گا تغیر نہیں ہو سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن مسجد نبوی آئے اور دیکھا کہ کچھ لوگ اشراق یا چاشت کی نماز جماعت سے پڑھ رہے ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ سورج نکلنے کے بعد دو رکعت ہم پڑھتے ہیں حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس میں کبھی جماعت نہیں ہوئی ہے اور سورج جب زمین تک پہنچ جائے یعنی زمین پر شعاعیں پھیل جائیں اس وقت سے لے کے دوپہر مکروہ وقت تک چار رکعات چار رکعات۔ چار رکعات ہم پڑھ چکے ہیں اور پیغمبر نے بڑی تاکید کی ہے لیکن ہم نے کبھی جماعت نہیں کی یہ تم کیا کر رہے ہو ''مالی اراکم مبتدعین'' میں تمہیں خالص بدعتی سمجھتا ہوں اور ان کو سمجھانے کے لئے اس طرح کہا جو کپڑے ہم نے نبی کے ساتھ پہنے ہیں ''لم تخلق'' وہ یہی ہیں پھٹے نہیں ہیں اور جن برتنوں میں نبی کے ساتھ کھایا ہے ''لم تکسر'' وہ ٹوٹے نہیں ہیں اور جو تعلیم ہمیں نبی نے دی ہیں وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں ایک ذرہ برابر فرق نہیں آیا یہ تم نے اشراق و چاشت کی جماعت کس طرح شروع کی اور پھر پتھر لے لے کے ان کو مارا اور ان کو مسجد سے باہر نکالا اور بعض روایات میں ہے کہ وہ ذکر بالجہر کرتے تھے مسجد میں اور بعض روایت میں ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۵۰)

کیسا عجیب دور آیا ہے کہ اب تو یہ ان کو مارتے ہیں جو نہیں پڑھتے ہیں جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن کو مارتے تھے جو مسجدوں میں کھڑے ہو کے سلام پڑھتے تھے روایت کسی ایک آدمی کی نہیں ہوتی ہے تمام کتابیں بھری پڑی ہیں اس سے فتاویٰ تاتارخان میں ہے، فتاویٰ قاضی میں ہے، نوار الساطعہ بدعتیوں کی مشہور کتاب ہے اس میں ہے اسی طرح روایت درج ہے فتاویٰ شام جلد ثانی میں موجود ہے ''وفی الفتاویٰ القاضی'' تو صحابہ تبدیلی نہیں قبول فرماتے تھے اور صحابہ کسی کا حق بھی نہیں لیتے تھے۔

مسئلۂ اذان ! مفصل کلام

رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجدِ نبوی میں جتنے لوگ تھے وہی آتے تھے، جب سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے تھے ایک ایک آدمی معلوم تھا پھر حضرت ﷺ آگے ہو کے نماز پڑھاتے تھے۔ آپ انتظار فرماتے تھے صحابہ کا کچھ وقت ایسا آیا کہ لوگ بڑھ گئے اور دور تک پھیل گئے تو صحابہ نے کہا ہماری وجہ سے آپ کو دیر ہوتی ہے اور جب آپ جماعت کھڑی کر لیتے ہیں ہماری رکعتیں نکل جاتی ہیں کوئی وقت مقرر کرتے ہیں کہ یہ فجر ہوگئی جماعت ہونے والی ہے، یہ ظہر ہوگئی جماعت کھڑی ہونے والی ہے، اس کے لئے کیا آلارم ہونا چاہیے حدیث کی تمام کتابوں میں ہے۔ بعضوں نے مشورہ دیا کہ آگ جلالیں گے اور جب دھواں دور تک پھیل جائے گا ہم دور سے دیکھیں گے پہنچیں گے تو اس رائے کے بارے میں کہا گیا کہ یہ تو مجوس کا طریقہ ہے۔

مجوس آتش پرست ایک گندہ فرقہ ہے، مجوس کے بارے میں ہماری کتابوں میں

لکھا ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو سابقہ رسوم پر اس کو چھوڑ دیں لیکن مجوس کو نہیں کیونکہ وہ اپنی ماں سے نکاح کرتا ہے مجوس کے یہاں جب پہلا بیٹا پیدا ہو جائے تو دلہن کو اس کی ماں کو سہرے ڈالتے ہیں تحفے لاتے ہیں کہ دوسری شادی مبارک خاوند آ گیا اور اس کا باپ جو ہوتا ہے دوست اس کے ساتھ لپٹ لپٹ کر روتے ہیں کہ ہائے افسوس آپ کی بیوی ہاتھ سے نکل گئی اس کا خاوند آ گیا ایسا پلید اور گندا مذہب ہے، مجوس آتش پرست اور بھی بہت باتیں ہیں لیکن آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ یہ آگ وغیرہ جلانا اس کو مذہب کا طریقہ سمجھنا یہ تو مجوس کا طریقہ ہے چھوڑو اس کو پھر کہا گیا کوئی گھنٹا بجایا جائے تو اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ تو یہودیوں کا طریقہ ہے اور عیسائیوں کا طریقہ ہے ان کے یہاں چرچوں میں اور مذہبی جگہوں میں بڑے بڑے گھنٹال لگے ہوتے ہیں اور ان کی مذہبی رسومات میں وہ بجتے ہیں۔

دیکھو کیسا زبردست مذہب اور دین ہے پیغمبر موجود ہیں اور صحابہ مشورہ دے رہے ہیں کوئی مشورہ کارگر نہیں ہو رہا ہے کسی مشورے پر آپ ﷺ رضامند نہیں ہوئے کہ نماز کے لئے لوگوں کو بلانے کا کیا طریقہ ہوگا، حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں جنہیں صاحب الاذان کہا جاتا ہے انہوں نے خواب دیکھا اور خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس دف ہے وہ دف بجاتا ہے، تو یہ ان کو کہتے ہیں کہ "یا ھذا اتبیع ھذا" کیا یہ بیچو گے؟ اس نے کہا اس سے کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ "انادی به الی الصلوٰة" لوگوں کو نماز کے لئے پکاروں گا دف بجا کے نقارہ اور لوگ آ جائیں گے، اس نے کہا "علیٰ ادلک علیٰ خیر منه" اس سے بہتر بتاتا ہوں اس نے حضرت عبدربہ

کو با قاعدہ اذان کے کلمات تلقین کئے کہ جب لوگوں کو بلانا ہو کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کے ایسا پڑھ لو "اللہ اکبر اللہ اکبر" چار مرتبہ "اشھد ان لا الہ الااللہ" دومرتبہ "اشھد ان محمد رسول اللہ" دومرتبہ "حی علی الصلوٰۃ" دومرتبہ "حی علی الفلاح" دومرتبہ آخر میں پھر کہو "اللہ اکبر اللہ اکبر الاالہ الا اللہ" اقامۃ بھی اس نے سکھائی ہے۔ یہ صحابی، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو کہا کہ حضرت میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اپنا پورا خواب سنایا آپ ﷺ نے فرمایا "تلک رؤیا صالحۃ" ابوداؤد شریف میں ہے کہ "تلک رؤیا صادقۃ" بالکل سچا اور بہترین خواب دیکھا ہے

"وذالک الملک نزل من السماء علمک التاذین"

(ابوداؤد ج اص ۷۰، ۷۱)

یہ فرشتہ آیا تھا اور آپ کو اذان سکھا کے گیا ہے، یہ خالص فرشتہ تھا جس نے آپ کو اذان تعلیم کی اور آپ ﷺ نے کہا کہ آپ کے بھائی بلال کی آواز بہت اچھی ہے اس کو سکھاؤ، بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات تلقین کئے اور فرمایا کہ وہاں جاکے اونچی جگہ پہ کھڑے ہو کے اور انگلیاں کانوں میں ٹھونسو، آدمی جب خود نہیں سنتا ہے تو دوسروں کو زور سے سناتا ہے بہرا آدمی اس لئے اونچا بولتا ہے خود تو سنتا نہیں ہے۔ اس طرح اذان شروع ہوگئی جب اذان شروع ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں سنی چادر گھسیٹتے ہوئے بھاگتے ہوئے آئے اور آکے چپ چاپ بیٹھ گئے اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جب خواب مکمل ہوا اور آپ ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ فرشتہ تھا اور آپ کو اذان سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آچکے تھے خواب بھی سنا اور پورا بیان بھی سنا جب

اذان وغیرہ شروع ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیس دن پہلے یہی خواب میں دیکھ چکا ہوں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے کیوں نہیں بولا کہا میرا بھائی فضیلت حاصل کرنے لگا تھا اور مجھے مناسب نہیں لگا کہ اس کی فضیلت میں دخل دے دوں کسی کا حق نہیں لیا، کوئی حق نہیں لیا یہ غلط بیانی ہے جھوٹوں کے جھوٹی کہانیاں ہیں ایک اذان کی فضیلت عمر چھیننا نہیں چاہتے تھے کہتے ہیں میرے بھائی کو فضیلت اللہ نے دی ہے اور عجیب بات ہے کہ اس صحابی سے پورے اسلام میں صرف اذان روایت ہے اس کو محدثین کہتے ہیں صاحب التاذین وہ بزرگ صحابی جن کے خواب پر اذان شروع ہوئی علماء نے اس سے قانون نکالا کہ نبی کے زمانے میں اگر کوئی مسلمان خواب دیکھے اور نبی اس کی تصدیق کر لے تو وحی کی قسم ہے وحی کی بہت قسمیں ہیں سینتالیس کے قریب قسمیں ہیں ایک قسم یہ بھی ہے کہ کوئی امتی خواب دیکھے اور پیغمبر اس پر رضامند ہو جائے ''ذالک رؤیا ھی الوحی '' یہ خواب بھی وحی کا حصہ ہے نبی غلط چیز کی تصدیق نہیں کرتے

''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی''(سورۂ نجم ۳،۴)

خالص وحی سے آپ ﷺ بیان فرماتے ہیں۔

اذان خانہ کس طرف ہونا چاہیے

جو لوگ وہاں جا چکے ہیں مسجد نبوی اللہ ایمان اور نیک اعمال سے بار بار نصیب فرمائے وہ جانتے ہیں کہ حضرت کا کاشانہ نبوت محراب رسول سے بائیں طرف ہے تو اب جب اذان ہونے لگی تھی پانچوں وقت تو احق بالسماع کون ہے سب سے زیادہ سننے کا حقدار

پیغمبر ہے تو مؤذن کو حکم ہوا کہ محراب یا منبر سے بائیں طرف اذان دے، اگر آپ نے کہیں دیکھا کہ دائیں طرف اذان ہو رہی ہے تو سمجھو کہ مسجد کا نگران اجہل الجاہلین ہے، اسلامی روایات سے بے بہرہ ہے، چودہ سو سال سے اذان ہمیشہ بائیں طرف ہوتی آئی ہے، کتابوں میں تو صرف اتنا لکھا کہ اسی طرح چلا آیا ہے ہم کریں گے بائیں طرف لیکن وہاں جا کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دیا کہ اچھا یہ محراب رسول ﷺ ہے یہ منبر ہے یہ سامنے گھر ہے تو مؤذن تھوڑا اس طرف کھڑا ہوتا کہ حضرت سنیں اس میں ان اداروں کا بھی رد ہے اسلام آباد میں شاہ فیصل مسجد ہے یا کیا ہے اس میں جو یونیورسٹی بنی ہے نام نہاد اس میں ایک آدمی کا مہمان تھا مجھے کہا جماعت ہو گئی میں نے کہا اذان؟ کہا یہاں تو اذان نہیں آ سکتی ہے میں نے کہا کیوں؟ کہتا ہے ہم ڈسٹرب ہوتے ہیں میں نے کہا لعنت ہو ایسے ڈسٹرب ہونے پر، اذان سے بھی کوئی پریشان ہوتا ہے، اذان تو روح ہے اذان تو ہماری زندگی اور دل کی آواز ہے اذان کی وجہ سے تو آسمان و زمین آباد ہیں کہتا ہے یونیورسٹی میں یہ قانون بنا ہے کہ اسٹوڈنٹس کے رومز میں بھی اور اساتذہ کے ہاسٹلوں میں بھی اذان نہ جائے یہ دیکھیں یہ دین کے نام پر شیطانی ہو رہی ہے میں نے کہا یہاں کا سب سے بڑا عالم اور ذمہ دار سامنے کر دو دس منٹ میں اگر میں نے نہیں سمجھایا آئندہ منبر پر نہیں بیٹھوں گا۔ انہوں نے اس کے بغیر کہا کہ بس ہم انشاء اللہ ... معافی مانگتے ہیں اور بعد میں دوبارہ میں گیا تو اذان آ رہی تھی اس نے کہا ہمیں ... معلوم نہیں تھا کسی نے تنبیہ اس طرح نہیں کی مجھے کہا آپ کی ناراضگی اور درد دیکھ کر ... ہم مان گئے غلط ہو رہا ہے۔

اذان فجر اور الصلوٰۃ خیر من النوم

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بھی اذان دیتے تھے مسجد نبوی اور مکہ مکرمہ میں، اُن کے ساتھ ایک اور صحابی بھی تھے حضرت ابو محذورہ وہ حرم کے مؤذن مقرر ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھوڑا سا بائیں طرف ہو کے اذان دیتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ کو کہتے تھے اذان کے بعد گھر کے پاس جا کر "الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوٰۃ خیر من النوم" آنحضرت ﷺ نے ایک دن باہر آ کے فرمایا کہ بلال "نعم الکلمات" کیا بہترین کلمات ہیں

"اجعلها فی اذانک الفجر"

(ابن ماجہ ص ۵۱، اوجز المسالک ج ۲ ص ۲۲، کنز العمال ج ۸ ص ۳۵۶)

فجر کی اذان کے ساتھ ہی کہا کرو تا کہ قیامت تک میری اُمت سیراب ہو جائے تو فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم شامل ہو گیا، یہ کلمہ پہلے حضرت ﷺ کو سوغات کے طور پر پیش ہوتا تھا خصوصیت سے آپ ﷺ چونکہ رحمت اللعالمین ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ سب لوگ اذان کے ساتھ ہی شامل کرو اور چونکہ وہ وقت اذانِ فجر کا تھا تو بس فجر کے ساتھ مخصوص ہوا اور اس کے علاوہ کسی اور کے لئے اجازت نہیں ہے امام محمد رحمہ اللہ امام اعظم کے شاگرد ہیں اور امام ابو یوسف بھی ان سے بڑے شاگرد ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ خلیفہ منصور کے اور پھر ہارون الرشید کے بہت بڑے قاضی القضاۃ بن گئے تو قاضی القضاۃ چیف جسٹس صاحب بہت مصروف رہتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے کام کاج میں

لگے رہتے ہیں ایک آدمی کو مقرر کیا اور اس کو کہا کہ جب جماعت میں تھوڑا سا وقت باقی ہو تو میرے کمرے کے باہر آواز لگائے ''الصلوۃ جامع '' جماعت ہونے والی ہے۔ امام محمد ملنے آئے تھے کہا یہ کیا ہو رہا ہے آپ کو پتہ نہیں کیا وقت ہو چکا ہے اذان ہو چکی ہے ''الناس سواء فی امور دینیہ '' لوگ سب ایک جیسے ہیں دین میں تو امام ابو یوسف نے کہا کہ وہ جو مخصوص کلمہ ہے ''الصلوۃ خیر من النوم'' وہ میں نے روکا ہے وہ مخصوص ہے اور الصلوۃ جامعۃ کہ جماعت ہونے والی ہے اس کی ضرورت اُمت کو پیش آسکتی ہے ایک دکاندار کو آپ کہتے ہیں کہ بھائی جماعت کا وقت قریب ہے طالب علموں کو استاذ یا ناظم جاکے کہتا ہے کہ دس منٹ باقی ہیں جماعت میں وضو کر و تیار ہو جاؤ تو امام محمد کے ناراض ہونے میں الصلوۃ خیر من النوم بچ گیا آگے نہیں بڑھا فجر تک رہا اور امام ابو یوسف صاحب کے اختیار کرنے میں ہمیں موقع مل گیا کہ ہمیں کوئی موذن کوئی خادم فون کرتا ہے کہ حضرت اذان ہوگئی ہے اللہ ہمیشہ قائم دائم رکھے اور تا قیامت آسمان و زمین گونجتے رہے ایک کلمے کے بڑھانے کی اجازت نہیں ہے، دیکھو ذرا علماء دین کو کیسے محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کے تیس ہزار مربع میل میں جن کی حکومت تھی اور جن کا قضاء تھا ان کو امام محمد کہتے ہیں آپ اور ایک مسلمان دین کے بارے میں برابر ہیں آپ کے لئے مخصوص الارم نہیں ہو سکتا ہدایہ کے اندر موجود ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیم کردہ دعا اور اس پر تنبیہ

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کے سپہ سالار ہیں ہر اول دستہ ہیں پیغمبر کو ۲۳ سال اللہ کی طرف سے وحی ہوئی ہے علماء کہتے ہیں ۲۳ سال میں ۲۴ ہزار مرتبہ وحی نازل ہوئی ہے

چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ کے قریب آتی ہیں تو یہ قرآن مجید کی آیات ہیں جس میں لفظ اور معنی دونوں منزل اور وحی ہیں اور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ سے جو آگے ہیں یہ سب احادیث ہیں ان میں آپ ﷺ کو اجازت دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے بیان خود کریں بات ہماری ہوگی جیسے آپ یہاں سے مسئلہ سن رہے ہیں اپنی صلاحیت کے مطابق اس کو یاد کریں گے لیکن آپ جب اس مسئلہ کو بیان کریں گے گھر میں ہماری بیٹیوں کو بہنوں کو بھائیوں کو یا ہمارے دوستوں کو تو ضروری نہیں ہے کہ میرے طرز پر ہو، یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ میرے الفاظ ہوں آپ خود اور وہ ان میں بات اور مفہوم سمجھتے ہیں سمجھ لیں اور اس کو آگے بیان کریں اس کی اجازت ہے بالمعنی دین بیان ہوتا ہے ہر شخص اپنی فکر اپنے زاویے اپنی صلاحیت سے آگے بیان کرے گا۔ تو یہ حق ہے اور احادیث میں نبی کو اجازت دی گئی۔ اس کو ایک مثال سے بھی سمجھ لیں کہ نبی امور دین میں کتنے پابند ہیں بخاری شریف کتاب الوضوء کے آخر میں ایک دعا ہے "اللھم اسلمت وجھی الیک و فوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک اللھم آمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت........" کہ رات کو سوتے وقت یہ کلمات پڑھ کر سویا کریں "واجعلھن آخر ما تتکلم بہ" اس کے بعد اور بات چیت نہ کرو "فان مت من لیلتک فانت علی الفطرۃ" اگر اس رات کہیں فیصلہ ہو گیا موت کا خالص مخلص مسلمان مرو گے کتنی اچھی دعا ہے، حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں انہوں نے حضرت ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہا کہ میں یہ دعا آپ کو سنانا چاہتا ہوں حضرت ﷺ نے

فرمایا کرتے تو وہ شروع ہوگئے ''اللھم اسلمت وجھی الیک و فوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک اللھم آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک کی جگہ انہوں نے پڑھا (وبرسولک) آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے آپ کو ''بنبیک'' کہا ہے ''وبنبیک الذی ارسلت'' پوری دعا سنائی صرف ایک جگہ نبی کی جگہ رسول کہا حالانکہ قاعدہ کے مطابق رسول کا لفظ نبی سے بڑھ کر ہے مگر اس جگہ نبی کا بتایا ہوا نہیں ہے نبی کا بتایا ہوا نبی کا لفظ ہے آپ نے صحابی کو ٹوک کے واپس کیا کہ میں اس جگہ نبی کا لفظ کہا ہے تم کیوں رسول ڈال رہے ہو اور سارے جہاں میں جب یہ روایت آتی ہے تو یہ ساتھ ہے کہ وہ کہتا ہے میں سنانے لگا تو میں نے ''وبنبیک'' کی جگہ ''وبرسولک'' پڑھا تو حضرت ﷺ نے پیچھے پلٹایا کہا کہ جو میں نے کہا ہے وہ الفاظ کہو حضرت نے تو کہا تھا ''وبنبیک الذی ارسلت'' (بخاری شریف ج ا ص ۳۸)

جو لوگ اپنا درود وسلام بنا چکے ہیں اذان کے آگے میلاد اور جلسے جلوس ان کو شرم کرنا چاہیے سنت کے آئینے میں ذرا اپنے آپ کو دیکھیں پیغمبر کا صحابی ہے جلیل القدر ہے خالص اور مخلص ایمان واعمال والا ہے جانثار وفادار ہے ایک لفظ بدلنے کی اجازت نہیں تو علماء نے اس کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے کہ احادیث بھی وحی ہیں اور وحی تبدیلی قبول نہیں کرتی تبھی تو آپ ﷺ نے ایک لفظ کی بھی تبدیلی سے منع فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ کبھی کبھی یہ بھی کہو اور کبھی وہ بھی اسلام بہت بڑا ہے۔

علماء کرام ! دین و دنیا کی سب سے بڑی ضرورت

جیسے اس زمانے کا زنادقہ اور آزاد خیالی کے لئے آوارگی کے لئے اظہار آزادیٔ رائے کا نام رکھتے ہیں اور پدر آزادی کی جگہ جمہوریت بولتے رہتے ہیں کہ جی اسلام بہت بڑا ہے وہ جی مولویوں نے تنگی پیدا کی ہے۔

شکر کرو کہ مولوی ہیں تو آپ حلالی پیدا ہوئے ہیں ورنہ زنا سے پیدا ہوتے نکاح ہی نہ ہوا ہوتا اور نسب غائب ہو جاتا۔

شکر کرو کہ مولویوں کی وجہ سے بہن کو حرام سمجھتے ہو اور ماں کو بھی شہوت سے ہاتھ نہیں لگاتے ہو علماء نہ ہوتے تو حلال وحرام کہاں سے جانتے جو تجھ سے پیدا ہوتے اور ان سے پیدا ہوتے ایسے گندے ہوتے کہ اپنے محارم کو بھی ہاتھ لگاتے۔

شکر کرو کہ مولوی دنیا میں آباد ہیں اور ان کی وجہ سے جنازہ مسجد میں لاکے پڑھواتے ہو ورنہ سیدھا قبرستان لے جاکے'' جتھے دی کھوتی اتھے آن کھلوتی '' ایسے ہی لے جاتے اور گڈھے میں اپنے مردوں کو ڈال کر آتے۔

شکر کرو کہ ان مولویوں کی وجہ سے ہی یہ فرق ہے کہ بکرا ہے حلال ہے کتا ہے مردار ہے یہ بچھڑا ہے حلال ہو سکتا ہے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کے ذبح کرو یہ بکرا ہے لیکن خود مرچکا ہے نہیں کھا سکتے ہو مردار ہے یہ حلال وحرام کا فرق، یہ جائز و ناجائز کی سرحدیں ان سب کا تعین کرنے کے لئے اللہ تعالی نے علماء دین کو یہ مقام اور منصب عطا فرمایا ہے۔

علماء کا شکر کرو ہر قدم پر یہ دعا دو کہ خدایا انہیں اور بڑھا اور عزت و احترام دے

اور اُن کی وجہ سے ہی یہ فضاء قائم ہے، ان ہی کی وجہ سے ہی معاشرہ سرسبز ہے، ان کی وجہ سے ہی لوگ اسلامیات پر رواں دواں ہیں، انہی مدارس نے یہ ماحول پیدا کیا ہے، یہیں سے یہ علماء کرام، یہ خطباء، یہ مفتی، قاری اور اساتذہ پیدا ہوتے ہیں۔

علماءِ کرام سے دوری، عقیدے کے لئے خطرہ

جن لوگوں نے علماء کرام سے بغض رکھا اور ان سے دوری اختیار کی وہ راہِ راست سے ہٹتے چلے گئے اور دین سے باغی ہو گئے۔ بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بعض نادان بعض یہودی خیالات سے متاثر بعض غلو کے مرتکبین ہیں وہ بھی نام لیتے ہیں آلِ رسول کا اور اہلبیت کا اور تمام تر ناموزون اور نامناسب کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مسلمانوں کو کہتے ہیں "اے ایمان والو پورے کے پورے اسلام میں آؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو وہ دشمن ہے" غلط راستوں پہ لے جا رہا ہے، اتنی بڑی ہدایت اور روشن معجزات کے بعد پھر تم واپس ہوتے ہو اللہ تعالیٰ کو تمہاری کیا ضرورت ہے وہ تو غنی عزیز وحکیم ہے یاد رکھنا قیامت کے دن تمہارا منہ سیاہ ہوگا اور قیامت کے دن بادلوں اور چھاؤں کے درمیان فرشتے تمہاری صفیں بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی عدالت کی کرسی پر اپنی شان کے مطابق جلوہ گر ہوگا تمہارے ساتھ ان غلط نظریات، غلط پروپیگنڈے، محبت کے بہانے، افسانے اور پاکانِ زمانہ کے خلاف سازشیں کرنے کا تمہیں حساب دینا پڑے گا" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً "اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ" وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط "اور

شیطان کے قدموں پہ نہ چلو" اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥ "وہ تمہارا صریح دشمن ہے" فَاِنْ زَلَلْتُم مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ "واضح دلیل قرآن، واضح دلیل سنت احادیث، واضح دلیل صحابہ کی سیرت بشرین سوانح اعلیٰ مقامات عمدہ درجات اس کے بعد تم ڈگمگاتے ہو" فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥ "اچھی طرح سمجھو اللہ غالب بھی ہے تمہیں تہس نہس کر دے گا اور اللہ حکیم بھی ہے ان کی حکمتیں ہیں کچھ موقع ملا ہے" هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ "یہ انتظار نہیں کرتے مگر اس دن کا جب اللہ تعالیٰ چھاؤں کے رنگ میں بادلوں کے سائبان میں فرشتے آئیں گے" وَقُضِيَ الْاَمْرُ "اس وقت دوٹوک فیصلے ہوں گے" وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ٥ "اور اللہ کی طرف تمام کاموں کا انجام ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبه نمبر ۸۴

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالى الى كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراً ونذيراً وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ "(توبہ آيت ١١٩)

واخرج الشيخان فى جامع الصحيح بل فى صحيحيهما ان النبى ﷺ قد قال الدين النصيحة قيل لمن يا رسول الله قال لله ولرسوله ولائمة المسلمين وفى رواية وعامتهم"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

دنیا کی زندگی ! خواب یا حقیقت

دنیا کی زندگی ایک اعتبار سے تو بہت کمزور ہے اور عارضی اور چند روزہ ہے کہ اس میں دوام نہیں ہے اور اس کے اوقات بہت تیزی سے گزر رہے ہیں اور جو چیز بھی دنیا سے وابستہ ہے اس میں فنا پائی جاتی ہے" مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ "(نحل ۹۶) جس چیز میں بھی دنیا ہے اس کی عمر نہیں ہے کہتے ہیں دنیا" دنی" سے تو" دنی" کا معنی قبیح بھی ہے اور گھٹیا بھی ہے متنبی نے بھی کہا ہے

اعز مکان فی الدناسرج سابح

وخیر الجلیس فی الزمان کتاب

آخرت کے معنی ہیں ذرا دور اور فاصلہ والی چیز آخرۃ ھی الدنیا الدنیا قرب کی وجہ سے ہے کہ بس یہ آنکھیں کھل گئیں اور دنیا میں آئے اور یہ جا رہے ہیں دنیا اس کے صبح وشام دیکھو لیل ونہار دیکھو جاہ وحشمت دیکھو خوشی اور عزت دیکھو ایسے گزرتے ہیں جیسے خواب ہوتا ہے۔

حال دنیا را پرسید از فرزانہ

گفت خوابیست یا بادیست یا افسانہ

ایک عقلمند سے میں نے پوچھا یہ دنیا کیا چیز ہے اس نے کہا خواب سمجھ لو تیز و

تند ہوا سمجھ لو یا گیا گزرا قصہ سمجھ لو اس سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ابراہیم بن ادہم اپنے شاہی محل میں بیٹھے تھے اپنے ملک کے بادشاہ تھے اور ایک ملنگ آیا اور شاہی تخت پر بیٹھ گیا اور لیٹ گیا اہلکاروں نے پوچھا کہ خیر ہے ملنگ باچا، اس نے کہا راستے سے گزر رہا تھا ایک اچھی جگہ نظر آئی میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے اس مسافر خانے میں ٹھہر لوں تو انہوں نے کہا یہ شاہی محل ہے مسافر خانہ نہیں ہے کہا اس سے پہلے کون تھا کہا میرا باپ کہا اس سے پہلے کہا اس کا بھائی، اس کا چچا تو انہوں نے کہا کہ مسافر خانہ اسی کو تو کہتے ہیں ایک جائے دوسرا آئے وہ جائے تو اور آئے ہمیشہ رہنے والی بس ایک اللہ کی ذات ہے۔

اللہ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

"اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا" (معارج آیت ۶، ۷)

یہ تو کہتے ہیں کہ آخرت دور ہے لیکن میں کہتا ہوں بہت قریب ہے، آنے والی ہے۔

دنیا کے امتحان میں کامیابی نتیجہ اللہ کی محبت

وہ پچاس سال بعد بھی ہے تو آئی سمجھو اور جو چیز گزرنے والی ہے تو وہ کل بھی گزر گئی ہے تو اس کو دور سمجھو واپس کبھی بھی نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو امتحان گاہ بنایا ہے اعمال کے لئے اور امتحان ایک ایسا نظام ہے کہ اس کا سب کچھ پہلے سے بتا دیا گیا اور نتیجہ بھی سنا دیا گیا کہ کامیابی کی شکل میں "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا" (بنی اسرائیل آیت ۱۰۷)

اس کو جنت الفردوس کی مہمانی ملے گی" خٰلِدِیْنَ فِیْهَا "ہمیشہ اس میں رہیں گے "لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا" کہیں جائیں گے نہیں" اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا "(مریم آیت ۹۶) جو لوگ ایمان واعمال میں کامیاب ہوئے اللہ ان کی محبت عام وخاص کو نصیب کر دے گا آسمان وزمین میں ان کی محبت پھیل جائے گی۔ بخاری شریف میں ہے اور سنن ترمذی میں کہ حق تعالیٰ ملائک میں کہہ دیتا ہے کہ فلاں ابن فلاں سے میں نے محبت کی ہے تم بھی اس سے محبت کرو اور پھر فرشتے تمام آسمان میں اعلانات کرتے ہیں اور پھر زمین میں اتر کر کے اچھے لوگ اور نیک لوگوں کے ہاں اعلان ہوتا ہے"حتی یو دع القلوب فی الارض "یہاں تک کہ زمین اس کی محبت کے ڈنکوں سے بھر جاتی ہے۔

کتنے لوگ گزرے ہیں انبیاء ومرسلین کتنے لوگ گزرے ہیں اولیاء متقین صلحاء اور باصفا حضرات اور ان کے نام لینے سے مجلس منور ہوتی ہیں اور ان کے تذکروں سے دل کو قوت ملتی ہے اور ان کے حوالہ دینے سے مسائل مضبوط ہوتے ہیں"وبذکر الصالحین تنزل الرحمات "کہتے ہیں نیک لوگوں کی تذکروں سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قبائح اور ناموزون لوگوں کے تذکار سے نحوست سی پیدا ہوتی ہے، کسی شخص کا ذکر آپ کریں گے تو کسی حکمت سے کرنا ہوگا آپ کہتے ہیں ابلیس شیطان بہت بڑا دشمن ہے اس لئے کہ اس نے ہمیں نقصان پہنچانے کی ٹھانی ہے اور اس کے بات ماننے کے بعد ہم اللہ سے دور ہوتے ہیں تو اس حکمت سے شیطان اور ابلیس کا تذکرہ ہے کہ"فاتخذوہ عدوا "اللہ فرماتے ہیں اس کو دشمن سمجھ لو دشمن سمجھنے کے لئے اس کو جاننا ضروری ہوا ہے جیسے

سانپ اور بچھو دشمن ہے تو انسان فوراد یکھ لیتا ہے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

غیبت کی اقسام اور ان کی وضاحت

علماء دین اس لئے کہتے ہیں کہ غیبت کا کوئی فائدہ تو نہیں ہے لیکن اس میں کوئی حکمت ضرور ہونی چاہیے مثلاً آپ نے ایک شخص کی غیبت اس لئے کی کہ لوگ اس کی برائی سے بچیں تو علماء دین کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ جس طرح ایک شرابی کی آپ مذمت کرتے ہیں تا کہ لوگ شراب کی نحوست جان لیں اور اس سے بچیں، ایک چور اور ڈاکو کی آپ برائی کرتے ہیں تا کہ لوگ اس کے شر سے بچیں، تو ہمیشہ قبائح اور ناکارہ انسانوں کا تذکرہ کسی حکمت یا کسی فائدے کے تحت ہوگا بغیر حکمت اور بغیر فائدے کے مجلسیں اس سے بچتی نہیں ہیں، مجلسیں اس سے کمزور ہوتی ہیں نحوست پھیل جاتی ہے۔

اس لئے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ غیبت کرنے سے دو باتیں خطرناک پیدا ہوں گی اگر اس شخص میں وہ چیز نہیں ہے اور آپ نے اس کے بارے میں برائی کی باتیں کہی ہیں''فـقـد بهتـه ''یہ تو آپ نے اس پر تہمت لگائی اور اتہام کے لئے کوڑے لگتے ہیں اسلام میں سخت ترین سزا ہے اور اگر واقعی وہ خرابیاں اس میں ہے اور آپ کے بیان کرنے سے نہ اُس کو فائدہ ہو رہا ہے نہ اُس سے کسی کو بچانا مقصود ہے صرف برائی برائے برائی ہے تو فرمایا''فـقـد ابتغته ''اسی کو تو غیبت کہتے ہیں ہے اور کتنی خطرناک بات ہے'' وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ''ایک دوسرے کی غیبتیں نہ کیا کرو'' اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ '' کیا تم میں سے کوئی رضامند ہو جائے گا کہ

اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے۔انسان کا گوشت کھانا کتنا خطرناک ہے پھر بھائی کا کھانا خطرناک ہے، پھر مرے ہوئے کا کھانا اور بھی زیادہ خطرناک بات ہے۔انسان تو ہے اس کا تو انکار نہیں اور اسلام کے رشتے سے بھائی ہے سورت حجرات رکوع کے شروع میں ہے کہ

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"

(سورۂ حجرات)

اور مرا ہوا اس لئے کہ موجود نہیں ہے وہ اس وقت موجود نہیں اور آپ نے اس کی برائی کی جیسے آپ نے میت کا گوشت نوچ لیا ہے اور گیا غیبتیں کرتے ہو۔

انسان ! اللہ تعالیٰ کی سب سے محترم مخلوق

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى "اے لوگو! ہم نے تو تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام مرد تھے اور حوا اُن کی بیوی تھی اور ان سے نسل انسانی چلی ہے" وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ "(صٰفٰت آیت ۷۷) تو سب آدمی ہیں اور سب انسان ہیں ویسے بھی انسان دنیا کے اندر ایک مرد اور عورت سے ہی نتیجے میں آتا ہے مرد اس کا باپ ہوتا ہے اور عورت اس کی ماں ہوتی ہے تو مرد اور عورت سے جس طرح آپ پیدا ہیں اس طرح اور مرد بھی پیدا ہیں تو یہ تو نہیں کہ آپ کہیں ملائک سے آئے ہیں یا کہیں موتی اور جواہرات سے نکلے ہیں یا کسی سونے کے لفافے میں بند عرش سے نازل ہوئے ہیں" يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى "اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد

اور عورت سے پیدا کیا ہے۔

اشارہ ہے کہ ہم نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق تو اللہ کی قدرت کی دلیل ہے کوئی ناخن نہیں بنا سکتا ہے ایک بال نہیں پیدا کر سکتا ہے ذرا سی کمی واقع ہو جائے سارا جہان مل کے کچھ نہیں کر سکتا ہے یہ ہم ہیں اللہ فرماتے ہیں جو خلاق ہیں سب کے پیدا کرنے والے ہیں نہ مرد بنا سکتا ہے نہ عورت بنا سکتی ہے نہ دونوں مل کے بنا سکتے ہیں کتنے لوگ ہیں کتنے بادشاہ ہیں کتنے اولیاء و باصفاء ہیں جو بغیر اولاد کے دنیا سے چلے گئے ہیں " یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا " اس لئے فرماتے ہیں یہ میرا گفٹ ہے، تحفہ ہے، سوغات ہے لڑکی کیوں نہ ہو سب سے پہلے لڑکی کا ذکر کیا کیونکہ اسلامی تعلیم ہے کہ خواتین اور بچیوں سے محبت ہو ان کی نشونما ہو اور ان کا خیال ہو تعلیم و تربیت ہو " وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ٥ " اور " اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًاج " اور جس کو چاہے دونوں دے دیں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی " وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط " (شوریٰ آیت ۴۹، ۵۰) اور جس کو چاہے کچھ بھی نہ دے بانجھ کردے " شنڈا " جس کو چاہے لڑکیاں دیں حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں اور جس کو چاہے لڑکے دے ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے سارے اور جن کو چاہے دونوں دے لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے چار بیٹے ہیں اور چار بیٹیاں ہوگئیں محدثین اس پر اتفاق کر چکے ہیں ناموں میں فرق ہے طاہر اور طیب ایک ہے اور عبداللہ اور قاسم علیحدہ ہیں ابراہیم آخری ہیں ماریہ قبطیہ سے تمام بچے اور بچیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں اور سب اولاد حضرت ﷺ کی موجودگی میں فوت ہوگئی سوائے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اور آزمائشیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کا معاملہ اور طرح کا ہوتا ہے ان کی زندگی آزمائش سے پُر ہوتی ہے آٹھ اولاد میں سے سات آپ ﷺ کے سامنے فوت ہوگئیں صرف ایک بچی رہ گئی فاطمہ بی بی اور وہ بھی وفات رسول کے تین مہینے بعد انتقال کر گئیں اور آپ ﷺ کو کہا تھا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ آئیں گی پھر یہ بھی حیران کن بات ہے کہ پہلے شادی حضرت خدیجہ الکبری سے اس سے اولاد ہے اور آخری نکاح ماریہ قبطیہ سے ان سے ابراہیم ہے اور درمیان میں ستر ہ کے قریب منکوحات ہیں اور باقی سب کی سب باندھیاں ہیں کنیزیں ہیں کل سینتیس تعداد ہے، ان کی اولاد نہیں ہے، آج کل ذرا سا کچھ ہو جائے تو ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ فوراً کہتے ہیں کہ کسی نے بندش کی ہے، کسی نے سحر کیا ہے تو یہ بڑی حیرت ہوتی ہے لوگوں کے ایمان پر اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں جادوگر سے ڈرتے ہیں قرآن پر عمل نہیں کرتے، فرض نماز نہیں پڑھتے اس کا خوف نہیں ہے اور عملیات سے ڈرتے ہیں اور کیا کیا بڑے بڑے لوگ جھک جاتے ہیں، بے ایمان اور دھوکہ باز لوگ ان کے کمزور ایمان سے فائدہ لے کے انہیں طرح طرح کے کھیل کود میں ڈال لیتے ہیں افسوس صد افسوس کاش کے قوت ایمانیہ نصیب ہو جائے۔

افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

اس قسم کے لوگوں کو مسجد کا رُخ کرنا چاہئے، اعمال میں مضبوطی لانی چاہئے،

نمازیں پڑھو، ایمان آجائے گا، ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ہر چیز سے ڈرتے ہیں ایک اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں اور ایمان کامل ہو تو خدا سے ڈرے اور جب دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے گا تو ہر چیز کا ڈر دل سے ختم ہو جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ خوف خدا کم ہو جائے گا تم ہر سائے سے ڈرو گے کہ یہاں کوئی بیٹھا ہوا کلاشنکوف ہاتھ میں ہے مار دے گا پتہ چل جائے گا کہ وہ آپ ہی کا سایہ ہے۔ یہ کیا چیز ہے غور کیا ہے کبھی آپ نے یہ دولت کیا چیز ہے آپ کا سایہ ہے یہ اولاد جو نافرمان ہوتی ہے ماں باپ کے کام نہیں آتی یہ آپ ہی کا بدل ہے اللہ آپ کو ان کے ذریعے پٹوا رہا ہے پریشان اور غم میں ڈال رہا ہے۔

ذاتِ باری تعالیٰ ! کُن فیکون

تو پیغمبر اسلام ﷺ کی اتنی بیویاں ہیں تیس شادیاں ہوئی آپ جیسی صحت کس کی ہے آپ جیسے عناصر اربعہ کائنات میں کسی کا بھی نہیں ہے۔ "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" مفسرین کہتے ہیں ایک ایسا انسان جس کے تمام اعضاء تمام صلاحیتیں تمام قوۃ توازن سے ہوں اور خوب ہوں وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں حضرت مریم کی خدمت میں حکم الٰہی سے جبریل ظاہر ہوا تھا اور انسانی شکل میں اس کے سامنے آیا قرآن کہتا ہے "فتمثل لھا بشرا سویا" ایک خوب صورت بہترین متوازن متعادل الجسم رنگ ڈھنگ میں پیش ہوا "قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا" بی بی نے کہا میں اللہ کی پناہ لیتی ہوں آپ کے شر سے بچنے کے لئے آپ تو لگتے بھی ہیں تقویٰ دار انہوں نے کہا میں تو اللہ کا

فرشتہ ہوں اللہ کا پیغام لے کے آیا ہوں اللہ نے فرمایا ہے کہ تم کو بیٹا دینا ہے تو یہ بڑی حیران ہوئی" اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ" "میرا لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی انسان نے چھوا نہیں کیا ہے" وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا" اور نہ کوئی بدچلن ہوں تو یا جائز راستے سے اولاد ہوتی ہے اولاد ہوتی ہے جیسے نکاح اور یا ناجائز راستے سے ہوتی ہے جیسے زنا۔ تو میں نکاح والی ہوں نہ زنا والی ہوں تو بچہ کیونکر ہوگا۔" قَالَ کَذٰلِکِ" جبریل نے کہا اسی طرح ہی ہے فیصلہ الٰہیہ ہے" قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ" "اللہ کہتا ہے ایسا بھی دینا مجھے آسان ہے۔ (مریم)

اصل میں اللہ تعالیٰ نے پہلی قدرت جو ظاہر فرمائی وہ حضرت آدم کی تخلیق تھی" خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ" اس کو تو مٹی سے پیدا کیا" ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" (آل عمران آیت ۵۹) اللہ تعالیٰ نے کہا بن جا تو وہ بن گیا اور اتنے حسین کہ آدم علیہ السلام احادیث میں ہے کہ ہر حسین انسان میں جلوہ آدم ظاہر ہوتا ہے ایک جلوہ اور یہ سارے جلوے جمع ہو گئے تو یہ آدم علیہ السلام میں تھے اور یہ سو فیصد یوسف علیہ السلام کو دیئے گئے اور یہ سارے ملائے اور اتنے اور کر لے تو یہ محمد ﷺ کی ایک دن کا حسن ہے، آپ ﷺ کا حسن ہر دن بڑھتا تھا۔

دنیا اور جنت میں فرق

جنت کی نعمت اور مخلوقات کی طرح جنت میں آج جو مالٹے، سنگترے، امرود، آم، بیر، انگور، انجیر، شہتوت ہوں گے کل وہ نہیں ہوں گے اُن کے علاوہ اُن سے بہتر ہوگا۔ اسی طرح آج جنتیوں کا جو حسن و جمال ہوگا جو رنگ ڈھنگ ہوگا کل اس سے زیادہ ہوگا،

زیادت کے ساتھ ہوگا'' یوما فیوما یزداد یوما فیوما '' ہر دن بڑھتا جائے گا، ہر دن جنت کے اندر خیر اور نعمتیں بڑھتی ہیں۔ یہ فرق ہے دنیا میں اور جنت میں، دنیا میں ہر چیز گھٹتی ہے آج کا بادشاہ کل کا مجرم ہوتا ہے ہتھکڑی میں ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے کہ زور آور میں ہوں بادشاہت میری شان کے لائق ہے باقی سب میری مخلوق ہے'' یَـآیُّهَـا النَّـاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ '' اے لوگو تم سب بے بس اور عاجز ہو اللہ کے سامنے'' وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِـيُّ الْـحَمِيْدُ '' (سورہ فاطر آیت ۱۵) اللہ بے پرواذات غنا اور سلطنت دولت اور ثروت طاقت اور توانائی عزت اور بڑھائی اللہ کی شان کے لائق ہے، آج کا جوان کچھ دنوں بعد ایسا ڈھل چکا ہوگا کہ آپ سوچ نہیں سکیں گے کہ یہ وہ ہے۔ آج کا باغ عنقریب اجڑ جائے گا آج جو پھول کھلا ہے اگلے دن دیکھو کیسا مرجھایا ہوگا۔

وائے غنچے سر پہ زانکے لکہ خفگانا او چہ خبر شو چل گل ....لیدلو

رحمان بابا پشتو کے بہت بڑے عابد، زاہد، عاقل، فہیم پشتو کائنات میں ان کے پائے کا کوئی شاعر ادیب پیدا نہیں ہوا وہ اپنے دیوان میں کہتے ہیں کہ یہ جو پھول آپ دیکھتے ہیں پھولوں کا غنچہ کہ جس کا سر زمین کی طرف ہوتا ہے کہتا ہے اس کو پتہ چل گیا ہے کہ میرے پھول عنقریب مٹی ہو جائیں گے تو اس پر خفگان طاری ہو گیا کتنے خوبصورت پھول ہیں میرے کیسے تروتازہ ہیں عنقریب اس کے پتے جھڑ جائیں گے اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔

دنیا نے کبھی کسی کو کچھ نہیں دیا

دنیا کے اندر اس لئے کہتے ہیں کہ زیادہ دل باندھنے کی ضرورت نہیں ہے بڑی

بڑی عمارتیں پسند نہیں کی گئیں پھر آدمی کو آخر میں تو قبر میں جانا ہے اور قبرستان تو ویران ہے کھنڈر ہے اجڑا ہوا دشت ہے اور دنیا کے کھانوں سے اور کپڑوں سے آج صبح کھایا تو کیا شام کو بھوک نہیں لگے گی اور شام کو کھانے کے بعد اگلے دن پھر ضرورت پیش نہیں آئے گی تو دنیا نام ہی احتیاج کا ہے، قلت کا ہے، زوال کا ہے، تغیر کا ہے اور تبدل کا ہے دنیا میں قیام کہاں ہے، دوام کہاں ہے، خوشیوں کا بازار کہاں ہے، خوشیاں تو اصل میں وہ ہیں جہاں غم نہ آئے، بہار وہ ہو جس پر خزاں نہ آئے اور بادشاہ ایسا ہو جو کبھی فقیر نہ بنے اور ترقی یافتہ وہ ہے جو ذلت کے دن نہ دیکھے اور مال دار وہ ہو جس کو فقر کا تھپیڑا نہ لگا ہو ایسا کبھی نہیں ہوگا، دنیا انہی چیزوں نے تعمیر ہے وہ آخرت ہے اور اس کے بعد جنت ہے جہاں زوال کا کوئی خدشہ کسی کو بھی نہیں ہوگا۔

جہان اے برادر نماند بکس　　　دل اندر جہاں آفریں بند و بس

یہ دنیا تو کسی کا ساتھ نہیں دیتی، اس نے کبھی بھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کی یہیں رہتے ہوئے دنیا کے اصل مالک ومختار سے دل باندھو،

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت
کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت

ملک اور سلطنت مالداری اور دولت پر کبھی بھی سہارا نہ کرنا تم جیسے کتنوں کو پالا ہے اور پھر مارا بھی ہے اور گرا کے ایسا پٹخ دیا ہے کہ پھر اٹھنے کے قابل نہیں ہوتا ایسا پچھاڑ دیتا ہے کہ مٹی کے نیچے چلا جاتا ہے

چوں آہنگ رفتن کند جان پاک　　　چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

جب آپ کی پاک روح نکلنے کا وقت آئے گا، اس سے کیا بحث ہے کہ شاہی سلطنت کے تخت پر مرا یا مٹی کے اوپر مرا ہے پوچھنا یہ ہے کہ ایمان لائے ہو یا نہیں۔ " وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ " وہاں تو ایمان چاہیے اور ایمان کی صلاحیت چاہیے۔

قرآن کریم نے بھی ہمیشہ دنیا کی مذمت کی ہے

اللہ کی کتاب ہے آسمان وزمین میں قرآن مجید کی طرح کوئی چیز نہیں ہے دیکھو عجیب وغریب کتاب ہے کتاب پیغمبر پر نازل ہوئی اور مکمل ہوئی پیغمبر کو کہا کہ آپ کو جانا ہے " فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ " حضرت تیاری فرمائیں دین پورا ہورہا ہے جتنے لوگوں نے آپ ﷺ پر ایمان لانا تھا وہ اسلام میں آگئے زمینی فتوحات ونصرت جو کرنی تھی وہ بھی پہنچ گئی " اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا ○ " (سورۃ نصر) دین میں جتنے لوگوں نے ایمان لانا تھا اور آپ ﷺ کے سامنے شامل دین ہونا تھا وہ آگئے۔ دیکھو غور کرنے کا مقام ہے ذرا توجہ کرلو، نصرت آگئی مکہ فتح ہوا جو عالم کے فتح کی بشارت ہے اور جتنے لوگوں نے آپ ﷺ پر ایمان لانا تھا ان کو آپ ﷺ کی صحابیت کا شرف مقصود تھا وہ بھی شامل اسلام وایمان ہوگئے اب آپ ﷺ کو انعام ملنا چاہیے شاباش ملنا چاہیے وہ کیا ہے؟ وہ تسبیح ہے تحمید ہے اور تکبیر ہے استغفار ہے کیونکہ یہ جنت کا سکہ ہے، وہاں کی کرنسی ہے، وہاں کی جائیداد ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ موت حادثہ اور سانحہ نہیں ہے۔ صوفیاء کہتے ہیں موت، ولادت حقیقیہ ہے اصل مؤمن اس وقت کمال کو پہنچتا ہے

جب اس کو ایمان کی موت نصیب ہو جائے، اس لئے کاملین اموات پر ماتم نہیں کرتے خوش نہیں ہوتے کہتے جیسے کسی دلہا اور دلہن کے سامنے رو رہے ہیں آپ تو لوگ کہتے کیا آنسو دکھا رہے ہیں یہ خوشی کا دن ہے یا آنسوؤں کا دن؟ اگر چہ...... کہتے ہیں" ومن السرور بکاء" بعض رونے میں بھی خوشی شان ہوتی ہے۔ یہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں قابل مثال کوئی چیز نہیں اللہ تعالیٰ نے کسی عمل پر بھی دنیا کا بدلہ بیان نہیں فرمایا کہیں قرآن میں نہیں ہے آخرت کے بدلے بیان کریں گے دنیا کے لئے تو بہت سخت لفظ آیا ہے" لھو ولعب" کھیل ہے اور تماشا ہے کھیل کیا ہے، جی کھلاڑی جیت گئے اچھا جی کھلاڑی ہار گئے او جی ڈی ایس پی صاحب کو فون کرو کہ مجھے ایئرپورٹ کے پیچھے سے گھر لے جائے کیونکہ لوگ ٹماٹر اور انڈے لے کے کھڑے ہیں یہ کروڑوں جو آپ کو ملے تھے سرکاری خزانے سے صدر صاحب نے بھیجے تھے وہ اپنی جگہ پڑے ہوئے ہیں لیکن آج لوگ ٹماٹر اور انڈے لے کر باہر کھڑے بھی ہیں کیوں؟ اس کا نام کھیل ہے کھیل کے ذریعہ بھی کوئی عزت پائے گا کیا؟ میں نے ایک کھلاڑی کو کہا کہ تبلیغ سے اور علماء سے سچی محبت پیدا کرو بے ایمانی نہ کیا کرو پیچھے ہٹو پیچھے ہٹ سکتا ہے کیا لوگ دنیا کے غرض کے لئے بہت زیادہ نادانیاں کرتے ہیں علماء، اور اہل دین سے جب آدمی کی محبت واقعی ہو تو اس پر آخرت کا اثر ہوتا ہے اس کا شوق دنیا نہیں بڑھتا۔

قاعدہ یاد رکھو، یہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب مرحوم کا نام آپ نے سنا ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور یہ ہندوستان کے اعلیٰ ترین بیرسٹر تھے مولانا اشرف علی صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ ڈاکٹر صاحب کیا ہوگا اس کا

بس اتنا سا کہا کہ میری تعلیمات اصلاح نسبت اور وہاں وکالت فرمایا بس حضرت آج سے کوشش کرتا ہوں جان چھڑاؤں ہم کسی وکیل سے نہیں کہتے ہیں کہ وکالت چھوڑ دو، وہاں بھی لوگ چاہئے، ہم کہتے ہیں اس کام میں ضمیر آخرت سے مطمئن ہو جائے چھوڑنے کا یہ مطلب ہے ہم نے لوگوں کو کہا داڑھیاں رکھ لو، یہ کمال نہیں کمال یہ ہے کہ وہ داڑھی کی عظمت دل میں بیٹھے وہ داڑھی کی منزلت سمجھ لے اور اس سنت کا تقدس اس کو ازبر اور مستحضر ہو جائے پھر جان جائے گی لیکن داڑھی نہیں جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

مغربی تہذیب اور اس کے بُرے نتائج

اب آج کل ماحول اتنا خراب ہو گیا ہے کہ دیکھنے میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہم مسلمانوں کے ملک میں رہ رہے ہیں یا کوئی مغربی ملک ہے۔ دوسروں کی تہذیب ایک خاص سازش کے تحت مسلمانوں میں گھسائی جارہی ہے اور اپنی تہذیب کو تو بالکل پس پشت ڈال چکے ہیں۔ میرے پاس آجاتے ہیں کہ کوئی تعویذ دیں، یہ تعویذوں کا کام نہیں ہے ایسا کوئی تعویذ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تمام یہود ونصاریٰ مشرکین مکہ مسلمان ہوتے یہ ماحول کا کام ہے، یہ تعلیم وتربیت کا کام ہے، تعلیم وتربیت اگر کمزور ہو تو ایسا ہوگا کہ علم پڑھ کر عالم تو ہو جائے گا، فضیلت حاصل کر چکا ہوگا لیکن اس کا رنگ ڈھنگ عالموں کا نہیں ہوگا، یہ تربیت وتعلیم میں نقص کا نتیجہ ہے، اس کی مٹی نے قبول نہیں کیا یہ تو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ مدرسوں کی تعلیم کمزور ہے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مشائخ واساتذہ غلط پڑھاتے ہیں لیکن بعض برتن اعلیٰ ہوتے ہیں، بعض گھٹیا ہوتے ہیں بعض زمینیں ایسی زرخیز ہوتی ہیں کہ بارش ویسے ہی

ہوجاتی ہے پھول نکل آتے ہیں کچھ زمین سے کانٹے دار جھاڑیاں نکل آتی ہیں زمین ایک ہے لیکن صلاحیتوں کا فرق ہے خوبصورت اور لذیذ پُر شوکت اور پُر لذت بریانی یا پلاؤ تیار ہو اور آپ نے ایک ایسی پلیٹ میں ڈالا کہ اس میں پہلے سے کچھ کمزوری تھی میل کچیل تھا اب یہ بریانی کا قصور تو نہیں ہے آپ کا برتن ہی صحیح نہیں تھا شیخ سعدی رحمہ اللہ اس لئے ایک مقام پر کہتے ہیں

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے
ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

اعلیٰ ترین تلوار غلط لوہے سے کون بنا سکتا ہے گندہ آدمی وہ کبھی بھی اعلیٰ تربیت قبول نہیں کرتا۔آگے دیکھو کیا کہتے ہیں۔

حاجت بہ کلاہ ترکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری داد

ترکوں کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے اندر بزرگانہ خصلتیں پیدا کرلو ہر لباس میں تم بزرگ ہوجاؤ گے۔

خصلتیں پیدا کرلو صفات پیدا کرلو پیغمبر ﷺ نے جو ارشادات فرمائے جو جماعت تیار ہوئی اول سے آخر تک بااعتماد جماعت ہے صحابہ کی تین دلیلیں دیکھو قرآن کہتا ہے ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا'' یہ پکے مومن ہیں تو جس کو قرآن کہے پکے مؤمن ہے

ان کوکون ظالم اور کافر کہا کہے گا۔ اور کیسا مومن ہے "لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ" "ان کی مغفرت ہو چکی ہے" "وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ" "(انفال) اور اعزاز اور عزت کی روزی ان کو ملے گی اندازہ لگائیں کہ آیت کے تینوں اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے، یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا کمال ہے۔ پھر جیسے جیسے وقت گزرتا ہے بے شک تعلیم اور تربیت میں بھی فرق آتا ہے کچھ لوگ ازلی ابدی بدبخت ہوتے ہیں قرآن پاک جب شروع ہوا پانچ آیتوں میں مؤمنوں کی صفتیں ہیں تو فورا کہا "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" "وہ جو کفر میں ڈٹے ہوئے ہیں" "سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ" "برابر ہیں ان کے بارے میں" "ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ" "آپ انہیں تبلیغ کریں یا نہ کریں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے" "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ" "ان کے دلوں پر مہریں لگائی ہیں اللہ نے" "وَعَلٰی سَمْعِھِمْ" "اور ان کے کانوں پر" "وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ" "اور ان کی آنکھوں پر پردے آچکے ہیں" "وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ" "(بقرہ آیت ٦، ٧) ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا علماء دین کہتے ہیں یہ وہ لوگ جن کا خاتمہ کفر پر ہوگا اور جن کو پیغمبر اسلام کی تعلیم وتربیت سے بھی فائدہ نہیں پہنچا۔

ایک حکایت

اچھے لوگوں کی صحبت جب انسان اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے اور اس میں بھی اچھی خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

وہ ایک زمانے میں ہماری ایک بچی نے قرآن کریم حفظ کیا تھا تو میں نے اس

سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ حفظ کریں گی تو میں آپ کو سونے کا تاج بنا کے دوں گا خوش کرنے کے لئے بچیوں کا معاملہ بہت مشکل ہوتا ہے بچی نے امامت نہیں کرنی ہے، بچی نے تقریر نہیں کرنی ہے، بچی نے تراویح نہیں پڑھانی ہے لیکن اللہ کی کتاب ہے اس کا معجزہ ہے کہ اگر حساب لگایا جائے تو اس وقت بہت ساری بچیوں کو قرآن مجید یاد ہے زبردست یاد ہے تو جب وہ حفظ مکمل ہو گیا یہاں جتنے میرے سنہار دوست تھے ان کو میں نے کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے تاج کبھی دیکھا نہیں ہے تاج کیسے بنے گا تو ان ایام میں میں اتفاق سے کوئٹہ گیا تو کوئٹہ کے بازار میں یہ پرانے ایرانی آباد ہیں ایک ایرانی نے کہا کہ میرے پاس تاج ہے وہ اس نے دکھایا ہمیں واقعی پسند آیا بہت بہترین تھا ہم نے لے لیا تو اس نے کہا اس کو چھوڑ دیں میں اس میں پر لگاؤں گا تو میں نے اس سے کہا کہ کس چیز کا پر لگائیں گے اس نے کہا پر طاؤس، میں نے کہا

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم

اس نے کہا پانچ ہزار کم میں نے اور پڑھا اس نے کہا اور کم میں نے آخری تک پڑھا تو وہ آ کے مجھے لپٹ گیا اور کہا واہ واہ میری یہ ساری دکان آپ کے چپلوں پہ قربان جائے کیا زبردست یاد ہیں آپ کو یہ اشعار کہا آج تک بتیس سال ہو گئے ہمیں صرف پر طاؤس یاد ہے آج آپ نے گلستان کے اشعار مکمل کر دیئے میں نے کہا ہم نے جیسے بخاری مسلم پڑھی ہے ایسے ہی گلستان بوستان پہلے پڑھی ہے اور ایسے استادوں سے پڑھی ہے جنہوں نے خون میں اور سرشت میں گلستان کو شامل کیا ہے، فجزاہم اللہ عنا وعن ہذا الدین احسن الجزاء" قدردان دنیا کے اندر ملتے ہیں جن کو اللہ علوم کی صلاحیت دیتے ہیں پھر اللہ

ان کو قدر بھی دے دیتے ہیں اشعار کیسے عجیب ہیں اشعار میں شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم
گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش
گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد
ہر کجا پائے نہد دست بدارندش پیش

میں نے قرآن مجید کھولا تو اس میں مور کا پَر رکھا ہوا تھا تو میں نے اس کو کہا کہ کہاں تو اور کہاں قرآنِ کریم؟ تو اس مور کے پَر نے جواب دیا کہ خاموش رہو جس کو خدا حسن دے اس کی عزت کی جاتی۔

حضرت نوح علیہ السلام

وہ پیغمبر نوح علیہ السلام "سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ" اللہ فرماتے ہیں میری طرف سے پورے عالم کی طرف سے حضرت نوح پر سلام ہو "اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ" (الصّفٰت آیات ۷۹ تا ۸۱) میرے خاص بندوں میں سے تھا ایک بیٹا نافرمان تھا کنعان سرکش تھا حضرت نے [illegible] محنت کی کہ وہ بھی صراط مستقیم پر آجایئے اور دین اسلام قبول کر لے لیکن اس پر غلط ماحول اور غلط لوگوں کی نشست و برخاست کی وجہ سے خرابیاں غالب آگئی تھیں اور اس نے کہا کہ "قَالَ سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ" میں پہاڑ پہ چڑھ جاؤں گا تیرے پانی اور کشتی کا کچھ بھی

نہیں ہوگا آپ نے کہا ''قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ'' (ھود آیت ۴۳) خدا سے کون بچائے گا عذب تو خدا لا رہا ہے پورا سمجھایا لیکن وہ نہیں سمجھتا تھا

پسرِ نوح بداں نبشت خاندانِ نبوت گم شد
سگِ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

عالم باپ محدث باپ ولی اور نیک صالح انسان اور ان کے بیٹے یا قریب اور عزیز اگر وہ ٹس سے مس نہ ہوں یہی ازلی بدبختی کی علامت ہے نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ پانی کی موجیں بڑھ رہی ہیں اور سمندر پورا جوش میں آیا ہے احادیث و تاریخ میں ہے آسمان میں جتنا پانی تھا اللہ نے نیچے پھینکا اور زمین جتنا تھا کہا باہر کرو ڈبو ان کو اس دوران کنعان نے مشرکین کے ساتھ کفار کے ساتھ ایک قسم کے مٹکے بنوائے تھے اور مٹکے میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ دیر بعد پانی بیٹھ جائے گا ہم باہر آ جائیں گے مٹی کے اک خاص برتن بنتے ہیں وہ پانی میں ڈوبتے نہیں ہیں، آخر پدری شفقت اور باپ کی جو محبت اور مہربانی ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے کہنے لگے'' وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ '' یہ میرا بیٹا ہے آپ سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے میں تیرا نبی ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے کفر کی وجہ سے غرق ہو رہا اس کو بچا لے کوئی اور خدا نہیں جو آپ کو کہے کہ کیوں بچایا'' قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ''خبردار! یہ

آپ کا اہل ہی نہیں ہے " انہ عمل غیر صالح " اس کے اعمال آپ کے شریعت کے مطابق نہیں اور پھر نوح علیہ السلام جو اللہ سے معافی مانگ رہے ہیں کہ یہ دعا میں ایک کافر کے لئے کیوں کی ایک ازلی اور ابدی بدبخت کے لئے کیوں کی اللہ نے کہا فلا تسئلن ما لیس لک بہ علمٌ انی اعظک ان تکون من الجٰھلین "(سورہ ھود) میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اس طرح کے موقع پر اس طرح مظاہرہ شفقت کرنا پیغمبرانہ عظمت اور آداب کے منافی ہے خیال رکھیے۔

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن بھی حضرت نوح علیہ السلام اس کا خطرہ محسوس کریں گے، جب لوگ شفاعت کے لئے رب کے حضور پیش ہو رہے ہونگے تو حضرت نوح علیہ السلام روئیں گے اور کہیں گے کہ میں نے کافر بیٹے کے لئے دعا کی تھی اگر مجھ سے پوچھ لیا گیا کہ آپ نے دعا کیوں کی تھی تو کیا ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۸۸) اسی لئے علماء دین کہتے ہیں کہ کافر کے لئے مغفرت کی دعا کرنا حرام ناجائز ہے، کافر کے لئے ہدایت کی دعا مشروط ہوگی یا اللہ اگر آپ کے پاس ایسے سرکش اور عاصی درندوں کے لئے ہدایت ہو تو عطا فرما، اور اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو ہم معافی مانگتے ہیں ہم کون ہیں آپ کے کام میں دخل دینے والے ہزار مرتبہ خدایا حفاظت فرما۔

ہر اور ہر سانس اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے

انسان کیا ہے نظام الٰہی میں کلام کرنے والا نبیوں کو حق نہیں ہے خبردار اے نوح کہ آپ نے کافر بیٹے کے لئے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اس لئے اولاد کو

ماں باپ کے منصب کو اپنانا ہے عالم بیٹے کو عالمانہ منصب پر رہنا ہے اور بہت زیادہ احتیاط کرنی ہے۔ یہ قیامت کی علامات ہیں کہ اولاد کو باپ سے فیض نہ پہنچے کیوں اعتماد پورا نہیں ہے اعتماد پورا ہونا چاہئے تو عوام کہاں سے آتے ہیں اور جھولیاں بھر کے لے جاتے ہیں میں نے ایک شیخ کو دیکھا ہے ایک زمانے کے محدث کو دیکھا ہے بخاری کے ترمذی کے عالمی شارح کو دیکھا ہے ان کا ایک ہی بیٹا تھا اتفاق سے کوئی پوچھتا تھا کہ حضرت یہ صاحبزادہ عالم ہے تو فرماتے تھے کہ بدقسمتی یہ ہے کہ عالم تو کیا پورا جاہل بھی نہیں ہے اور یہ کہہ کر کے رنگ تبدیل ہو جاتا تھا تھر تھر آنسو گرتے تھے اور ایک دن میں نے سنا فرمایا کہ کتنے بڑے بڑے جاہل آتے ہیں یہاں پڑھ کے جاتے ہیں ایک میرا بیٹا ہے جن کے بارے میں قدرت الٰہی کی مہریں لگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے علماء کو بھی اولیاء کو بھی صلحاء کو بھی پاک دامنوں کو بھی متقیوں کو بھی ہر آن ہر گھڑی خدایا اپنے حفظ وامان میں رکھ۔ یا اللہ اپنے اور پرائے سب کو کامل واکمل نافع علم بہترین اعمال بھرپور ہدایات کی پونجی عطا فرما اللہ فرماتے ہیں" يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى "اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا" وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا "اور ہم نے تمہیں قبیلوں میں اور نسلوں میں بانٹا ہے جان پہچان کے لئے یہ بلوچ ہے بلوچستان کا رہنے والا ہے، یہ پختون ہے صوبہ سرحد کا رہنے والا ہے، یہ پنجابی ہے صوبہ پنجاب کا باشندہ ہے

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ" (سورۂ حجرات)

اللہ کے یہاں عزت والا وہ ہے جو دین میں تقویٰ رکھتا ہو۔

بزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فداء یک تن بیگانہ کہ آشنا باشد

وہ ہزار اپنے جو خدا سے دور ہیں اپنے ایک پرایا جو اللہ کا اپنا ہے یہ ہزار رشتہ دار اس پر قربان جائیں یہ کس کام کا ہے وہ ایک جو پرایا ہے اور اپنا بن چکا ہے ایمان میں تقویٰ میں پرہیزگاری میں۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبیست

حسن بصرہ سے آ رہا ہے بلال حبشہ سے آ رہا ہے صہیب روم سے نکل رہا ہے جلیل القدر ایمان والے ہیں اور مکہ مکرمہ کا باشندہ بیت اللہ شریف کا نگران لوگوں کے یہاں ابو الحکم کہلاتا تھا وہ ابو جہل ہے بدر کے میدان میں کافر مارا جاتا ہے خدایا تیری قدرت کی نیرنگیاں دیکھنے کی ہیں۔

اللہ رب العزت کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ اولاد نیک صالح بنائے اللہ نسل در نسل خیر الرجال صالحین پیدا فرمائے اولاد کی دنیا کے اندر تین منصب ہے سب سے بڑا منصب ایمان کا ہے اس میں کسی کا کوئی قسمت کام نہیں آئے گی اگر ایمان نہ ہو دیکھا نوح پیغمبر ہیں اپنے بیٹے کو بچا نہ سکے نہ اللہ نے بچانا تھا ایمان نہیں تھا۔

حضرت ابراہیم پیغمبر خلیل الرحمٰن ہیں، آزر ان کے والد ہیں اللہ فرماتے ہیں وہ تو

حضرت ابراہیم کا ایک وعدہ تھا دعا جو فرمائی "فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ" (توبہ آیت ۱۱۴) جب حضرت کو پتہ چلا کہ صحیح نہیں تھا فوراً دور ہو گئے دور ہونا پڑے گا کافرے بدعقیدہ سے بے ایمان سے باپ ہو یا بیٹا ہو عزیز ہو یا قریب ہو اصل رشتہ وہ اسلام کا رشتہ ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" سب سے پہلا منصب وہ ایمانیات کا دوسرا اعمال کا ہے اور تیسرا پھر توریث ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے "وورث سلیمن داؤد" داؤد کا وارث سلیمان ہوا نبوت میں اور علم میں زکریا علیہ السلام جو کہتا ہے "یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا" ایسا بیٹا دے کہ میرے منصب پر قائم دائم رہے اور خدایا اور لوگوں سے تو اتنی توقع نہیں ہے بیٹے کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے دعا صدق دل سے کی تو سو سال کی عمر میں کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یزکریا انا نبشرک بغلم اسمہ یحیی" مبارک ہو لڑکا ہی ہوگا۔ یحیٰ نام بھی ہم رکھ رہے ہیں" لم نجعل لہ من قبل سمیا" (مریم ۶،۷) اس نام اور منصب کا پہلے کوئی بھی نہیں ہوا ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" بے شک اللہ کے یہاں عزت والا وہ ہے جس کا تقویٰ بہت زیادہ ہو۔

جناب نبی کریم ﷺ جب بیمار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور انبیاء کو جو سب سے بڑا منصب دیا ہے وہ امامت ہے "وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا" (انبیاء آیت ۷۳) میں نے تمام پیغمبروں کو امام بنایا وہ ہماری ہدایات پر امامت کرتے تھے اب پیغمبر بیمار ہو گئے۔ ایک موقع ایسا آیا کہ آپ ﷺ باہر نہیں آسکے اور آپ ﷺ نے فرمایا "مروا ابا بکر" ابوبکر سے کہو "فلیصل بالناس" کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (بخاری ج اص ۹۳) حضرت

عباس رضی اللہ عنہ چچا موجود ہیں، ایسے جیسے چچا کہ ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا آپ ﷺ نے کہا میرے چچا کو خالد نے کیا کہہ دیا؟ چچا تو باپ کی طرح ہے خالد بن ولید نے کچھ کہا عباس کو تو آپ ﷺ نے کہا دوبارہ جہنم جانا چاہتے ہو گیا حضرت ﷺ کو ان سے اتنا پیار تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سپہ سالار، داماد، چچا زاد بھائی لیکن منصب علم کا، منصب نبوت کا، منصب خلافت کا ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' اس اُمت کا سب سے افضل جناب نبی کریم ﷺ کے بعد وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر اسی روشنی میں صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طے کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چوتھے نمبر پر یہ اجماعی موقف ہے اس کا منحرف بے دین اور ضال مضل سمجھا جائے گا۔ میں مزید تفصیل آئندہ جمعہ انشاء اللہ کروں گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

هذا من فضل ربي

[illegible]

خطبہ نمبر ۸۵

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم   بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حج فرض ہونے کی شرائط مختصراً

اللہ تعالیٰ کی عبادات تو ارکان کے درجے میں پانچ ہیں شہادتین کے بعد نماز پنج وقتہ اور صاحب نصاب پر زکوۃ فرض ہوتی ہے تفصیل شرعی اور فقہی کے ساتھ عاقل بالغ پر صحت اور اقامہ کے شرط پر رمضان شریف کے روزے فرض ہوتے ہیں اور آخری رکن وہ حج کا ہے رسول اللہ ﷺ نے جب حج بیان فرمایا تو پوچھا گیا کہ

'' العامنا هذا ام للابد قال بل للابد ''(ابن کثیر ج اص ۳۸۵)

کہ ہر سال حج کرنا ہوگا یا عمر بھر میں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہوگا، اس میں فقہی تفصیلات ہیں کہ عاقل ہو، بالغ ہو، آنے جانے کے اخراجات برداشت کرسکتا ہو، آنے تک جن کی کفالت اس کے ذمے ہیں ان کا نان نفقہ بھی موجود ہو، خاتون ہو تو محرم ساتھ ہو، اگر محرم اپنا خرچہ نہیں کرسکتا ہو تو خاتون پر فرض ہوگا کہ اس کے اخراجات حج بھی وہ برداشت کرلے محرم سے مراد شریعت میں وہ رشتہ دار ہے جس کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں ہوتا جیسے بیٹا، ماموں، چچا، تایا، نانا، دادا، نواسا، پوتا یہ تمام کے تمام محارم ہیں شرعاً بالنسب اور بالسبب کے فرق کے ساتھ داماد بھی محرم ہے کیونکہ داماد کے ساتھ ساس کا نکاح ابدالاباد کے لئے منع ہے۔ لیکن زمانے کے گزرنے سے خرابیاں پھیل گئیں اور فقہاء کو ناموزون حالات دیکھنے پڑے اور ناپسندیدہ حالات سننے پڑے تو لکھ دیا ہے کہ جوان ساس، جوان داماد کے ساتھ سفر نہ کرے ورنہ بڑی بلا میں مبتلاء ہوجائے گی،

اگر جوان نہ بھی ہے لیکن بے حیاء ہے اور زبان کا بے شرم ہے تو جو زبان سے بول سکتے ہیں وہ افعال بھی کر سکتے ہیں۔ شریعت میں ایک فاحش ہے ایک متفاحش ہے فاحش بالقول ہوتا ہے متفاحش بالفعل ہوتا ہے علماء کہتے ہیں پہلی خرابی زبان کی ہے پھر افعال کی ہے علماء نے ایسے بھائی سے بھی بہن کا پردہ لکھا ہے جو باہر کی خبریں گھر میں لاتا ہے اور جو بے حیائی کی باتیں پھیلاتا ہے ایسے باپ جس کے افعال پر اطمینان نہ ہو جوان لڑکیوں کو ان سے بھی دور رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

باقی اس کے عواقب آپ خوب جانتے ہیں جس کے ساتھ زندگی میں کبھی بھی نکاح ہو سکتا ہو وہ محرم نہیں ہے محرم نہ ہونے کے تین مطلب ہیں پہلا یہ کہ اس کے ساتھ ہر قسم کا سفر منع ہے "الا ان تکون معهم" عفائف بیچ میں ہوں اور عفیف پاکدامن عورتیں ساتھ ہیں تو کچھ گنجائش ہے اور دوسرا یہ کہ بغیر حجاب کے اس سے نہ ملے حجاب میں تمام باتیں شامل ہیں بلاوجہ گفتگو بھی منع ہے اور تیسرا یہ کہ اس کے ساتھ تخلیہ نہ کرے علیحدگی خلوت نہ اختیار کرے چونکہ حج دور دراز کی عبادت ہے،

چوں کعبہ قبلہ حاجات شد از دیار بعید
روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

دور دور سے جانا پڑتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا آپ نے کعبہ شریف کی تعمیر فرمائی "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" دور دور کے قلعے قبائل کے پہاڑوں سے مشرق اور مغرب کے اطراف واکناف سے سواریاں تھکا تھکا کر لوگ یہاں

پہنچیں گے "لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ" یہ ان کے فائدے کی جگہیں ہیں یہاں ان کو آنا ہے "وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ" (حج آیت ۲۷) اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دنوں میں اللہ کو یاد کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ چند لفظوں میں اللہ رب العزت نے تمام مقاصد بیان فرمائے ہیں کہ حج قریب والے پر بھی فرض ہے اور بعید والے پر بھی، قریب کو قرب کی وجہ سے کم خرچہ کرنا ہوگا، دور والے کو دوری اور طویل راستے کی وجہ سے زیادہ خرچہ کرنا ہوگا اسی طرح اجر وثواب میں بھی فرق ہو جائے گا۔

حج کے سلسلے میں ایک مسئلہ کی وضاحت

فقہاء نے اس پر بحث کی ہے کہ ایک شخص پاکستان سے عربستان میں ایک شخص کو کہتا ہے کہ میری طرف سے حج کرلو تو وہ صرف احرام باندھ لے گا ۸ ذوالحجہ کو اور منیٰ چلا جائے گا وہاں سے صبح عرفہ ظہر عصر وہاں پڑھ کر دعائیں مانگ لے گا مغرب ہونے کے باوجود پڑھے گا نہیں مزدلفہ جائے، وقت داخل ہوتے ہی فجر پڑھ لے گا، دعائیں مانگنا شروع کرے گا، سورج نکلنے سے ایک لمحہ پہلے منیٰ روانہ ہو جائے گا بڑے شیطان کی رمی کے لئے اور اس کے بعد اگر متمتع اور قارن ہے تو قربانی کرلے پھر بال اتارے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور طواف زیارت جانے کی تیاری کرے اور اگر حاجی مفرد ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے افعال ترتیب بھی نہیں ہے آگے پیچھے بھی کرسکتا ہے تو اس کا تو خرچہ تو بہت کم ہوگا، ہمارے ہندوستان کے فقہاء نے لکھا ہے کہ اس طرح فرض حج معتبر نہیں ہوگا اور اس کی دلیل یہ لکھی ہے کہ ایک شخص جب حج پر روانہ ہوگیا اور راستے میں مرگیا اب دوسرا آدمی جو

اس کی جگہ روانہ کیا جائے گا تو وہ قول ہے محقق ابن الہمام کہتے ہیں کہ جس جگہ کا وہ رہنے والا تھا جیسا کراچی پاکستان کا دوسرا آدمی وہاں سے روانہ ہو جائے اور ابن نجیم رحمہ اللہ صاحب بحر الرائق، وہ فرماتے ہیں نہیں جہاں وہ مر چکا ہے اگر وہیں سے انتظام ہو جائے تو قائم مقام مبدل اصلی کہا جائے گا لہٰذا اس تاکید اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ فرض حج کے لئے کوئی وہاں کے آدمی کو لکھے یہ ادا نہیں ہوگا، ہاں نفلی حج ہو سکتا ہے وہ تو جسمانی مشقت ہے اور فرض حج کے اندر مال کا خرچ کرنا بھی ہے اور جسم کا بھی روندنا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ نے حج کب فرمایا

اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت پسندیدہ عبادت ہے ہمارے پیغمبر فخر المرسلین خاتم النبیین ﷺ اس سرزمین میں آئے عجیب اتفاق ہے کہ آپ ۱۳ سال مکہ میں رہے اور آپ ﷺ کے لئے حج کے حالات موزون نہیں تھے، تاریخیں آگے پیچھے تھیں، مشرکین اپنی مرضی سے مہینوں کو آگے پیچھے کر لیتے تھے، کبھی رمضان کو ذوالحج کہتے تھے، کبھی ذوالقعد کو ذوالحج کہتے تھے، بخاری کتاب الحج میں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کعبہ شریف بتوں سے بھرا ہوا تھا جب کعبہ میں بت پڑے ہوئے ہیں تو عبادت کیسے ہوگی؟ اگر چہ برہان الدین حلبی نے الانسان للانسان میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ حج کرتے رہے مشرکین سے الگ تھلگ ہو کر لیکن علماء حدیث، تفسیر اور فقہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد سن ۹ اور ۱۰ کے آس پاس حج فرمایا ہے اور ایک ہی حج آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور اس حج کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف دیا کہ عرفہ جمعۃ المبارک کو تھا جمعہ کے دن عرفہ پڑ گیا شاید اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو حج

اکبر کہا ہے ویسے قرآن کریم میں چالیس بیالیس جگہیں ایسی ہیں جہاں حج بیان ہوا ہے لیکن کہیں بھی حج اکبر نہیں ہے، مگر سورۂ توبہ کے اندر یوم الحج الاکبر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھی ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور حج، حج اکبر ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے تو ایک قرآن کریم کے برابر ثواب ملتا ہے مگر اس طرح کوئی قرآن خوانی نہیں کرتا ہے یا اشراق کی دو رکعات پڑھے تو حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے لیکن ایسا کرنے والے کو آپ حاجی صاحب نہیں کہتے ہیں نہ ہی وہ مسجد سے پانی بھر کے لے جائے تو آپ اسے زمزم کہیں گے آپ حاجی صاحب کو پاگل سمجھیں گے اس طرح عمرہ عمرہ ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ چھوٹے حج کا ثواب دے تو اس کے فضل سے بعید نہیں ہے اور حج، حج ہے۔

حج اکبر کے بارے میں وضاحت

جب جمعہ کے روز یومِ عرفہ پڑ جائے تو حج اکبر ہے جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ جو حافظ ابن حجر بدر الدین عینی بلکہ ان کے استاذ سراج الدین ابن ملقن حسین عراقی کے بھی استاذ ہیں اور مسلم محقق احادیث ہے انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہے صحت اور حسن کے ساتھ جس میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب جمعہ کو عرفہ پڑ جائے تو ستر مقبول حجوں کا ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ ۱۹۸۳ء حرمین شریفین میں میری پہلی حاضری ہوئی تھی تو بھی حج اکبر تھا اور اب بھی اللہ تعالیٰ نے بغیر اسباب اور وسائل کے نہایت کم محنت اور عمر بھائی کی زیادہ توجہات سے اللہ رب العالمین نے حاضری نصیب فرمائی تو پھر جمعہ کو عرفہ پڑ گیا مشہور ہے کہ عرب ایسی تاریخ کو آگے پیچھے کرتے ہیں ان سے بعید نہیں ہے حکمران جب دین پر

مسئلہ ہوں تو وہ ان مانی ضرور کرتے ہیں کہ امام ابو یوسف نے ایک طویل خطبہ دیا ہے اس سال کہ یہ ثابت ہے بالقرآن اور حکومت اسلامیہ کے خلاف بات ہے لیکن اس کے خلاف ان کی جو عادات ہیں وہ زیادہ معروف ہیں باوجود یہ کہ وہ حج اکبر کا انکار کرتے ہیں لیکن ان ایام میں وہ نکاح و قتل دیتے ہیں، اجازت عام ہو جاتی ہے پورے جزیرے کو حج کرنے کی اجازت عام مل جاتی ہے کہ جمعہ کو عرفہ ہے تو یہ تعامل اور یہ تسلسل عمل اور یہ تلقی امت یہ تمام مل کر کے ایک ضعیف حدیث کو بھی قوی کر دیتے ہیں جس کو محدثین کہتے ہیں "محتف بالقرائن هذا الحديث ضعيف ولكن احتف بالقرائن ... حسنا بل قويا" تدریب الراوی میں فقہاء کی تعریف لکھی ہے کہ فقہاء اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں جس کو تلقی حاصل ہو امت کے یہاں معروف ہو اس پر عمل ہو چودہ سو سال سے مسلمان جمعہ کے دن جب عرفہ پڑتا ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس روایت کو عمل میں لاتے ہیں جس میں ستر مقبول حجوں کا ثواب ملتا ہے۔ نور الایضاح میں ہے، مراقی میں ہے، طحطاوی میں ہے، امداد الاحکام میں ہے، نصب الرایہ میں، الباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب میں ہے، ہمارے بہت سارے معتبرات بھرے پڑے ہیں تجرید شرح قدوری میں ہے، تجنیس لصاحب الہدایہ میں ہے تمام معروف میں پائی جاتی ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے جس سال حج فرمایا اس سال بھی جمعہ کے روز عرفہ پڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو حج اکبر کہا ہے اس کے علاوہ کتنی آیتیں ہیں قرآن مجید میں حج کی "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" "الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ" "وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ" لیکن حج کے ساتھ حج اکبر صرف ایک جگہ ہے اور یہ بالاتفاق اس حج کا بیان ہے جس میں جناب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ ہوا

لاکھ صحابہ شریک ہوئے اور محدثین اور مفسرین کہتے ہیں، یہ اسلام کا پہلا اور آخری حج ہے یعنی اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کا سفر آخرت شروع ہوگیا تھا اور جب سے اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف قائم فرمایا تھا دنیا میں اس وقت سے لے کر قیامت تک ایسا حج نہیں ہوسکے گا جو حج جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ جیسا کوئی آ ہی نہیں سکتا ہے۔ آپ خود خاتم النبیین والمرسلین ہیں سندالاز کیا۔ وسید المتقین وسید الغر المحجلین یوم الدین ہیں تو آپ کا حج بھی سب سے بہترین حج ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو حج اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔ تین محدثین نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں محدث عبقری نے ملا علی القاری نے اور حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہم اللہ نے اور ان تینوں کو شیخ الحدیث مولانا زکریا محدث سہارنپوری ثم مہاجر المدنی والمتوفی بہا نے اپنے زمانے میں جمع کیا اور پھر خود چھپوایا اور پورے عالم میں تقسیم کروایا اس کا نام ہے "الجزء الاوفر فی الحج الاکبر" یہاں کراچی سے بھی شائع ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ چھوٹے اعمال اور بڑے سب قبول فرمائے۔

حج کیا ہے ؟

حج کیا ہے اللہ کے گھر کی حاضری ہے حج کیا ہے اپنی بندگی اور عاجزی کو اپنے رب کے حضور پیش کرنا ہے حج کیا ہے "وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ" "قیامت کے محشر سے پہلے ایک میدان حشر کا نقشہ ہے جس جگہ بھی حاجیان رش میں آجائے انہیں یہ خیال ہوجاتا ہے کہ شاید جان نکل رہی ہے قیامت میں تو یہ خطرہ نہیں ہوگا تکلیفیں بہت زیادہ ہوں گی اس لئے اس کو یوم الحشر کہتے ہیں حشر کے معنی جمع ہونا لوگ جمع ہوجائیں گے شرق

اور غرب سے شمال وجنوب سے تمام ارضین اور سماوات کے خلائق میدان میں اکھٹے ہوں گے" اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا "اور اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ اپنی شان کبریا اور عظمت الوہیت کے ساتھ کرسی عدل پر متمکن ہوں گے، انبیاء ومرسلین اولیا، متقین سامنے کھڑے ہوں گے اور خلائق پیش ہوں گی اور ان کے ساتھ حساب وکتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے نجات نصیب فرمائے۔ کہتے ہیں کہ یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ آسان فرما، آسان نہیں ہوگا آسان اور گراں کوئی مسئلہ ہی نہیں یوں کہو کہ نجات عطا فرما بچا کیونکہ آسانی میں بھی اتنی پٹائی ہوجائے گی کہ چمڑا ادھڑ جائے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھتی تھیں کہ قرآن کریم میں ہے کہ بعض لوگوں کا حساب آسان ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ سورۂ انشقاق میں تو ہے "فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ o فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا "تو معلوم ہوتا ہے کہ آسان حساب ہوگا آپ نے کہا یہ تو مختصر پڑتال ہے" ومن نوقش الحساب هلک "(روح المعانی ذیل الآیت) اور جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ پٹ جائے گا وہ نہیں بچ سکے گا تو آیت سے جو تفسیر بی بی صاحبہ نے سمجھی تھی پیغمبر ﷺ نے اسے منظور نہیں فرمایا اسے مسترد فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے اس سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ فحوائے عبارات سے ہر جگہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ نصوص کا اتباع ضروری ہے۔

دین کی کھوج ! مسلمان کی اصل معراج

یہ ہمارا دین ہے، ہمارا مذہب ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا ہے قرآن

ہمارے نبی پر نازل ہوا ہم اس کے وارث ہیں سنت نبی نے پوری چھوڑی ہے ہم اس کے حقدار ہیں کہ اسے اپنائیں اور سمجھیں فقہ ہمارے بزرگوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں اکٹھا کیا ہے، یہ ہماری زندگی کا لائحہ عمل ہے اور یہ ہمارے لئے ہے یہ مغربی اور جرمنی کے لئے نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ سمجھے نہیں کہ ہمارے بزرگوں نے کتنا آسان کیا ہے۔

(۱) حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے پوری فقہ بہشتی زیور کے نام سے آسان کر کے لکھ دیا۔

(۲) مولانا زوار حسین نے زبدۃ الفقہ کے نام سے۔

(۳) مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جواہر الفقہ کے نام سے۔

(۴) فقیہ الہند اور مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تعلیم الاسلام کے چار حصے کس سہل اندازی کے ساتھ تیار فرمائے ہیں عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

لیکن جو ابدی بدنصیب ہے اُن کو اس سے بھی فائدہ نہیں ہے ان کو اس سے بھی زیادہ آسانی چاہیے تو میں کہتا ہوں اسکول کا ٹیسٹ پیپر کتنا ٹیڑھا ہوتا ہے اس کو یاد کرتے ہیں اس میں نمبر ملتے ہیں آگے نوکری ملتی ہے پیسے آتے ہیں باہر ملکوں میں زندگی کتوں کی طرح گزرتی ہے، کروڑوں روپے خرچ کر کے بیٹے کو انگریز یہودی بنانے کے لئے تیار ہیں لیکن نہ عقل ہے، نہ حیا ہے اور نہ شرم ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ اس کا جواب کون دے گا عنقریب جواب دینے والے ہو

"اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ" (انبیاء آیت ۱)

حساب کی گھڑی بالکل آگئی ہے اور یہ ابھی تک غفلت میں پڑے ہوئے ہیں

تو دینی مسائل سمجھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا، اپنی عقل پر دباؤ بڑھانا، وقت نکالنا، سوچ اور فکر اختیار کرنا، چوبیس گھنٹے کی زندگی میں چند لمحے علماء کے ساتھ رہنا، کسی قیمتی درس میں شرکت کرنا، علماء دین کی مشاورت سے بیش بہا کتابوں کو مطالعہ میں رکھنا یہ سب ہماری زندگی کا سرمایہ ہے اس سے اعمال میں آسانیاں پیدا ہونگی اور انجام بہتر ہوگا۔

حج اور میدان محشر

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ حج میں رش تھا میں کہتا ہوں حج کوئی بارہ آدمیوں کا نام ہے کیا؟ حج تو مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب، عرب اور عجم کی تمام اقوام کے اکٹھے ہونے کا نام ہے، اللہ رب العزت نے تو اس کو میدان حشر سے پہلے حشر نام دیا ہے" وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ "خیر ایک مسلمان ملنے آتا ہے، پیار کرتا ہے، مبارک باد دینے آتا ہے، دعائیں لینے آتا ہے تو کچھ تو کہتا ہے وہ لیکن یہ سوچنا چاہیے کہ یہ کوئی گپ شپ نہیں ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ فرض فرمایا ہے دوسری اور تیسری مرتبہ کا حج مستحسن ہے، مستحب ہے، تقرب ہے، تطوع ہے، تعبد ہے، اجر ہے، ثواب ہے، درجات کا باعث ہے، مقامات ملنے کا باعث، ہے خوش قسمتی ہے، سعادت مندی ہے لیکن فریضہ تو ایک دفعہ سے ادا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کریم رحیم ہے۔

ایک پولیس آفیسر اپنے ساتھیوں سے بات کر رہا تھا قریب میں، میں بھی بیٹھا تھا تو وہ اس طرح کہہ رہا تھا کہ جتنا انتظام ہم نے کیا ہے ہمارا مقصد حج کرنے والوں کی سہولت ہے لیکن ہماری اس سختی سے اور انتظام سے لوگ طواف سے رہ گئے، طواف زیارت

جو بارہ ذوالحج تک ادا کرنا شرط ہے وہاں تک لوگ اسے ادا نہیں کر سکے، اتنا ہجوم تھا کہ لوگ اندر ہی نہیں جا سکے، ہم تو پہلے ہی دن الحمد للہ وقت پر فارغ ہو گئے تھے۔ ایک ایک رکن کی ادائیگی وقت پر ہوئی اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا۔ لیکن لوگوں کے ساتھ بیویاں تھیں، بچے تھے، بوڑھے تھے، بیمار تھے ان کو دیکھنا ہوتا ہے ان کا خیال کرنا پڑتا ہے، کہ کس وقت ہم جائیں آج نہیں گئے کل نہیں گئے، اگر گئے بھی تو وہاں کھڑے رہے صبح سے لے کر شام تک کھڑے رہے، اندر نہیں جانے دیا اندر سرخ بتیاں جل رہی تھیں کیونکہ اندر دس لاکھ آدمی ہیں باہر تیس لاکھ کھڑے ہیں اگر یہ دس لاکھ مزید اندر چلے گئے تو پہلے والے دس میں سے پچاس ہزار مر جائیں گے ان کو تو یہ احکام ہیں پہلے وہ نکلے پھر یہ جائیں اس طرح وقت بہت لمبا ہو گیا'' وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ '' یہ قیامت کا نقشہ ہے، جتنا انتظام وہاں کی خادم موحد متسنن حکومت کر رہی ہے، اللہ حاضر ہے کہ خلافت راشدہ کی یاد تازہ ہوتی ہے دنیا کے کسی ملک اور سلطنت کے لئے اتنی طویل خدمت آسان نہیں ہے۔

پھر کیسے کیسے حاجی آتے ہیں آپ کو پتہ ہے ہمارے ملک سے جو لوگ جاتے ہیں وہ یہاں صف میں آ کے کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہوتے انہیں سیدھا کرنا پڑتا ہے، ان کے روزے دیکھو کب بند کرتے ہیں کب کھولتے ہیں اور افطار دیکھو کس رنگ ڈھنگ کا ہوتا ہے یہی لوگ بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں، عرفات مزدلفہ منیٰ میں، تو انتظامیہ کے لئے بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا دل بہت لمبا چوڑا سینہ اور پوری کائنات کے ساتھ حسن سلوک کا ایک شرف دیا ہے نہ سختی کرنی ہوتی ہے نہ مار پیٹ کی نوبت آتی ہے نہ ہاتھ لگانا ہے بس خالی کھڑے رہتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں اور سارا جہان اس

اشارے پر اوپر نیچے ہوتا ہے اللہ رب العالمین نے اس طرح ان کی مدد فرمائی ہے۔ بس یہ ایسی منتشر باتیں تھیں اصولاً تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ہے کہ بہت ساری بیماریوں کے ساتھ عوارض کے ساتھ امراض کے ساتھ سانس کی خرابی کے ساتھ اور بھی کئی ایسی تکالیف ہیں جس سے سفر بھی مشکل ہے طویل مشقت بھی گراں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب میں سہولت و آسانی نصیب فرمائی اور ایسا کہ حیران کن ہر لمحے میں اپنے خدائی اور قدرت کے جلوے دکھاتا ہے۔

اسی طرح ان اعمال پر دنیا کی تکالیف بھی ختم ہوتی ہے بیماری واپس ہو جاتی ہے رونے دھونے واویلا اور آنسو بہانے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد بھی قریب آجاتی ہے اور یہ بھی امید ہے کہ قیامت کے میدان میں بھی اللہ پاک عزت محفوظ فرمائے گا اور بڑی آسانی سے ان شاء اللہ تعالیٰ نجات غفران اور رضوان اور جنت الفردوس نصیب ہوگی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ٨٦

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

" وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَه ط وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ج وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ o اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ لا قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ لا اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ م بَعْدِىْ ط قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

اِلٰهًا وَّاحِدًا ج وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ o تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "(بقرہ آیت ۱۳۰ تا ۱۳۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

زندگی کے دو حصے! انفرادی اور اجتماعی

انسان کی زندگی دو قسم کی ہے ایک اس کی اپنی زندگی ہے انفرادی وقت گزارتا ہے اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ مسلمان ہے اور اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے آخرت کا یقین رکھتا ہے اور دین کی جو ضروریات ہیں جن کا ماننا ضروری ہے وہ مانتا ہے کچھ چیزیں تفصیل کے ساتھ ہیں ان کو ایمان مفصل کہتے ہیں اور کچھ چیزیں اجمال کے ساتھ ہیں جیسے جیسے معلوم ہوں گی کہ یہ ضروری ہے اور مسلمان کی حیثیت سے ماننا پڑے گا وہ مانتا ہے اس کو اجمالی ایمان کہتے ہیں ایمان مجمل یہ عام زندگی ہے اور ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و اسلام کی وجہ سے عطا فرمائی اور اس پر چل کر انسان اس کو اپنا سکتا ہے لیکن انفرادی کے بجائے جب اجتماع میں انسان رہ رہا ہو اور وہ کسی معاشرے کا فرد ہو اور اس کے ذمہ اور لوگوں کی خیر خواہی ہو اور ان کے دکھ درد کا مداوا ہو تو پھر اتنا ایمان کافی نہیں ہوگا بلکہ ایمان پر مشتمل، عدل پر مشتمل، صدق اور امانت پر مشتمل، ایک نظام نافذ کرنا ضروری ہوگا۔ اس

نظام میں جتنی قوت اور عدالت ہوگی نفاذ اتنا ہی مؤثر ہوگا اور مکینوں کو سکون اور آرام ملے گا، خون خرابہ نہیں ہوگا، عدل ہوگا، بے امنی نہیں ہوگی، قرار و سکون ہوگا اور لوگ زندگی کی حلاوت اور لذت محسوس کریں گے، زندگی کو اجیرن نہیں سمجھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر مکہ مکرمہ میں قرآن شریف کی چھیاسی سورتیں نازل ہوئی تھیں اور وہاں صرف ایمان کا مسئلہ تھا اور انفرادی اعمال کے مسائل تھے اور وہ بھی اس خطرے کے ساتھ کہ قرآن شریف اس کا نقشہ پیش کرتا ہے " وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا " (سورہ جن آیت ۱۹) اگر اللہ کے پیغمبر خاص اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں تو یہ چاروں طرف سے لپٹ جاتے ہیں اس کو روکنا شروع کردیتے ہیں انفرادی عبادت بھی مشکل تھی اور ماحول کیا تھا " وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً " نماز جب پڑھتے تھے تو سیٹیاں بجاتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے " فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ " (انفال آیت ۳۵) اور کعبہ معلی جیسے مقدس مقام میں انہوں نے بت لا کے رکھے تھے تا کہ انفرادی عبادت بھی نہ ہوسکے اور اس سے بھی بیزاری ہو۔

ہجرتِ نبوی ! حکمت وفضائل

رسول اللہ ﷺ کو جو ہجرت کا کہا گیا تھا اس کی ایک حکمت حضرات مفسرین نے یہ بھی لکھی ہے کہ کعبہ شریف کا ماحول ناموزون تھا اور اس ماحول کو موزون کرنے کے لئے ایک جہد مسلسل کی ضرورت تھی جس کا اساس ہجرت بنی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے

میں اسلام اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا، عرب وعجم میں اسلام کی حلاوت وشوکت پہنچ گئی اور ایک قانون اور ایک تمدن کی حیثیت سے تقاضے ابھرآئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت ساری اصلاحات کیں ایک اندازے کے مطابق چھتیس ہزار اصلاحات ہیں۔ آئین اکبری میں اکبر بادشاہ کے لئے ابوالفضل اور فیضی نے اس میں سے کچھ جمع کیے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ اسلامی سال کس سے شروع ہوگا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے آپ نے کہا "فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ" بہت پیغمبر مبعوث ہوئے، اکیلے آپ ﷺ تو نہیں ہوئے اس سے اسلامی سال کیسے شروع کررہے ہیں، انہوں نے آپ ﷺ کی ولادت سے شروع کریں تو آپؓ نے کہا کہ مخلوق سب مولود ہوتی ہے آپ ﷺ کی ولادت کوئی انوکھا اور نیا واقعہ تو نہیں ہے کہ میلاد النبی کا جشن کرنے جاتے ہیں اہلیان بدعت کی طرح، بڑے دن تھے تقدس کے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کرائی، غار حرا میں قرآن شریف کی وحی نازل ہوئی یہ سب مقدس دن ہیں آپ ﷺ کی بعثت بھی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت بھی آپ ﷺ کی خدمت میں غار حرا میں وحی کی آمد بھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہم میں طاقت کب آئی، ہم اپنے پیروں پر کب کھڑے ہو گئے تمہاری انسانیت کب سامنے آئی سب نے جواب دیا کہ ہجرت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہجرت ہی تمام کامیابیوں کی کنجی اور چابی ہے نہ تم ہجرت کرتے نہ تم عزت دیکھتے نہ تم ہجرت کرتے اور نہ تم کبھی فاتح بنتے چنانچہ جمہور صحابہ مہاجرین وانصار کا خلیفہ عادل فاروق اعظم کے سامنے اتفاق ہو گیا کہ اسلام کا بارھواں مہینہ ذوالحج جب مکمل ہو جائے تو اگلا مہینہ پہلا ہوگا محرم اور یہ اسلامی سال شروع

ہو جائے گا۔

لوگوں کی دو اقسام

مجھے محرم یا اس سے متعلق بات نہیں کرنی ہے ایک اور بات سمجھانی ہے لیکن ان کے متعلق ماحول بنانا چاہتا ہوں کہ ذہن نشین ہو جائے ذہن دو قسم کے ہیں انسانوں کے ایک وہ جو علم اور صلاحیت کا قدردان ہیں انہیں جب طریقے سے کلام سنایا جائے تو ذہن نشین ہوتا ہے یہ اصل انسان ہے دوسرا وہ ہے کہ جنہیں اچھے اور برے ترتیب اور بے ترتیب سب ادھر سے سنا ادھر سے نکالا''اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَام ''وہ ویسے دو ٹانگی ہیں اس دو ٹانگی کو اور انسانیت کی ہوا نہیں لگی نہ اس نے کوئی بنیادی بات سنی ہے اور نہ سمجھتی ہے وہ معذورین ہیں انہیں اللہ تعالیٰ بغیر محنت اور مشقت کے ویسے ہی جنت لے جائے کچھ لوگ بہت بیش بہا اور باقیمت ہوتے ہیں وہ بیش بہا اور قیمتی مضامین کے بھی اتنے ہی قدردان ہوتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قوم سبا کے لوگ آئے تھے تفسیر مدارک میں ہے قوم سبا وہ لوگ ہیں جہاں کی بلقیس تھی جہاں ہدہد ہوا میں اڑ کر گیا تھا اور بلقیس کا حال لایا تھا اور پھر سلیمان کی آمد و رفت ہوئی اور بلقیس بی بی زوجہ نبی اور سبا ملک اسلام میں شامل ہو گیا تو معاویہ نے قوم سبا کے اس شخص کو کہا تم میں کوئی انسان نہیں تھا انسان کا بچہ نہیں تھا کوئی جو عورت کو حکمران بنا رہے تھے بلقیس حکومت کر رہی تھی قوم سبا کے اس آدمی نے کہا امیر المؤمنین احمق لوگ ہر جگہ زیادہ ہوتے ہیں کام کے لوگ تو چند ہوتے ہیں اور کہا کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں اور یہ دنیا کے تمام اقوام میں اونچی قوم ہے لیکن

احمق یہاں بھی ہیں بے وقوفوں سے خالی نہیں ہے ابو جہل جب لشکر لے کے بدر جا رہا تھا تو اہل لشکر کو متاثر کرنے کے لئے کہا ٹھہرو ٹھہرو اور کعبہ شریف جا کے اور کعبہ کا غلاف پکڑا اور دعا کرنے لگا

''وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ''(انفال آیت ۳۲)

خدایا اگر یہ پیغمبر برحق ہیں ہم تو اس کو مانتے ہی نہیں تو ہمیں تباہ و برباد کر دے تو اس آدمی نے معاویہ کو کہا کہ اس بے عقل کو دیکھو جس کو تم نے مکہ کا سردار بنایا کہنا تو یہ چاہیے تھا خدایا اگر یہ برحق ہے تو ہمیں ایمان نصیب فرما دو تو کہتا ہے کہ اگر برحق ہے تب بھی ہماری ایسی کی تیسی کر دے وہی ہوا بدر کے میدان میں ابو جہل اور اس کی دعا پر آمین کرنے والے ستر آدمی ڈھیر کر دیے گئے۔ احمقان دنیا میں بہت زیادہ ہے حضرت مولانا انور شاہ صاحب فرماتے ہیں''الدنیا بیت الحمیر '' دنیا گدھوں کی جگہ ہے قیمتی اور بیش بہا لوگوں کو تو تلاش کریں گے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شیخ سعدی کو پتہ چلا تھا کہ اصفہان نصف جہان است ایران کا ایک شہر ہے اصفہان آج کل تو کیڑے مکوڑے وہاں جمع ہیں کسی زمانے میں اسلام کا مرکز تھا وہ تو شیخ سعدی نے سنا کہ اصفہان بہت زیادہ ہوش اور دانشمندی کا شہر ہے شیخ سعدی سفر کر کے اصفہان چلے گئے شیراز سے اور نقشہ میں دیکھو بہت فاصلہ ہے وہاں بچے کھیل رہے تھے شہر

سے باہر چھوٹے چھوٹے مکانات تھے ان کے بچے آپس میں کھیل رہے تھے اور شیخ سعدی نے ان بچوں کو کہا کہ بات سنو ایک میں ہوں، ایک میرے ساتھ گھوڑی ہے اور ایک سفر میں مرغی ہے اور صرف دو پیسے ہیں اور کھانے کا وقت ہو گیا تینوں کو بھوک لگی ہے کیا کریں اس نے کہا خربوزہ خرید لیں، اس کا پھل تم کھالو چھلکا گھوڑی کو ڈالو اور بیج مرغی کو ڈالو۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ وہاں سے مڑے واپس گئے کہا اتنے زیادہ عقلمندوں کے ساتھ گزارا آسان نہیں ہے جن کے بچوں میں اتنی عقل ہے تو بڑوں کا کیا حال ہوگا۔

اصفہان نصف جہان است

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چند اہم اصلاحات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کی مشاورت سے اسلامی سال کا آغاز فرمایا اور محرم الحرام اسلام کا پہلا مہینہ قرار دے دیا گیا یہاں سے سال شروع ہوگا اور ذوالحج پر سال پورا ہوگا اسلام کا آخری رکن حج ہے شہادتین کے بعد دوسرا رکن نماز ہے تیسری زکوٰۃ اور چوتھا روزہ ہے اور پانچواں حج ہے اور حج کی ادائیگی ذوالحج میں ہے تو گویا کہ یہ آخری مہینہ ہے سال کا جس میں آخری رکن کی ادائیگی ہوتی ہے ذوالحجہ کے بعد جو مہینہ ہے وہ محرم الحرام ہے اصل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک نظام بنانا چاہتے تھے۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو معلوم کرنا چاہا کہ سپاہی فوجی عسکری اپنے گھر کب جائے، کب اسے چھٹی دی جائے، ایک آدمی جب اہم مہم کام میں مشغول ہو تو یہ بھی طے کرنا پڑے گا کہ اس کو گھر کب بھیجا جائے تاکہ اس کے اہل خانہ کے بھی تقاضے پورے

ہو جائیں اور اس کی بھی بشری ضرورت پوری ہو جائے بڑی لمبی فہرست ہے حضرت عمر نے پھر آخری فیصلہ یہ کیا کہ تین مہینے کے بعد فوجی چھٹی لے سکتا ہے اور سپاہی گھر جا سکتا ہے سرکاری ملازم ایک ہفتے کے لئے دس دن کے لئے گھر جا سکتا ہے ہمارے یہ مدرسوں اب تک تین امتحانات ہوتے تھے اب بھی نوے فی صد مدارس میں تین امتحان ہیں ایک سہ ماہی ہے ایک ششماہی ہے اور ایک پھر سالانہ ہے۔

(۲)　اسلام کا بہت محترم مہینہ رمضان شریف ہے جس کا نام لے کر کے اللہ نے ذکر کیا اور قرآن کا محل اور موقع ہے" شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ "اور رمضان شریف میں قرآن کریم ہی نہایت موزون عمل ہے صحابہ نے مل کر فیصلہ کیا کہ تراویح میں قرآن شریف پڑھیں گے اور حضرت عمر رضی اللہ نے تمیم کو کہا اور ابی ابن کعب کو کہا کہ آدھا آپ پڑھیں آدھا یہ پڑھے گا دس دس رکعات پڑھائے خود چار رکعات پڑھا کے پیچھے ہو جاتے تھے بیس رکعات یہ دونوں پڑھا کے وتر خود پڑھاتے تھے (بخاری شریف ج ا ص ۲۶۹، فتاوی عالمگیری جلد اول فصل فی قیام رمضان) تو بیس رکعات تراویح اس ترتیب کے ساتھ فرض اور وتر یہ صحابہ کا اور امت کا اجماعی عمل ہے قرن اولیٰ میں اس کے خلاف نہیں ہوا ہے آٹھ رکعات پڑھنے والے دس اور بارہ یہ ابھی انگریز کے گھر میں تھے انگریزوں کے گھر سے باہر نکلے نہیں تھے یہ انگریز کے ہندوستان پر شرارت و نحوست کے بعد یہ ناکارہ عناصر پیدا ہوئے اور انہوں نے ائمہ اربعہ اور ان کے اجماع کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ، بزرگان دین نے اتنی تحقیق کی اور کہا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں ستائیسویں زیادہ امیدوں کے قریب ہے کہ اس میں لیلۃ القدر ہوگی تو لکھا ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو حافظ

قرآن ستائیس کو ختم قرآن تراویح میں کیا کریں اور فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ یکم رمضان سے جب ایک رکوع پڑھنا شروع ہوجائے تو پانچ سو چالیس رکوع ٹھیک ستائیسویں کو پورے ہوجائیں گے اور قرآن شریف مکمل ہوگا ہر کام تُلا تلایا ہے عدل کے ترازو اور استقامت کے تھرما میٹر سے ہوا ہے۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ سے مشاورت کی اصلاحات بتارہا ہوں کہ اسلامی نظام کیسے نافذ ہوگا اور صحابہ سے کہا لوگ بہت زیادہ آگئے اور مدینہ منورہ اسلام کا مرکز ہے صحابہ کو کہا ایک تو وضو خانہ بناتے ہیں مسجدوں کے باہر اور ایک مسافر خانہ بناتے ہیں وہاں ہمارے آدمی کھانا تیار کریں گے اور جو دور و دراز مشرق اور مغرب سے مہمان آتے ہیں اسلام سیکھنے کے لئے وہ یہاں رہیں اب مشکل ہے کہ گھروں سے ہم کھانا اور برتن اٹھا اٹھا کر لاتے ہیں پہلے یہ طریقہ تھا وضو کا پانی بھی گھروں سے لایا جاتا تھا اور کھانا بھی گھروں سے لایا جاتا تھا، بستر بھی گھروں سے لائے جاتے تھے، قربان جاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عقل اور انتظام پر ایک ایسا منظم نظام بنایا ہے المدخل میں ابن الحاج نے لکھا ہے کہ وضوخانے بھی بن گئے اور مسافروں کے لئے سرائے بھی بن گئے۔

(۴) باہر کے لوگ ہیں ان کو آداب کا پتہ نہیں ہے کبھی کہتے ہیں ہمارے جوتے گم ہوگئے کبھی کہتے ہیں ہماری پگڑی کوئی لے گیا یہ اعلان کہاں کریں مسجد میں تو اعلان گمشدگی منع ہے تو ایک جگہ بنائی مسجد نبوی سے باہر اور اس کا نام رکھا بطحی اور فرمایا

”من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل لا اداها الله اليك فان المساجد لم تبن لهذا“

(۱) سنن نسائی ج اص ۸۳ (۲) ابوداؤد ج اص ۷۹ رحمانیہ
(۳) سنن ترمذی ج اص ۱۵۸ میر محمد (۴) سنن الکبریٰ ج اص ۲۶۳
(۵) سنن ابن ماجہ ص ۵۶ (۶) مصنف عبدالرزاق ج اص ۴۴۰
(۷) مشکوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ الفصل الاول ص ۶۸ قدیمی
(۸) فتاویٰ شامی ج اص ۴۷۳ (۹) حاشیہ طحطاوی علی الدرج اص ۲۷۸
(۱۰) حلبی کبیر فصل فی احکام المسجد ص ۶۱۱ (۱۱) مجمع بحارالانوار ج ۳ ص ۴۱۲
(۱۲) ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج اص ۶۶۰ ایچ ایم سعید

(نوٹ : مختلف کتابوں میں عبارت مختلف ہوسکتی ہے)

.جو گمشدگی کا اعلان کرے وہ بازار میں جاکے اس چبوترے پر اعلان کرے خبردار کہ مسجد میں گمشدگی کا اعلان ہوا مسجد ان کاموں کے لئے نہیں ہے انتظام کے ساتھ آداب لوگوں کے سہولتوں کے ساتھ عدل اسلام کی عظمت۔

(۵) اس زمانے میں حرہ یعنی شریف خاندانی عورت آزاد عورت جو کسی کی کنیز نہ ہو وہ بڑی مقدس سمجھی جاتی تھی اور ایک کنیز ہوتی تھی امہ باندی جو بکھری ہوتی تھی منڈیوں میں راستوں میں تو دربارِ عمر میں ایک کنیز پیش ہوئی اور سر سے پاؤں تک کپڑے میں ڈھکی ہوئی تھی حضرت عمر بڑے تھوڑے محتاط ہو گئے اور بڑے احترام اور ادب سے اس کے لئے کھڑے ہوئے، پتہ چلا کہ کنیز ہے آپ نے کہا ''عنک القی الحمار اتتشبهین بالحرائر'' یہ کیا ہے حرہ اور شریف عورتوں کو بدنام کر رہی ہو تھوڑا کپڑے کم کرلیں آپ اتنے دسوں کپڑوں میں نہ رہو یہ الٹا نظام دیکھو آج جو اپنے آپ کو سبزی والے کی دوست اور

گوشت والے کی یار سمجھتی ہیں وہ کپڑے اتار چکی ہیں اس زمانہ میں شریف گھرانوں کی عورتیں ان کی آواز بھی کوئی نہیں سنتا تھا، جسم پر پہنا ہوا کپڑا اس کا بھی پردہ کیا جاتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا اس طرح نہیں پہنا کرو مجھ پر آپ نے اشتباہ ڈال دیا میں نے سمجھا کہ کوئی حرہ (آزاد) آرہی ہے کوئی شریف خاندان کی عورت ہے اور کنیز اس کے آداب کم ہیں ذمہ داری کم ہے اور شریف اور نیک زادلوگوں کی عورتیں اور بیٹیاں بہنیں اور مائیں وہ سر سے پاؤں تک ڈھکی چھپی ہوا کرتی تھیں، افسوس صد افسوس

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں جا کر وہ غریب الغرباء ہے

قرآن کے واضح واضح اعلانات ہیں پردہ کے بارے میں" یَـآیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّـاَزْوَاجِکَ" کہو اپنی بیویوں سے" وَبَنٰتِکَ "اور بیٹیوں سے" وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ "اور مسلمان عورتوں سے" یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِهِنَّ "(احزاب آیت ۵۹) کہ اپنے جسم پر بڑی بڑی چادریں اور برقعے ڈالیں۔ پہلے نبی کی بیویوں اور نبی کی بیٹیوں کو خطاب کیا، نظام تب نافذ ہوگا جب اصل الملک بادشاہ وزیر گورنر خاصان سلطنت پابند ہو جائیں جب تک ان پر پابندی نافذ نہ ہوں اور قانون کا عادلانہ نظام ان پر نافذ نہ ہو کبھی بھی رعایا اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی۔ پیغمبر کی بیویوں کے لئے کہا ہے اگر کوئی چیز تم کو ان کو دینی یا لینی پڑی تو

"فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ "(احزاب ۵۳)

آمنا سامنا نہیں ہوگا وہ اندر رہوں گی اور چیز باہر آ جائے گی یا تم باہر ہو تو جو چیز ہو وہ اندر بھیج دو۔ یہ ہماری شریعت کا حکم ہے اور موجودہ نقشہ دیکھو افسوس صد افسوس ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں مغرب کی سازش سے کیسے پردے اور حجاب سے دور کی جارہی ہیں یہ ہمارا سرمایہ ہے امت مسلمہ کا بہت بڑا اثاثہ ہے ان کی اصلاح سے اسلام اپنے پیروں پر کھڑا ہوگا اور ان کی کمزوری سے اسلام کو نقصان پہنچے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرتؓ رات کو بھیس بدل کر رعایا کا حال معلوم کرتے کبھی ایک مکان کے سامنے سے گزر رہے ہیں اس زمانے میں مکلف مکانات تو نہیں تھے دیواریں ہوتی تھیں دروازہ ہوتا تھا بھیڑ بکریوں کا دودھ نکل رہا ہے، اونٹنیوں کا نکل رہا ہے، اندر سے آوازیں باہر آرہی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بازار سے گزر رہے ہیں، اسی دوران ایک خاتون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اس کی گود میں ایک بچہ بھی تھا اور دوسرا انگلی سے پکڑ کر نیچے کھڑا ہے وہ حضرت عمر کو کہتی ہے میں فلاں صحابی کی بیٹی ہوں جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھے اور فلاں کی بہن ہوں جو فلاں غزہ میں موجود تھے اور فلاں کی بیوی ہوں جو فلاں غزہ میں شہید ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مرحبا باهل الخير و الرشد ''سر آنکھوں پر آپ کا سارا گھرانہ چاند ستارے کی طرح ہیں سب میرے جان پہچان کے لوگ ہیں اور مقدس صحابہ تھے اس خاتون نے کہا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا نہ نانا رہا نہ ماموں رہا نہ

چچانہ باپ مجھے ڈر ہے بھوکے پیاسے مر نہ جائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھرے بازار میں پیچھے وزراء اور گورنروں کا لشکر کھڑا ہے دیر تک آپ اُس خاتون کے ساتھ سر جھکا کر کھڑے رہے اور اس سے معافی مانگتے رہے کہ اس بے خبری پر بے انتہا دکھ ہوا مجھے آپ معاف فرمائیں اور فوراً بیت المال خود گئے اور ایک اونٹ کو لدوایا اور درمیان میں مرچ مصالحے جیسے ہلدی اور گھی نمک اس قسم کی ضروری چیزیں درمیان میں رکھوائیں اور خود مہار پکڑ کر کے باہر لائے اور اس خاتون کو فرماتے ہیں''اقتادیھم'' بخاری کے الفاظ ہیں حدیبیہ میں، اس کو لے کے چلیں تین چار مہینے کا راشن ہے اور اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور انتظام کرے گا اور آئندہ آپ کو فریاد کرنے کا موقع نہیں دوں گا، جو آج تک آپ نے دکھ اُٹھایا ہے وہ معاف فرمائیں۔تو ایک شخص نے کہا امیر المؤمنین''قد اکثرت لھا'' بہت زیادہ نہیں دیا ایک اونٹ لدا ہوا اونٹ تو پورا ٹرک کے برابر سامان اٹھاتا ہے آپ نے کہا آپ کو یاد نہیں مجھے نظر آرہا ہے کہ اس کا باپ ایک قلعہ فتح کر رہا ہے، اس کا بھائی ایک پورا قلعہ فتح کر رہا ہے اور اس کا خاوند ایک قلعہ فتح کر رہا ہے اور ان کے فتوحات کا اناج اب بھی مدینہ میں موجود ہے، یہ اس بڑے خاندان کی عورت ہے مجھے ابھی تک اس کے والد بھائی اور خاوند کے کارنامے یاد آرہے ہیں۔

پاکستان کا قیام اور اسلامی نظام سے روگردانی

یہ تھا اسلامی نظام اور یہ تھے اسلامی حکمران، پاکستان کا حق تھا کہ محمد علی جناح قائد اعظم اور ان کے رفقاء نے احسان کیا انگریزوں سے لڑ جھگڑ کے متحدہ ہند کو تقسیم کیا تقسیم کس

طرح ہوئی ہے اس کے فوائد کتنے ہیں اور نقصانات کتنے یہ میرا موضوع نہیں ہے لیکن ایک بات کرتا ہوں آج کے بیان میں کاش کہ محمد علی جناح کو پاکستان کے بانی اور شیخ الاسلام دارالعلوم دیوبند کے مفسر متکلم محدث مولانا شبیر احمد عثمانی اور سید سلیمان ندوی اور ان کے جو اور رفقاء تھے مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ مشورہ دیتے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کرو تو شاید اسلامی نظام کا نفاذ ہو جاتا لیکن اس وقت ملک کو نظام نہیں دیا گیا اور سابقہ نظام جو ظالم اور ظلم کا تھا انگریز کا تھا جو غاصب اور ڈاکو کا نظام تھا کالے قوانین پر مشتمل اس نظام کو سدھارنے کی اور اس کو درست کرنے کی کوششیں شروع ہوگئیں جس میں چنداں کامیابی نہیں ہوئی ہمارا اپنا نظام شریعت کا اسلامی آئین اتنا مفصل اور مدلل ہے کہ انگریزی نظام میں بھی جب آپ بالتفصیل کوئی قانون دیکھیں گے تو پتہ چل جائے گا کہ کہیں نا کہیں اس کی بنیاد اسلامی ایکٹ اور قوانین کے تحت کی رکھی گئی ہے۔ اُن کے وہاں تنسیخِ نکاح اور طلاق اور خلع اور یہ سب کے سب مسائل معتبر مانے گئے ہیں، یہ سب اسلامی مسائل ہیں جج مسلمان آئے، مجسٹریٹ مسلمان آئے کئی دفعہ مقنّنہ پارلیمنٹ مسلمانوں پر مشتمل رہا بڑی کوششیں کی گئیں اللہ ان کو جزائے خیر دے لیکن افسوس کہ باقاعدہ شرعی نظام سے ملک آراستہ نہیں ہوا اور ملک کی ضرورت تھی کہ باقاعدہ شرعی نظام اس میں نافذ ہو جاتا تاکہ امن اور سلامتی کی ہوائیں اس ملک میں چلتیں، کیونکہ ملک کا مسئلہ یہ اجتماعی مسئلہ تھا، اجتماعی زندگی تھی جس میں آپ اور آپ کے قرابت دار، آپ اور آپ کا محلّہ، آپ اور آپ کا شہر، آپ اور آپ کا صوبہ، آپ اور آپ کا پورا ملک زندگی گزار رہا ہو وہاں ایک پورا نظامِ عدل درکار ہوگا۔

پاکستان اور سزائے موت کا تعطل

پھر جب ظالم ظلم کرلے تو اس سے مظلوم کے لئے بدلہ لیا جائے گا، جب قاتل قتل کرلے'' یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ''(بقرہ) تو مقتولوں کے لئے قاتلوں سے انتقام لینا پڑے گا۔ چنانچہ اس نظامِ شرعی کو باقاعدہ نافذ نہ ہونے کی وجہ سے آج پاکستان میں سزائے موت موقوف کردی گئی کوئی ایک قتل کر چکا ہے یا سو قتل عمد ہے یا اور کوئی قتل ہے جس طرز کا بھی قتل ہے اس کو عدالت کہے کہ سزائے موت تو پھانسی گاٹ والے کہیں گے یہ معطل ہے بیٹھو یہاں اور سارے جہان قاتل غاصب دہشت گرد انسانی زندگیوں سے کھیلنے والے مفسد عناصر یہ سن رہے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ پاکستان ٦٥ سال بعد اس ڈگر پر پہنچا کہ اس میں قتل کرنے والے قاتل کو سزائے موت دینے کی صلاحیت باقی نہیں رہی، تو پھر وہ کیوں قتل وغارت گری سے باز آئے گا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ جن کے کہنے پر یہ سزائے موت ختم کی گئی ہے وہاں سزائے موت برقرار ہے، امریکہ میں موجود ہے ابھی آپ کے سامنے کتنے مسلمان لیڈروں کو سزا دی، صدام کو کس جرم کی سزا دی گئی تھی ایک چیز بھی ثابت نہیں ہوئی اور سزا دے دی گئی کیونکہ وہ اسلامی پلڑے کا ایک بارعب سپہ سالار تھا اگرچہ اس کی غلطیاں بھی ہیں اور کتنے افراد آپ کے سامنے ہیں اوپر نیچے کئے جارہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اور یہ چونکہ ان کی ایک مشترک کالونی ہے اس لئے یہاں ان کو پہلے سے للکار دیا جاتا ہے اور ہمارے وہ بزدل صدر جو صرف اس شرم کے ساتھ یہاں سے جانا چاہتا تھا کہ اپنی مدت پوری کی لیکن پیچھے سے قمیص

کٹی ہوئی تھی جب جار ہے تھے سب کچھ نظر آ رہا تھا ایسی مدت پر لعنت ہو شیر کی چند دنوں کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے، ایک سال حکومت ہو دو سال ہو لیکن ڈنکے کی چوٹ پر ہو ظالم کو ظلم کی سزا دے، قاتل کو قتل کی سزا دے، مقتول کا بدلہ لے، مظلوم کے آنسو پونچھے اور پورے ملک کو یہ سبق سکھائے کہ کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکے گا۔

میں نے مولانا کو بھی یہاں ایک دو دفعہ کہا میں نے کہا آپ کی خاموشی نا قابل فہم ہے آپ تمام محاذوں پر پارلیمنٹ کی کامل نمائندگی کرتے ہیں اور تمام اصلاحات کا آپ نوٹس لیتے ہیں پاکستان میں سزائے موت موقوف کی گئی مجھے کہا عدالتیں صحیح نہیں ہیں، گواہیاں جھوٹی ہوتی ہیں، حکومت جس طرح چاہے وہی فیصلے کرتی ہے، میں نے کہا اس پہ پابندی لگوائیں اور صریح جرائم پیشہ جن کو زمین و آسمان تمام لوگ ایک جیسے جانتے ہیں کہ یہ قاتل ہے ان کو سزا دی جائے تاکہ معاشرہ اس سے پاک ہو جائے، اس کے خون خرابے کی وجہ سے شہروں میں بدامنی ہے لوگ گھروں میں نہیں رہ سکتے لوگ اپنے مال و متاع کے ساتھ آرام و عزت نہیں پاتے یہ سب دلائل میں نے پیش کئے اپنی جگہ اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ مجھے آپ نے پورا سمجھا دیا اور میں مناسب موقع پر اس کے لئے تحریک اٹھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے،

اے تماشہ گاہ عالم روئے تو
تو کجا از بہر تماشہ می روی

علماء دین نے لکھا ہے کہ کبھی بھی کسی کے ظلم پر خوش نہ ہوں ظالم اگر آپ کا بھائی بیٹا بھی ہے تو برا ہے اس کو بھی آپ کہیں گے یہ ناجائز کر رہے ہیں اس سے پیچھے ہٹو

"وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" (ھود آیت ۱۱۳)
ادنی جھکاؤ بھی آپ کا ظالموں کی طرف جہنم جانے کا باعث ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم کی سزا دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل! ایک مثال

جبلہ بن سہمہ ایک بہت بڑے قبیلے کا سردار تھا بڑی شان و شوکت سے ایمان لایا تھا، کعبہ شریف میں طواف کر رہا تھا ایک بدو نے اعرابی نے اس پر پیر رکھا غلطی سے رکھا ہوگا اس کی دھوتی کھل گئی پیچھے پلٹ کے اس کو ایک دو کس کے رکھے کہا بدتمیز طواف کرتے ہو آداب نہیں آتے وہ طواف چھوڑ کے سیدھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے گیا کہ اب تو کعبہ کے اندر مطاف کے اندر ہماری پٹائی ہو رہی ہے حضرت عمر نے کہا کہ پکڑو جبلہ کو حضرت عمر سے کہا گیا آٹھ ہزار قبیلہ ساتھ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو یہ قبیلہ ہے اگر آٹھ لاکھ اور آجائیں اُن کو بھی گرفتار کراؤں گا کعبے کے سامنے بے حرمتی کی ہے ایک اعرابی کی، جبلہ سے پوچھا کیوں مارا ہے اس کو، اس نے کہا کہ یہ بدتمیزی کر رہا تھا، حضرت عمر نے فرمایا کہ سزا آپ دیں گے یا عدالت دے گی؟ اعرابی سے کہا دو صورتیں یا معاف کرو ،کوئی تاوان لےلو، اس نے کہا تو بہ اگر تمام قبائل مجھے اپنے جائیداد دے تب بھی میں اپنا تھپڑ معاف نہیں کروں گا ،ماروں گا اسے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چلو لگاؤ بڑے بڑے صحابہ نے حضرت عمر سے کچھ کہنے کی کوشش کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "قیفوا علی ..." جہاں کھڑے ہو وہاں کھڑے رہو آگے مت آؤ عدل کے سامنے کسی کو رکاٹ نہیں

بننے دوں گا۔ اعرابی نے کہا یہ جب مجھے تھپڑ مار رہا تھا اس کو غصہ بہت آیا تھا مجھے غصہ نہیں آ رہا تو تھپڑ کمزور ہوگا حضرت عمر نے کہا غصہ کیسے آئے گا اس نے کہا مجھے اجازت دے وہاں سے دوڑتا ہوا آؤں گا وہاں جا کر، وہاں سے دوڑتا ہوا آیا اور جبلہ کو کہا ہاتھ نیچے کرو سیدھا کھڑے ہو جاؤ ایک پچانوے درجے کا تھپڑ مارا اس کو اور اس کا چہرہ دوسرے طرف مڑ گیا حضرت عمر نے آسمان کو دیکھا کہا کہ گواہ رہو کہ عمر عدل جانتا ہے اور یہ زمین اس وقت تک امن سے بھری رہے گی جس پر عدل نافذ ہوگا اور صحابہ سے کہا تم معتبر آدمی سے بدلہ لینے سے گھبراتے ہو "وانتم اصحاب رسول الله" پیغمبر کے صحابہ ہو کر بھی۔ صحابہ ایسے تھے سب کو ہمت دلائی۔ میرا مقصد یہ ہے کہ چونکہ نظام متاثر ہے اس لئے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب جیسے کارآمد انسان اہل حق کا داعی قرآن وسنت کا ترجمان توحید وسنت کی آن بان پاکستان کے سرزمین پر باقی کون بچا ہے جو موقع پر بات کر سکے اور دین کی نمائندگی کر سکے جن کو سمجھ نہیں آتی وہ علاج کریں اپنے ذہن کا۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ پرفتن دور میں، پرآشوب احوال میں یہ حضرات بے انتہا قیمتی ہیں اور ان پر قاتلانہ حملے ظالمانہ اقدامات ہیں وہ کسی بھی فریق اور کسی کے شہ پر ہو قابل مذمت ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا محترم کو عمر دے، زندگی دے اور ان کے مخلص رفقاء اور ملک بھر کے علماء طلباء نمازی حضرات کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۸۷

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الی کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

''قُلْ متاعُ الدُّنیا قلیلٌ ج والاٰخرۃُ خیرٌ لِّمنِ اتّقی''(نساء آیت ۷۷)

قال رسول اللہ ﷺ لایمنع بطن ابن آدم الا التراب''

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وعَلٰی آلِ اِبْراھیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بارِکْ علٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بارَکْتَ عَلٰی اِبْراھِیْمَ وعَلٰی آلِ اِبْراھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

تمام طاقتوں کا سرچشمہ صرف ذات باری تعالیٰ ہے

دنیا کی زندگی عجیب ہے چند سانسوں کا نام ہے وہ بادشاہ ہو یا فقیر ہو پیغمبر وقت ہو یا ایک عام مسلمان اور امتی ہو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک زندگی دی ہے، وہ زندگی صرف اللہ کے اختیار میں ہے" قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ " انسان خود اس کے تناظر کو نہیں سمجھتا ہے" وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا "(بنی اسرائیل ۸۵) قدرت کاملہ صرف رب العزت کی ہے" ان اللہ علی کل شئی قدیر "انجام اور عواقب اللہ بزرگ و برتر کے اختیار میں ہے" وللہ عاقبۃ الامور "(حج) ساری خواہشات اور تمنائیں دنیا میں نہیں پوری ہوتیں" ام للانسان ماتمنی ○فللہ الاخرۃ والاولی "یہ شان اللہ کی ہے جو چاہے کرے جو چاہے کرائے" وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی "(نجم آیت ۲۲ تا ۲۶) زمینی مخلوق چھوڑ و آسمانوں میں جو مقدس مخلوقات ہے فرشتے ان کی بھی نہیں چلتی کسی کی سفارش تک نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اجازت نہ دے اور رضامند نہ ہو جائے آسمانی مخلوق کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ مقام اور مرتبے میں زمینی خلائق سے اونچے ہیں اور جب وہ متقرب اور متقدس ہو کر بے اختیار ہیں بے اقتدار ہیں تو زمینی خلائق کا کیا حال ہوگا؟ انسان کو اتنا پتہ بھی نہیں چلتا ہے کہ جسم کا کونسا حصہ پہلے ہی پسماندہ ہو جائے گا

آنکھیں پہلے اندھی ہوں گی یا پیر شل ہوں گے، دل فیل ہونے سے مرے گا یا گردے کام چھوڑیں گے ہارٹ ٹبرل ہوگا یا کینسر سے جائے گا اپنی موت سے مرے گا یا کسی کے ہاتھ سے جائے گا۔

چوں آہنگ رفتن کند جان پاک
چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک

موت کے وقت ایمان! مؤمن کی کامیابی

اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک اصول ارشاد فرمایا ہے کہ مرنا تو ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" لیکن ایسا مرو کہ اللہ راضی ہو" ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا " پرہیز گاروں کو ہم بہت بچائیں گے" وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا" (مریم) بد عملوں کا حال صحیح نہیں ہوگا تکلیف دہ ہوگا" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ " (آل عمران آیت ١٠٢) اسلام کو قائم رکھنا بہت ضروری ہے" اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ " (بقرہ) اسلام ایک ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء ومرسلین بھیجے" شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ " (شوریٰ آیت ١٣) تمام انبیاء ومرسلین کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے مبعوث کیا ہے" فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ " (بقرہ ٢١٣) اسی دین حق کا نام اسلام ہے" اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ " اسکے مقابلہ میں کوئی فکر کوئی زاویہ کوئی سوچ

کوئی نظام کسی درجے میں بھی قابل قبول نہیں ہے" وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ" (آل عمران ۸۵) اسلام وہی ہے جو انبیاء لے کے آئے ہیں اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر مکمل ہو گیا" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا "(مائدہ ۳) تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے پوری کیں اور ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو چن کر اہل ایمان کو دیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر شکر کرنا چاہیئے" لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ " (ابراہیم آیت ۷) شکر نعمت سے اضافہ نعمت ہوتا ہے اور نعمت کے زوال کا خوف ختم ہو جاتا ہے اور آئے دن اس کی ترقیات نصیب ہوتی ہیں زندگی نعمت ہے، شباب جوانی نعمت ہے ،حلال مال نعمت ہے، تابعدار اولاد نعمت ہے

نعم الـه علـى العباد كثيرة　　　اجـلهـن نـجـابـت الاولاد

اچھے رفقاء اور اچھے احباب وفادار دوست

"اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ" (زخرف آیت ۶۷)

قیامت کے دن دوستیاں ختم ہو جائیں گی لیکن جو دوستیاں اللہ کے لئے ہوں اس محبت کی بنیاد رضاء الٰہی ہو دین اسلام ہو وہ برقرار رہیں گی

شيئان لو بكت الدماء عليهما　　　فـقـد الشباب وفرقت الاحباب

سات آدمی عرش کے سائے تلے

سات آدمی قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے "الامـام العادل" عدل وانصاف کرنے والے حکمران "وشـاب نشـافي عبادة ربه" اور وہ جوان جو جوانی

سے عبادت اور طاعات میں ہو

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

جوانی سے توبہ کرنا، گناہوں سے بچنا، نو عمری سے حسنات کرنا، مسجد جانا تا کہ تمام دولت جوانی کی تمام سلطنت حسن کی، تمام امانتیں صلاحیتوں کی محفوظ رہے" وشاب نشافی عبادۃ رھی "مسند احمد میں ہے" ای افنا شبابه و نشاطه فی عبادته تعالی "اپنی جوانی اور تازگی دین پر قربان کر چکا ہے۔

بہار عالمے حسنش دل و جان تازہ می دارد
برنگ اصحاب صورت را بگو ارباب معنی را

"و رجلان تحابا فی الله و تفرقا علیه "اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے محبت کی اور ساتھ رہے، موت آئی تو جدا ہوئے ورنہ زندگی بھر ایک دوسرے کی محبت و شیرینی سے سیر نہیں ہوتے تھے دین کے رشتے پائیدار ہوتے ہیں کیونکہ دین خود پائیدار ہے، استاذ اور شاگرد کا رشتہ ہمیشہ کا ہے، ماں باپ کا رشتہ ہمیشہ کا ہے، دنیا کے رشتے تو یا دولت کی وجہ سے یا کام کاج کی وجہ سے ہیں وہ چیزیں چھن جاتی ہیں یا بدل جاتی ہیں تو تعلق بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔

"و رجل طلبته ذات منصب و جمال "اور ایک صحت مند مسٹنڈے آدمی کو ایک حسین جمیل عورت نے اپنی طرف راغب کرنا چاہا گناہ کی دعوت دی "فقال انی اخاف الله" اللہ تعالی سے ڈر کر کے وہ گناہ کے قریب نہیں گیا جان دے دی لیکن گناہ

نہیں گیا۔ (بخاری شریف ج ا ص ۱۹۱)

جان ہی دے دی جگر آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

مرنا کوئی بڑی بات نہیں وہ معمول ہے حیات اور ممات، خطرناک بات گناہ کرنا ہے، حق تلفی ہے، زیادتی ہے یہ بہت خطرناک بات ہے اس سے نیکیاں چھن جاتی ہیں اور نیکیوں کی توفیق متأثر ہو جاتی ہے۔ لوگ اس لئے بہت خیال رکھتے ہیں۔ یہ چیز میری نہیں ہے میں نہیں لے سکتا اور ناجائز اور شک کی چیزیں نہیں اٹھاتا ہے ائمہ کہتے ہیں کہ اگر کسی اجتماعی پروگرام سے کوئی چیز بچ گئی تو وہ بیت المال میں جمع ہو جائے یا مالک کا ہے تو اس کو لوٹا دیا جائے، لوگوں کی چیزیں اٹھانا اور لوگوں کا سامان قبضے میں لینا یہ ایسا ہے جس طرح کسی اور کے جہنم میں غوطہ لگانا یہ تو ختم ہی ہو رہی ہے آسمان وزمین ختم ہو جائیں گی ''اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ'' (انفطار) اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ '' (تکویر آیت ۱،۲) سورج چاند ستارے سب ختم ہو جائیں گے آسمان بھی نہیں ہوگا زمین بھی نہیں ہوگی ''يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ '' ''يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا'' ایسا دن آنے والا ہے ابھی بچہ پیدا ہوا اور تھوڑی دیر میں اس کے بال نکل آئے اور تھوڑی دیر بعد دیکھا تو بال سفید بھی ہو گئے ''السماء منفطر به '' آسمان پھٹ جائے گا اور تم کہتے ہو بچے بوڑھے ہو رہے ہیں یہ کونسی بڑی بات ہے اتنا بڑا آسمان ہے وہ پھٹ جائے گا ''كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا'' (مزمل) اللہ نے وعدہ کیا ہے اسی طرح ہی ہوگا اس میں

کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ بہت ضروری ہے ایک مؤمن مسلمان کے لئے کہ اس کے ہر کام میں حد درجہ احتیاط ہو۔

جناب نبی کریم ﷺ کی کمال احتیاط

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور منہ میں ڈالی اور آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو کہا "اُہ اُہ" تھوکو تھوکو

"الا تکن من الصدقة" (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۰۲)

کہیں یہ کھجور زکوۃ کی نہ ہو اور سادات کے لئے زکوۃ ناجائز ہے اور آپ ﷺ نے حسن کو کہا

"ان ابنی هذا سید" (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

میرا یہ نواسہ سردار ہے رسول اللہ ﷺ کے آل واولاد کو سادات کہتے ہیں ان کے لئے زکوۃ یا واجب صدقات جیسے فطرہ ہے قربانی کے پیسے ہیں واجب صدقات جائز نہیں ہیں اسی طرح اللہ کے نام کے کفارات بھی نہیں لے سکتے علی التحقیق وہ زکوۃ جو سادات کو دی گئی ہے وہ بھی نہیں ہوئی ہے دوبارہ دی جائے گی۔ چاروں ائمہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

(۲) جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کبھی کبھی مجھے شدید بھوک لگی ہوتی ہے اور میرے بستر پر کھجوریں پڑی رہتی ہیں مگر اس خوف سے کہ کہیں وہ زکوۃ کی کھجور نہ ہوں میں اسے منہ میں نہیں ڈالتا ہوں۔ عربستان کھجوروں کا ملک ہے اتنی کھجوریں ہیں بے انتہاء۔ اب بھی پورا مدینہ کھجوروں سے لبالب ہے اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ جب تک پیغمبر کو اللہ تعالیٰ اطلاع نہ کرے تو وہ خود غیب دان نہیں ہے جو لوگ انبیاء یا اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں بہت

بڑی غلطی کررہے ہیں، فحش غلطی کررہے ہیں اور اپنا عقیدہ تباہ و برباد کررہے ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ کھجور زکوۃ کی ہو اور میرے لئے اور میرے آل واولاد کے لئے زکوۃ منع ہے۔

(۳) بخاری شریف کی روایت ہے یہ بھی صحاح کی روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا تھا آنے کا آپ ﷺ نے ایک موقع پہ کہا جلدی جلدی آیا کرو بہت دیر سے آتے ہو انہوں نے وعدہ کیا کہ میں آؤں گا مقررہ وقت گزر گیا اور جبریل نہیں آئے۔ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام ملے انہوں نے کہا میں آتو چکا ہوں لیکن آپ کے گھر میں کہیں سے کتا گھسا ہوا ہے آپ ﷺ کو بڑی حیرت ہوئی اور آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے کہا کہ ہمارے گھر میں کتا کہاں سے آیا، ام المومنین سے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا تھوڑی دیر پہلے حسن ایک پلا چھوٹا بچہ کتے کا گود میں لے کے آیا تھا اور چارپائی کے نیچے بٹھایا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے باہر نکالا اور صحابہ کو کہا کہ آؤ اس کو دھلواؤ تاکہ اس کا بال بھی یہاں نہ رہے، اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ انبیاء کرام علیہم السلام غیب دان نہیں آپ ﷺ کو خود نہیں معلوم تھا جب تک جبریل نے نہیں بتایا اور ملائک کی، رحمت کے فرشتوں کی طبیعت ہے کہ جس جگہ کتے ہوتے ہیں وہاں وہ قدم نہیں رکھ سکتے، قہر کے اور عذاب کے ملائک تو جاتے ہیں وہ تو کتے کی روح بھی قبض کریں گے اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ چھوٹے بچوں کی غلطیاں بھی غلطیاں ہیں انہیں بھی روکنا چاہیے نہ جبریل نے یہ کہا کہ خیر ہے ننھا منھا حسن مجتبیٰ لے کے آیا اور نہ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو جواب دیا کہ ایک معصوم بچہ پلے کو لے کے آیا ہے معاف ہونا

چاہیے فرشتے اور نبی دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ نکالنا ضروری ہے جو لوگ ذرا ذرا سے بہانے سے کتے پالتے ہیں گھروں میں اور پتہ نہیں کیا کیا نخرے کرتے ہیں اب یہاں تک کہ گاڑیوں میں کتوں کے شبیہ لٹکے ہوئے ہیں ان کو شرم کرنا چاہیے اپنے نبی کی بارگاہ اور آستانے سے ان کو حیا کرنا چاہیے قیامت کے دن تمہاری شفاعت پیغمبر اسلام کریں گے؟۔

بچوں سے متعلق دیگر مسائل

لباس کا مسئلہ

آپ اپنی زندگی میں نبی کا کوئی حصہ بھی چھوڑ رہے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ پیغمبر کے آدمی ہیں؟ علماء دین نے لکھا ہے کہ لڑکوں کے لئے لڑکیوں کا لباس اور لڑکیوں کے لئے لڑکوں کا لباس پہنانا منع ہے لعنت آئی ہے ایسے لوگوں پر جو لڑکوں سے لڑکیاں اور لڑکیوں سے لڑکے دکھاتے ہیں لعنت فرمائی ہے حدیث میں ایسے افراد پر اور جس طرح ہم اور آپ کوئی کام نہیں کر سکتے ہیں ناجائز ہے چھوٹا بھی کرے گا تو روکیں گے اسے اگر اس کو کرنے دیا گیا تو بڑے گناہ گار ہوں گے۔

بعض لوگ بچوں کو تصویروں والا کپڑا پہناتے ہیں مورتیاں بنی ہوئی ہیں قسم قسم کے جانوروں کی شکلیں ہیں، یاد رکھیں جس طرح آپ کے لئے اور ہمارے لئے پہننا ناجائز ہے اسی طرح ایسی چیزوں کو آگے بڑھانا بھی صحیح نہیں ہے۔ بعض اوقات بچوں کے لئے تحفے آجاتے ہیں اس پہ مورتی بنی ہوتی ہیں تو ایک دفعہ اہل خانہ نے کہا کسی کو دے دیں گے میں نے کہا ناجائز چیز آگے بڑھانا بھی ناجائز ہے پہلے اس کو ٹھیک کر دو پھر آگے بڑھاؤ ورنہ اتنا

ہی گناہ ہوگا جتنا کسی کو تصویر دینے کا گناہ ہوگا۔

بچوں کو مسجد میں لانا

حدیث شریف میں ہے "جنبوا مساجد کم الصبیان والمجانین" دیوانوں کو اور چھوٹے بچوں کو مساجد میں نہیں آنے دو کیونکہ وہ آداب نہیں کر سکتے نمازیوں کے سامنے سے گزریں، ادھر ادھر بھاگیں گے، شور مچائیں گے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر ایسا بچہ ہو کہ اس کو بڑا کہے کہ یہاں بیٹھے رہو اور وہ وہاں بیٹھا رہتا ہے تو اس کو لا سکتے ہیں، جائز ہے، اس کو فقہاء کہتے ہیں صبی ممیز تمیز والا بچہ۔ اسی طرح مجنون چونکہ اس کا دماغ ٹھکانے پر نہیں ہوتا اس لئے اس کے لئے بھی مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔

موت کے لئے کوئی بھی چیز رکاوٹ نہیں

بازار اور مارکیٹ میں جب سودا سلف خریدتے ہو تو یہ سوچا کرو کہ آپ کلمہ گو مسلمان ہیں اپنے دل سے یہ پوچھو کہ میں بازار میں نہیں مروں گا اور نہ بازار میں رہوں گا میں قبر میں جاؤں گا وہاں دنیا کے ذرے ذرے کا حساب ہوگا اور زندگی کیا ہے جو آج زندگی ہے ہو سکتا ہے اگلے جمعہ کو نہ ہو۔ ایسے کتنے لوگ تھے جن کو ہم صحت مند سمجھتے تھے آج وہ دنیا میں موجود نہیں ہیں، موت نہ جوان کو دیکھتی ہے نہ بوڑھے کو باپ زندہ ہوتا ہے بیٹا مر جاتا ہے موت نہ کم عمر کو دیکھتی ہے نا ہی معمر کو ابھی پیدا ہوا اور ابھی چلا گیا بوڑھے زندہ ہیں جوان سفر کر لیتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے "لا یمنع الموت بواب ولا حارس" موت کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے بس اللہ کا فیصلہ ہے "أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ

الموتُ ولو كنتم في بروجٍ مُشيّدةٍ '' (نساء آیت ۷۸) مضبوط قسم کے قلعے میں کیوں بند نہ ہو جب مقررہ گھڑی آجائے گی خود بخود روانہ ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے ہر عمل ایسا کرو جیسا آخری عمل ہو سکتا اس کے بعد تمہیں نماز، وعظ اور نصیحت کا موقع نہ مل سکے تو آپ کو اس کی قدر آئے گی۔

جناب نبی کریم ﷺ وفات کے سال ایسی تقریریں کرتے تھے، صحابہ کہتے ہیں ہم تقریریں سنتے تھے ہمیں اندازہ ہوتا تھا'' کانہ یودعنا '' جیسے حضرت ﷺ ہم سے رخصت لے رہے ہیں کہ بس میرا سفر ہے اور میں جانے والا ہوں

اے کف دست و ساعد و بازو
ہمہ تودیع یک دیگر بکنید

یہ ایک دستور ہے کہ جب آدمی کو احساس ہو جاتا ہے کہ میں بڑے سفر پر روانہ ہونے والا ہوں تو لوگوں سے معافی مانگنے لگتا ہے

فید مسلمة وطرف شاخص وحشایة و وعد مامضو۔۔۔

کہتے ہیں کہ انتقال کے وقت جو یہ اعضا ہوتے ہیں مرنے والے کے، یہ اعضا ایک دوسرے سے معافی مانگتے ہیں کہ مجھ سے بڑی زیادتی ہوئی ہے، پیروں کو کہتا ہے، ہاتھ کبھی چہرے پر ہاتھ رکھتا ہے، اس سے معافی مانگتے ہیں کہ میری وجہ سے آپ کی پٹائی ہوئی ہے اور روح منتظر کھڑی رہتی ہے،

مرا در منزل جانان چہ عیش و چوں ہر دم

جرس فریاد می دارد کہ بربندید محمل ہا

زندگی چند سانسوں کا نام ہے چند گھڑیوں کا نام ہے" یود احدھم لو یعمر الف سنۃ " ہر ایک چاہتا ہے کہ ہزار سال زندہ رہے" وما ھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر " (بقرہ آیت ۹۶) ہر ایک ہزار سال بھی ہو جائے پھر بھی خاتمہ تو ہوگا ہزار سال بھی ختم ہو جاتے ہیں

نہیں برسوں پہ کچھ مدار حیات
موت پر زندگی تمام نہیں
خاص بندوں کو ہے بقا حاصل
زندگی نام اس فانی کا نہیں

حیات بعد الموت

اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے جس کا خاتمہ نہیں ہے" خالدین فیھا " ہے زندگی تو وہ ہے جس پر فنا نہیں آنے کی زندگی تو وہ ہے جس میں عزت ہے ذلت نہیں ہے، جس میں آرام ہے اور بے آرامی نہیں ہے۔" خالدین فیھا " اللہ فرماتا ہے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے" لایبغون عنھا حولا " تو وہ ہرگز نہیں جانے کا سرکنے کا نام نہیں لیں گے۔ دنیا کے اندر تو صدر پاکستان کو بھی پتہ ہے کہ بس میرے دن پورے ہو جائیں گے اور صدارتی ہاؤس سے جانا پڑے گا، وزیر اعظم بھی "گو" "گو" کے نعرے سنتا رہتا ہے بہت بہترین نعرے ہیں، بہت عزت کے نعرے ہیں جو ہر طرف سے اس کے کان میں پڑ رہ

ہے ہیں نہ جمعہ کا قتل کرتا اور نہ اتنا ہلکا ہوتا اور آج تک اسے یہ عبرت نہیں ہوئی اور نہ یہ سبق ہوا کہ اس کے گذشتہ وزارت عظمیٰ میں اس کے ہاتھ سے کتنا بڑا ظلم ہوا تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی دن جمعۃ المبارک جس کی شان وفضیلت میں پوری مکمل سورت قرآن کریم میں نازل ہوئی ہے جو مسلمانوں کی عید کا دن ہے اسے ہٹا کر کے اتوار کی چھٹی لگائی ہے جو عیسائیوں کا مذہبی دن ہے، یہ ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں ہوگا، جیت کر بھی ہارا ہوا معلوم ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم ہے لیکن ایسا ہے جیسے کہ فقیر ہو جیسے کسی کے سہارے پہ چل رہا ہو دو مٹھی آٹا لے کر کارخانے اور فیکٹریاں مال اور دولت اور فونڈریاں سب عزت اور حیات کے لئے وبال بن چکے ہیں۔ اگر کسی کی آنکھیں ہیں تو کتنا بڑا مقام عبرت ہے" اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ "(النور۴۴) کھلی آنکھیں ہوں عبرت والی تو سبق حاصل کریں۔

الامام العادل! اللہ تعالیٰ کی ایک نعمتِ عظمیٰ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ

بادشاہت تو ایسی ہونی چاہئے کہ ہر شخص آپ کو آنکھوں پر بٹھائے اور آپ کے بعد بھی لوگ آپ کو یاد رکھیں آپ کی مثالیں دیں۔ بادشاہ تو ایسا ہو جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "الامام العادل "رحم وکرم والا فرمانروا عادل کہتے ہیں کہ عمر ابن عبدالعزیز جن کی خلافت پہلی صدی کی آخر میں ۱۰۱ یا ۱۰۲ یا ۱۰۳، ۱۰۴ تک ہے اور پہلا مجدد ہے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سو سال پر ایک آدمی آئے گا وہ دین کو نئے سرے سے پیش کرے گا جو اس میں پریشانی آئی ہو، لوگوں نے اپنی طرف سے کمی زیادتی کی ہو، وہ

سب نکال کے اس کی اصلاح کر کے اصل دین لوگوں کے سامنے پیش کرے گا ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف میں یہ روایت ہے "ان اللہ لیبعث لھذا الامۃ علی رأس فی کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا " سید سلیمان ندوی نے اس حدیث پر مکمل کتاب لکھی ہے اور اس کا نام ہے "مجدد دین وملت" جو طالب علم یا اردو خوان اس حدیث کے مزید قضایا اور تشاجرات دیکھنا چاہیں وہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی کتاب "مجدد دین و ملت" کا مطالعہ کریں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں ایک چرواہا بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک اس نے دیکھا ایک بھیڑیئے نے ایک بھیڑ کو پکڑ لیا اور اس کو کاٹ دیا تو اس چرواہے نے بہت افسوس کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ ہمارے امیر عمر ابن عبدالعزیز یا تو مر چکے ہیں اور یا ظالم بن چکے ہیں چنانچہ وہ لمحہ اور وہ گھڑی تھی جس میں عمر بن عبدالعزیز روح دے چکے تھے مقدس ہستی جب دنیا سے اٹھتی ہے تو نظام میں کوئی نا کوئی فرق ضرور آتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فاروق اعظم وہ بھی کبھی موج میں آ کے کہتے تھے جب اُن کے سامنے زلزلہ محسوس ہوا تو انہوں نے زمین کو مخاطب کر کے کہا " اسکنی الم یعدل علیک عمر " خبردار کہ زلزلہ آیا کیا تیرے پیٹ پر عمر نے انصاف نہیں کیا اور عدل عمر اور اُن کا انصاف ایسا تھا کہ زمین و آسمان نے اس کی گواہی دی، ایک بار فرمایا کہ

"والذی بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لو ان جملا هلک ضیاعا بشط الفرات لخشیت ان یسالنی اللہ عنه"

(۱) تاریخ الامم والملوک ج ۳ ص ۴۷۱

(۲) الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۳۳

(۳) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۰۵

(۴) صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۰۹

(۵) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج ۴ ص ۱۴۱

اس خدا کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو (نبی بنا کر) بھیجا ہے اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی بھوکا مرا تو مجھے (عمر کو) ڈر ہے کہ مجھ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ آپ کی رعایا میں مخلوقات کو خوراک نہیں ملتی تھی آپ کیسے حکومت کرتے تھے۔

آج حکمران اپنی پارٹیوں کو مالا مال کرنے سے سیر نہیں ہوتے، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے یہ کچھ بھی نہیں بنا نہ اپنوں کے رہے نہ پرایوں کے رہے کیونکہ ایک دین لے لیں اور اسلام کی خدمت کو سچائی سے اپنائیں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے بڑی سے بڑی تکلیف گزارنی ہے لیکن شریعت کے خلاف نہیں کرنا ہے، آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت کس شان سے نازل ہوتی ہے

"ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم" (آل عمران ۱۶۰)

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرنے لگے پھر کوئی تمہیں مغلوب نہیں کر سکے گا چونکہ ہمارے زمانے کے حکمران اور سیاسی زعماء کا تعلق مع اللہ ختم ہو چکا ہوتا ہے اتنی ناکردنیاں

اور گناہوں کے اعمال میں مبتلا ہوتے ہیں ہر طرف سے ان پر حملے ہوتے ہیں اور ان سے نئے پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مختصر سی زندگی ہے چند لمحوں کے لئے آتے ہیں اور سال ایسے گزرتا ہے جیسے مہینہ اور مہینہ ایسے جیسے ہفتہ اور ہفتہ ایسے جیسے دن اور دن ایسا جیسے عصر اور مغرب کے درمیان کی گھڑی ہے تمام اوقات اڑے جا رہے ہیں

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

کاش کہ مسلمانوں میں اپنے اوقات کی قدر آ جاتی اپنی زندگی کو نیک اعمال سے بیش بہا بنا لیتے اور آخرت کی تیاری کر لیتے

"ولتنظر نفس ما قدمت لغد" (حشر ۱۸)

ہر انسان کو سوچنا چاہیے کل کے لئے کیا تیاری کر چکا ہے کیونکہ کل تو آنے والا ہے "انهم يرونه بعيدا" یہ سمجھتے ہیں موت بہت دور ہے "ونراه قريبا" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہت نزدیک ہے آ ہی گئی ہے اللہ تعالیٰ ایمان اور عاقبت بخیر و عافیت فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

جمعۃ المبارک بمطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۴ء

خطبہ نمبر ۸۸

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالى الى كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

" وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ٥ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ" (انبیاء آیت ۳۴،۳۵)

وفى الحديث للموت حادثه ولما قام وقيل له انها جنازة يهودى فقال اليست نفساً او كما قال " (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۵)

اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

جناب نبی کریم ﷺ کی آمد! تمام اوہام واشکال کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ محرم کے بعد جو مہینہ ہے وہ صفر کہلاتا ہے اس کے بارے میں عجیب عجیب روایتیں ہیں بلائیں نازل ہوتی ہیں مصیبتیں اترتی ہیں اور ستر ہزار ایسے ساٹھ ہزار ایسے اگر کسی کو ایک چوٹ لگ گئی تو ساٹھ پوری ہوگی اگر ایک ٹھوکر لگی تو ساٹھ ٹھوکریں پوری کرنی پڑے گی یہ تمام یہود کا کام تھا وہ باتیں بناتے تھے مذہب ان کا محفوظ نہیں رہا تھا اللہ تعالی نے قرآن شریف میں ان کو کہا

"انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ اثما مبینا"
(سورۃ نساء آیت ۵۰)

دیکھو کیسے جھوٹ بول رہے ہیں یہ جھوٹ بولنا ہی بہت بڑا گناہ ہے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی النبی المرتضی امین علی وحی السماء جناب رسول اللہ ﷺ کامل و اکمل دین کے ساتھ تشریف لائے ایک تو زبردست بات یہ ہوئی جو کتاب آپ کو دی گئی جو آپ کی سچائی اور رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے وہ محفوظ فرمائی گئی ہے

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون" (سورۃ حجر ۹)

اس کو نازل بھی ہم نے کیا اور محفوظ بھی ہم رکھیں گے جس طرح نزول میں کوئی

شریک نہیں ہے اس کو محفوظ رکھنے میں بھی کسی کا دخل نہیں ہے۔ اور چونکہ کتاب تیئس سالہ مدت نبوت میں نازل ہوئی ہے "وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً" "کافر لوگ کہتے ہیں یہ قرآن شریف گذشتہ کتابوں کی طرح یکدم پوری کی پوری یوں نہیں دی جاتی" "كَذٰلِكَ" "نہیں یہ تو اس طرح تھوڑا تھوڑا آئے گا "لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ" "تاکہ ہم اس سے آپ کے دل کو پکا کریں یعنی اس قرآن کو آپ کے دل میں بٹھائیں مگر قرآن دل میں تب بیٹھے گا جب دل قوی ہوگا تو ترجمہ اس طرح بنتا ہے کہ اس کے ذریعے آپ کے دل کو قوی کریں گے جب ہاتھوں میں جان ہو تو وزنی چیز پکڑ سکیں گے دیکھ، جب برتن مستحکم نہ ہو اور بھاری بھر چیز ڈالی جائے تو وہ تو تحمل نہیں کرے گا "كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ" "اس قرآن کے ذریعے آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں دل مضبوط ہوگا تو قرآن اس میں محفوظ ہوگا منافق کے لئے ہے "فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ" "ان کے دل بیمار ہے اور مسلم کے لئے ہے "وَجَآءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ" "اس کا دل سلامتی سے سرشار ہے شاید اس وجہ سے دنیا میں دل کے امراض مسلمانوں میں بہت کم ہے کیونکہ ان کے دلوں کا قرآن مجید سے تعلق ہے اور قرآن کے لئے پیغمبر کے دل کو قوی کیا گیا ہے تو آیت سے ایک مسئلہ اور معلوم ہوا کہ دل کے بہت سارے علاج اور شفاء میں سے ایک علاج قرآن کا حفظ اور قرآن کی تلاوت ہے شاید ہی کوئی حافظ قرآن ہو جس کا ہارٹ فیل ہوا ہو قرآن کریم صبح اور شام ان کے دلوں سے گزرتا ہے اور ان کے دلوں کے اندر قرآن مجید نقش ہے

"بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ" (سورہ بروج)

ایک عرش پر لوح محفوظ ہے جس میں قرآن مجید درج ہے اور ایک قرآن مجید حافظ کے قلب میں ہے اس کے دل میں ہے۔

قرآن کریم کا حفظ اور اس کی حفاظت

بعض علماء دین نے حافظ قرآن کے دل کو بھی لوح محفوظ کا عکس ثانی کہا ہے اب ظاہر ہے اس کی تربیت ہونی چاہیے ایک بچے کو آپ حفظ کراتے ہیں دو تین سال میں حفظ کر لیتا ہے پھر اس کو آپ اسکول پڑھاتے ہیں اس کو کہتے ٹائی باندھو پینٹ پتلون پہنو پھر جب داڑھی نکلتی ہے پھر آپ اس کو کہتے ہیں داڑھی منڈھا دو آپ نے بچے کو حفظ تو کرایا لیکن حفظ کرانے کے بعد اس کے آداب کا خیال نہیں کیا اس کا حق ادا نہیں کیا جیسے کسی کو بہت اعزاز و اکرام سے گھر لے آئے اور بہت اعلیٰ تواضع کرے بڑے پلاؤ قورمے اور کباب تکے بوٹیاں اس کو کھلائے اور اس کے بعد اس مہمان کے اوپر پتھراؤ شروع کر دیں اور چاروں طرف سے گھر والے اس کو ڈنڈے سوٹے سے مارنا شروع کر دیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں اللہ مجھے معاف فرمائے اگر مجھ سے اس تعبیر میں کوئی غلطی واقع ہو کہ جو لوگ بچوں کو قرآن پاک یاد کرواتے ہیں پھر ان بچوں کے زندگی کا تحفظ نہیں کرتے قیامت کے روز ان کا حساب بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے قرآن مجید پھاڑا ہے، جن لوگوں نے گندے نالے میں ڈالا ہو، جن لوگوں نے قرآن مجید پر جوتے رکھے ہوں اور جن لوگوں نے قرآن مجید پیچھے رکھ کر گالیاں چلائیں ہوں ان کے ساتھ اس حافظ کے باپ کو بھی برابر سزا ہوگی۔ یہ سب ایک جیسے ظالم ہیں صرف رنگ علیحدہ علیحدہ ہیں شکل علیحدہ ہے

کام دونوں نے بالکل ایک جیسا ہی کیا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے ایک آدمی کو کسی نے پھندا لگا کر مارا، دوسرے آدمی نے اس کو چھرے مارے، تیسرے نے اس پر فائر کیا اور چوتھے نے اس کو ایسا کیپسول دے دیا ایسی دوا کھلائی کہ آہستہ آہستہ وہ دو دن میں ڈھیر ہوگیا تو یہ سارے شریعت مقدسہ کی نظر میں برابر کے قاتل ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ فرماتے ہیں کہ اس قرآن کے ذریعے ہم دلوں کو مضبوط کرتے ہیں تو دیکھو تربیت تو ہونا چاہیے اگر آپ تربیت نہیں کرتے اور ایک آدمی کو پتہ نہیں کہ یہ ہزار کا نوٹ ہے اور یہ سو کا ہے یہ دس کا ہے اس کو کوئی فرق نہیں کرایا گیا تو وہ ہزار کے نوٹ سے کام نہیں لے سکے گا۔ اگر اس کے پاس قیمتی ہیرا ہے بیش بہا یا قوت ہے جس کی قیمت کئی سلطنتیں بن سکتی ہیں لیکن وہ اس کو جانتا نہیں جب وہ اس کو جانتا نہیں ہے تو فائدہ بھی حاصل نہیں کرے گا کوئی بھی اس کو لوٹ لے گا اور دھوکہ دے کر کے وہ اس کو مار دے گا تو جو بچوں کو حفظ کراتے ہیں یا بچیوں کو پھر ان کی زندگی کا احترام نہیں کرتے اور یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ اس بچے کیساتھ آگے زندگی میں کیا سلوک ہونے والا ہے وہ سب بھی اپنے گریبان میں جھانک لیں۔

دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دین کا تحفظ بھی ضروری ہے

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تم ان بچوں کو اسکول نہ پڑھاؤ، کالج نہ پڑھاؤ، یونیورسٹی نہ بھیجو، انجینئر نہ بناؤ، پولیس آفیسر اور مجسٹریٹ اور بیرسٹر ایڈوکیٹ نہ بناؤ یہ کون کہہ سکتا ہے یہ دنیا کی ضرورتیں ہیں، لیکن

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں کھیلو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

آپ انجینئر بھی بنائیں، آپ اسے بہترین بیرسٹر اور ڈاکٹر بنانے کی کوشش کریں شاید وہ عدل کی کرسی پر بیٹھ کر عدل اور انصاف مخلوق کو دے سکے، شاید ایسا پولیس آفیسر ہو جو دیانت اور امانت کے اندر مثالی ہو سب ایک جیسے نہیں ہے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام پولیس والے ایک جیسے حرام خور ہیں یا تمام افسران راشی ہیں تو آپ سے زیادہ غلط ذہن کسی کا نہیں ہے، آپ خدا کی خدائی کو ماننے والے نہیں اللہ فرماتے ہیں میں نے تمام بندے ایک جیسے پیدا نہیں کئے کافروں کے گھروں میں انبیاء پیدا ہوتے ہیں اور پھر پیغمبر کے پاک نطفے سے کافر آگے بڑھتے یہ اللہ کا نظام دنیا اور کائنات ہے ان افسران کے اندر بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند، حلال وحرام کے زبردست پابند، ان افسران کے اندر بھی حلال کی ایسی کوشش کرنے والے کہ اگر چھلنی سے معاشرے کو چھانیں گے سب سے پہلے وہ ملے گا آپ کو وہ سامنے آئے گا یہ سمجھنا کہ تمام لوگ ایک جیسے غلط ہیں یہ قطعاً غلط ہے۔

احادیث میں ہے کہ جب روئے زمین کے سب لوگ غلط ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت برپا کردے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اس زمین اور اس آسمان کو بے قیمت کردے گا اس آسمان اور اس زمین کی جو قدر و منزلت ہے وہ انسانی شرافت ہے وہ ایمان کی دیانت داری ہے وہ عہد وپیمان کی پاسداری ہے وہ صدق مقال ہے اور ایفاء الافعال ہے

''یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ''(توبہ آیت ۱۱۹)

اے لوگو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ تو سچے، [illegible] یہ آیت قیامت تک محفوظ رہے گی اللہ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اس سے اللہ فرماتا ہے ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو'' سچوں کا ساتھ دینے سے دو فائدے ہیں ایک ایمان برقرار رہے گا اور دوسرا تقویٰ ترقی کرے گا خدانخواستہ اگر ایسے نہیں ہوا اگر آپ نے بچوں کو بچیوں کو اولاد کو صحیح صحبت مہیا نہیں کی تو وہ بظاہر شکل وصورت میں اچھے ہوں گے لیکن اندر سے ان میں زہر بھرا ہوگا۔

تربیت اور صحبت کا نہ ہونا ایک خطرہ

میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں دیکھو ماحول کا کتنا فرق ہوتا ہے ایک گھر میں شادی ہوگئی دولہے اور دلہن میں پہلی رات کوئی ان بن ہوگئی بعض لڑکے بھی زیادتی کرتے ہیں بعض لڑکیاں بھی بڑی شریر ہوتی ہیں جھگڑالو ہوتی ہیں آپس میں لڑ پڑے اور لڑنے کے بعد وہ لڑکی وہاں سے باہر نکلی تو لڑکے نے ایسے سمجھا ہوگا کہ وہ اپنے گھر گئی ہوگی وہ سامنے ایک ڈیرہ تھا جس میں تمام نوجوان لڑکے سوتے تھے بعض علاقوں میں جب تک شادی نہ ہو وہ باہر سوتے ہیں شادی کے بعد گھر آ کر آرام کرتے ہیں، یہ خاتون اس ڈیرے میں جا کر بیٹھ گئی کچھ دیر بعد وہاں ایک نوجوان آیا اور اس نے دیکھا تو وہ فوراً گھر آیا اور اپنی والدہ اور بہن کو جگایا اور ان کو کہا ایک آدمی کی دلہن آئی ہے آپ لوگ جائیں ان کو ساتھ کرکے اس کو گھر لے آئیں اور اپنی والدہ اور بہن کے کمرے میں سلایا صبح جب ہوئی اور

تلاش شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ اس طرح اس گھر میں گئی اور اس اماں اور اس کی بچی کے ساتھ رات گزاری ہوئی زیادہ نقصان والی بات نہیں ہی۔ یقین کرو پچیس سال گزرنے کے بعد اس نوجوان کے منہ سے سن گیا کہ وہ اچھا موقع تھا بہترین شکار تھا میں نے یہ غلطی کی کہ اپنی والدہ اور بہن کو لے آیا اب دیکھو پچیس سال پہلے ان کا ایمان قوی تھا اس کو غلط گناہ کا خیال تک نہیں آیا فوراً تقوی موجزن ہوا کسی کی عزت بے آبرو ہے کیوں ڈیروں میں لٹ جائے فوراً جا کے اپنی ماں اور بہن کو لے آیا کہ آپ سنبھالئے اس کو پچیس سال بعد جب آخرت قریب ہو گئی اس ظالم کو اب گناہ کا خیال آ رہا ہے۔ اس وقت ماحول ساز گار تھا اس لئے اس کا دل و دماغ محفوظ تھا اب بیٹا جائز لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا اور اس کے دل و دماغ سے تقویٰ پرہیزگاری اور ایمانیات نکال دی گئی جب پاکی چلی جاتی ہے تو پلیدی آتی ہے جب روشنی ختم ہو جاتی ہے تو اندھیرا چھا جاتا ہے جب عدل نہ ہو تو ظلم پروان چڑھتا ہے جب باران رحمت نہ ہو تو قحط سالی کی تباہیاں مچ جاتی ہیں۔

دو گھرانوں میں رشتہ ! ایک لاکھ ٹمس

یہ سب عام مشاہدے کی چیزیں ہیں ان کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں دنیا کے اندر کتنی آزمائشیں ہیں مومن پر پہلے رشتہ کرواتے گھرانے میں اچھا گھرانہ اس کو نہیں کہتے ہیں کہ سسر داماد کو بہت پیسہ دے اور بچی کے ساتھ بہت بڑا جہیز آ جائے یہ خیال غیرت سے نہیں پیدا ہوا غیرتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دلہن کو اپنی بہو کو نئے اپنے حوالہ کریں گے باپ

اور ماں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی شہزادی کسی کے گھر عزت وآبرو سے چلی جائے لیکن لڑکے کی طرف سے یہ مطالبہ ہو اور لسٹیں ہوں کہ یہ چیزیں مجھے چاہیے یہ ایمان اور جوانی کی غیرت کے سراسر منافی ہے اس شخص سے دنیا کے اندر کبھی بھی مردانگی کا کام نہیں ہوگا اس کو مردمومن نہیں کہیں گے یہ کاروباری اور تجارتی شخص ہے۔ غیرتی اور عزت والے لوگ جب رشتہ لیتے ہیں تو کہتے ہیں آپ کی بیٹی ہمیں عفت اور خوشیوں کے ساتھ چاہیے بس آگے آپ اپنی بیٹی کے ساتھ سونے دے دیں بار دیدیں بلڈنگ اور پلاٹ دیدیں وہ آپ جانیں اس میں ہم فریق نہیں ہیں نہ ہماری خواہش ہے نہ ہمارا مطالبہ ہے آپ کے آباء واجداد اس غیرت کے لوگ تھے ان سے یہ نسل چلی ہے، نہ جانے یہ درمیان میں جاپانی تخم کہاں سے آیا جو شادیوں کے سر پر کاروبار کرتے ہیں ہاں یہ قرآن سے ثابت ہے کہ لڑکا کیا دے گا؟ دیکھو سارا الٹا معاملہ ہو رہا ہے لڑکا ان سے مانگ رہا ہے اور قرآن کہتا ہے ''واٰتیتم احدٰهنّ قنطارًا '' ہمت پیدا کرو غیرت پیدا کرو اور دلھن کو اس کے آنے کی خوشی میں سونے کا ایک کمرہ بھر دو، ایک پلنگ سونے سے بھر کے دیدو قنطار سونے کے ڈھیر اور خزانے کو کہتے ہیں'' واٰتیتم احدٰهنّ قنطارًا '' خدانخواستہ آپ نے اس کو مہر میں خوشی میں سونے کا ڈھیر دیدیا تھا لیکن بدقسمتی سے نباہ نہ ہو سکا اور نوبت جدائی تک آگئی کوئی چاہتا تو نہیں ہے لیکن کبھی ایسے واقعات قضاء قدر کے صادر ہوتے ہیں

جو بن بن کے بگڑے اسے تدبیر کہتے ہیں

جو بگڑ بگڑ کے بنے اسے تقدیر کہتے ہیں

ازدواجی زندگی سے متعلق چند مسائل

اب میاں بیوی ملاقات کر چکے ہیں چند دن رہ چکے ہیں درمیان میں جھگڑے اور بڑھ گئے قرآن شریف میں ہے جب کوئی امکان نہ ہو ساتھ رہنے کا اور دن بدن بدمزگی بڑھ رہی ہو تو چھوڑ دے اللہ اس کے لئے بہتر گھر پیدا کر دے گا اور ان کے لئے بھی اللہ بہتر انتظام کر دے گا لیکن اب یہ سونے کا ڈھیر دے چکا ہے، تو اب یہ لینے لگا قرآن کیا کہتا "اَتَاْخُذُوْنَهٗ" "واپس لیتے ہو" "بُهْتَانًا" "بہتان بھگت کے" "وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا" "کتنا جرم ہے سنگین۔ یہ غیرت کا تقاضا ہے دیا ہوا واپس لے رہے ہیں آپ؟ فقہاء کا اتفاق و اجماع ہے کہ جب آپس میں میاں بیوی اتنا وقت گزار لیں کہ اگر وہ ملنا چاہتے تو مل سکتے تھے اگرچہ نہیں ملے تب بھی مہر مکمل ہو گیا اور جو کچھ بطور مہر کے دیا گیا وہ واپس نہیں دیا جائے گا، ہدایا اور سوغات میں تو بحث ہے ابن نجیم اور ابوبکر کاسانی کہتے ہیں کہ ہدایا اور سوغات لے سکتے ہیں یا نہیں ترجیح اس کو ہے کہ نہ دیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی کو گفٹ کرلے اور پھر مانگے یہ وہ کتا ہے جو اپنی قئے واپس چاٹتا ہے بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے "کالکلب یعود فی قیئه" اور لکھا ہے کہ جب میاں بیوی جدائی کے بعد اتنی چیزوں کا مطالبہ کریں تو ان کے اخلاق پھر کتے کی طرح ہی ہو چکے ہوتے ہیں معاشرہ ان کو انسان ماننے کے لئے تیار نہیں ہر ایک کہے گا معاف کرو کیا سلوک کیا ہے وہاں شکل پہلے آئینے میں دیکھو ہر ایک ان سے پناہ مانگتا ہے بس فرق یہ ہے کہ کتا چار ٹانگوں کا ہے یہ دو ٹانگوں سے چلتا ہے وہ خالی بھونکتا ہے اور یہ انسانی کلام میں بھونکتا ہے "کالکلب یعود

فی فیتنہ" (بخاری شریف ج ا ص ۳۵۲) بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ تمام معتبرات حدیث بھری ہیں اس حدیث سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا اسلام دور تک جا چکا تھا روم اور فارس فتح ہو گئے تھے اور اسلام کا جھنڈا دور تک لہرا یا جا رہا تھا لوگ بہت متمول بھی ہو گئے تھے پیسے ویسے بھی آ گئے تھے جب اللہ تعالیٰ صحت دے مال و دولت بھی ہو تو پھر بڑا کام یہ ہے کہ گناہ سے بچے تو گناہ سے بچنے کا طریقہ شادی ہے اور یہ گناہ وہ ہے جو معاف نہیں ہوگا یا کوڑے کھائے گا بغیر شادی شدہ ہے یا سنگسار ہوگا اگر شادی شدہ ہے اس کا وجود اسلام برداشت نہیں کر رہا ہے اس کو ختم کر دو یہ بدفعل زانی ہے بدچلن ہے اس لئے تو کہتے ہیں یا ڈنڈے مار کے ختم کر دو یا زمین میں گاڑھ کے پتھر مارو، اسے چھوڑو نہیں یہ اسلامی معاشرے کے لئے کینسر ہے شریعت کی نظر میں بڑی عبادات میں سے ایک عبادت شادی ہے "النکاح من سنتی" پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں یہ ہمارے انبیاء کی سنت ہے "ولقد ارسلنا رسلا من قبلک" آپ ﷺ سے پہلے بھی جتنے پیغمبر آئے تھے

"وجعلنا لهم ازواجا وذرية" (رعد آیت ۳۸)

سب کی بیویاں تھیں اور سب کے بچے پیدا ہوئے تھے بیوی ہونا اور بچے پیدا ہونا یہ رکاوٹ نہیں ہے یہ وسعت ہے یہ انسانیت کا میدان وسیع ہو رہا ہے پودوں میں جب ایک کلی ہے تو لوگ کہتے ہیں ایک ہی کلی ہے جب چار چھ ہو تو ماشاء اللہ ٹہنی بھر گئی ہے کہا ماشاء اللہ پورا درخت پھولوں سے لد گیا ہے۔ بچے دو ہی اچھے وہی عقل کے کچے، بچے دس بارہ اچھے دو ادھر چلے دو ادھر چلے کتنے ہوئے بھی چھ ہیں ایک تو خدا لم یلد ولم یولد بہتر ہے

اے نہ چہ واہی دی دلہ عجزا

او پہ واحد صورت بسیار دے رب زما

رحمان بابا کہتے ہیں وہ ایک ہے لیکن عاجز و بے بس نہیں ہے ایک ہے بہت طاقت وشان والا ہے

تو واحد ہے لیکن لاکھوں دلوں میں ہے تیری عظمت

تیری عظمت کا کیا کہنا تیری وحدت کا کیا کہنا

اولاد کا زیادہ ہونا بھی خدا کی بہت بڑی نعمت ہے

ایک ہی ہے عطر کا قطرہ ذرا سا جھٹکا کھا گیا اور ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تمام امیدیں صدا بصحرا ہوتی جا رہی ہیں۔ ایوب خان نے عائلی قوانین بنائے تھے اور لوگوں کو کہا شادیاں کم کرو اور بچے نہیں پیدا کرو مولانا مفتی محمود جو پاکستان کے سب بڑے عالم فقیہ اور مفتی تھے انہوں نے علی الاعلان پاکستان میں فتویٰ شائع کیا کہ اس وقت دوسری تیسری چوتھی شادی کرنا واجبات کے درجے میں ہے اور ایوبی نظام کا بالفعل رد ہے اللہ ایسے لوگوں کو سو سو شہیدوں کا ثواب دے گا۔ مثال دے رہا ہوں یہ ذہنیت صحیح نہیں ہے کہ بچے دو ہی اچھے دو کیسے اچھے ہیں ایک باہر چلا گیا دوسرا یہاں کہیں مصروف ہو گیا باپ اندر پڑا ہوا ہے مجھے خط لکھ رہا ہے کہ جی آپ تشریف لے آئیں میں گیا مجھے کہتا ہے میں مر جاؤں گا تو یہ چوکیدار بابا آپ کے پاس آجائے گا آپ طالب علموں کو بھیج دیں وہ نہلائیں کفنائیں میں نے کہا طالب علم یہاں لاشوں کو سنبھالنے کے لئے نہیں آئے یہ کوئی ایدھی ہوم نہیں ہے

طالب علم اپنے علوم نبوت پڑھنے آئے ہیں میں نے کہا یہ طریقہ نہیں آپ بابا چوکیدار کو کہیں کہ آپ کے پیچھے دروازہ بند کرکے تالہ لگائے پڑے رہو اندر کسی کو نہیں آنے دیں گے میں نے کہا ''والله الذی باذنه تقوم السماء والارض'' کہ میں نے آپ کی مدد کی۔ بیٹوں کو کہا بعض بیٹے بڑے باکمال ہیں، والدین غلط ہیں انہوں نے کہا حضرت مولانا پر آفرین اس غیرت پر ہم موجود رہیں گے جب جنازہ ہوا دونوں بیٹے مجھے کہنے آئے حضرت جو آپ کا حکم ہو ہم اسی طرح حاضر ہیں آپ نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا اسلام اس طرح آگے بڑھا ہے عالم لوگ غصہ کر لیتے تھے عوام کہتے تھے ہماری جانیں حاضر ہیں فائدہ تو آپ کے ابا کو پہنچ گیا کہ اُن کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں دونوں شہزادے پاس کھڑے تھے اور آپ کو کتنا ارمان ہوگا کہ آپ نوکریوں کے لئے بینکر بن رہے ہیں مشینیں بن رہے ہیں، نوٹ اور ڈالر مل رہے ہیں، لعنت ہو ایسے نوٹ، ڈالر اور ایسی کمائی پر کہ ماں باپ مرنے کے قریب ہیں اور انہیں پرائے لوگ دفن کر رہے ہیں، اب آپ کتنے خوش ہیں، آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ اپنے والد کی تکفین میں تدفین میں شریک ہیں میرا مقصد تو اس کو صحیح معنوں میں تنبیہ تھی کمزور تنبیہ سے انسان نہیں بنتے ہیں، صحیح معنوں میں تنبیہ ہو تو وہ جڑ سے نیا پودا پیدا کرتی ہے۔

ایمان اور اس کے بعد نیک اعمال ! اہم امتزاج

میرے عزیزو اور میرے بزرگو اس دنیا میں اللہ نے ہمیں آخرت کی تعمیر کے لئے بھیجا ہے آخرت میں دو چیزیں چاہیے ایمان اور نیک اعمال ''یا ایها الذین امنوا اتقوا

اللہ ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، یہ کام ناجائز ہے، میری جماعت جارہی ہے، میری نمازوں میں فرق آرہا ہے، دل میں اس ڈر کا ہونا، خوف وخطر محسوس کرنا اور اس کا زندگی کی نقل وحرکت پر حاوی ہونا یہی ایمان کی آبیاری ہے، یہ ایمان کو پھل پھول ٹہنیاں پتے بہاریں دیتی ہیں، اس کے برعکس یہ کہنا کہ ہوجائے گا جی جلدی کیا ہے، ہم کوئی مولوی تو نہیں ہیں، یہ دین کیا کسی مولوی کے باپ کا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کے لئے بھیجا ہے مولوی کون ہوتا ہے بچانے والا، ہاں مولویوں کا اتنا احسان ضرور ہے

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

بہت حالات تبدیل ہوتے ہیں لوگ خوفزدہ ہوجاتے ہیں آگے پیچھے دھمکیاں رہتی ہیں، ادھر نہ جاؤ وہاں نہ جاؤ لیکن علماء کرام

رہ الفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم نے راستہ بدلا نہ ہم منزل سے باز آئے

تو میرے دوستو میرے بزرگو بہت فانی زندگی ہے میرے ایک بھائی تھے مجھ سے چھ سال بڑے چالیس سال سے یہیں ہمارے ایک اور مدرسہ ہے زرعی زمین احسن المدارس وہاں مقیم تھے اور وہ گذشتہ ہفتے کو انتقال کر گئے، انتقال سے پہلے کوئی بیمار نہیں تھے وہ ورزش کے لئے گئے تھے وہاں ہارٹ فیل ہوگیا میں نے ہماری زمین سے متصل قبرستان کا جو سرکاری ٹکڑا ہے اس میں انہیں دفن کروایا، تو میں نے کہا ہمیں زمین تو بارہ ایکڑ ملی تھی یہ ۲۲ ایکڑ ہوگئی بڑھتی چلی جارہی ہے اس میں کوئی قبرستان بناتے ہیں میرے اس بھائی نے کہا

خبردار میری قبر علیحدہ نہ بنانا وہ سامنے جو قبریں ہیں ان میں بنانا۔ انہوں نے کہا کہ میں جب بھی دیکھتا ہوں کوئی آ کے دعا مانگتا ہے کوئی بیٹھا رہتا تلاوت کرتا ہے جہاں دعا ہوتی ہے تلاوت ہوتی ہے برکتیں نازل ہوتی ہیں مجھے بھی ملے گی علیحدہ کوئی دفن ہوگا کوئی آئے جائے یا نہ آئے میں نے کہا اچھا حیران ہوگیا کہ اس کو مسئلہ پورا کا پورا معلوم ہے اس کا ایک ہفتہ پورا نہیں ہوا تھا کہ انتقال ہوگیا گویا اپنے بارے میں اس نے ایک الارم دینا تھا کہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفناؤ۔

وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو کہا جاؤ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ عمر سلام کہتا ہے اور سلام کے بعد کہتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونا چاہتے ہیں اگر آپ کی اجازت ہو تو یہاں دفن ہو جائے مدینہ منورہ نے قیامت سے پہلے ایک قیامت دیکھی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن تھا مؤرخین کہتے ہیں جب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فراق پر زار و قطار رو رہی تھیں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور اپنے والد کا سلام پہنچایا اور کہا کہ اس طرح کہتے ہیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اکثر سنتی تھی کہ حضرت فرماتے تھے " انا وابوبکر وعمر " " قلت انا وابوبکر وعمر " " دخلت انا وابوبکر وعمر " ہر بات پہ ابوبکر اور عمر کو ساتھ میں

ابوبکر اور عمر ہم دونوں کہہ رہے تھے وہم دونوں آرہے تھے ہم تینوں جارہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ساتھ ہی دفن ہوں گے ادھر ہی رہوں گی ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ نے کہا اگر یہ جگہ خدا نے مجھے دینی ہوتی تو میرا نمبر پہلے آجاتا لیکن یہ عمر کو دینی تھی اس لئے عمر کا وقت آ گیا میں نے دل سے اجازت دی ہے عبداللہ ابن عمر جب واپس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور سے پوچھا انہوں نے کہا جو آپ چاہتے تھے وہی ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات ایسے نہیں سنی ہے لوگوں سے کہا پہلے مجھے بٹھا لو بیٹھ کر یہ خبر سنی ہے کہ مجھے رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت ملی بہت خوشی منائی گئی اور اس کے بعد قریبی لوگوں کو قریب کیا ۱۶:۱۱ قربا کو کہا بات سنو جب جنازہ اٹھاؤ اور تم جنازہ لے جانے لگو تو پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ایک بار پوچھو اگر پھر بھی انہوں نے رائے بدلی ہے تو

''فردونی الی مقابر المسلمین'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۲۴)

مسلمانوں کے عام قبرستان بقیع وہاں لے جاؤ مجھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ناراض نہ کرنا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور جنازہ تیار ہوا روانہ کیا گیا وصیت کے مطابق ام المومنین کی گلی میں جا کے جنازہ روک لیا گیا اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا کہتے تھے کیا کروں بی بی صاحبہ رونے لگیں فرمایا عمر تو زندگی میں بھی عادل تھا اور مرنے کے بعد بھی عدالت کے دریا بہائے میں نے دل سے اجازت دی ہے اور نبی کی خواہش ہے کہ ابوبکر اور عمر دونوں ان کے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا میں ابوبکر عمر ایک مٹی سے پیدا ہیں، اکٹھے دفن ہوں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے

ہم قبروں سے باہر آ ئیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری زندگی، ہماری حیات، ہماری وفات، ہمارا ایمان، ہمارے اعمال، سب اپنی رضا کے مطابق بنائے۔ آمین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

خطبہ نمبر ۸۹

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

"افرءیتم اللت والعزی ٥ومنوۃ الثالثۃ الاخری ٥ الکم الذکر ولہ الانثی ٥تلک اذا قسمۃ ضیزی ٥ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطن ط ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ج ولقد جاءھم من ربھم الھدی ٥ام للانسان ماتمنی ٥فللہ الاخرۃ والاولی ٥ وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من م بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی ٥

انَّ الَّذِينَ لا يُؤمِنُونَ بِالاخرة لَيُسَمُّونَ الْمَلٰئكة تسمية الانثى ٥ وما لَهُمْ بِه مِنْ علمٍ ط اِنْ يَّتبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ ج وَاِنَّ الظَّنَّ لا يُغنى مِنَ الحق شَيْئًا ٥ فاعرِضْ عن مَّنْ تولّٰى عَنْ ذِكرِنا ولَمْ يُرِدْ اِلّا الْحيوة الدُّنيا ٥ ذلِكَ مَبلَغُهُمْ مِّنَ العلم ط انَّ رَبَّكَ هُوَ اَعلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سبيله لا وهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهتدى" (نجم آيات ۲۰ تا ۳۰)

اللّٰهُمَّ صلِّ على محمّدٍ وعلى آلِ مُحمَّدٍ كَمَا صلَّيت على ابراهيم وعلى آلِ اِبراهيم اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بارِكْ على محمّدٍ وعلى آلِ مُحمَّدٍ كَمَا باركت على ابراهيم وعلى آلِ ابراهيم انَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

امراض اور حوادث بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پیداوار ہیں

قابل قدر بزرگو محترم بھائیو اور سامعین صفر المظفر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے جاہلی دور میں بعض مہینوں کے بعض خوف و خطر مشہور تھے کہ ان میں مختلف بلائیں نازل ہوتی ہیں اور آفات آتی ہیں بلائیں بھی نازل ہوتی اور آفات بھی مگر وہ مستقل بالذات نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں اور صفر کے مہینہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا بھی ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں تمام چھوٹی بڑی مخلوقات آسمانی ہیں یا زمینی ہیں احوال حوادث مصائب شدائد امراض اسقام جنس اور انس اولیاء ورسل اور ملائکہ سب کی سب مخلوقات ہیں" وما يعلمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلّا هُوَ " (مدثر) اس کے علاوہ کتنی مخلوقات ہیں کتنی تعداد ہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اُن سب پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت

موجود ہے کوئی چیز نہ اپنے ارادے سے وجود میں آتی ہے اور نہ اپنے ارادے سے جاتی ہے نہ اس کی تخلیق ارادے سے ہے اور نہ اس کا فنا دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے" اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ "(اعراف آیت ۵۴) پیدا بھی وہی کرتا ہے فیصلہ بھی اسی کا چلتا ہے "فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ "(مومنون آیت ۱۴) کیا زبردست ہے اور بہترین پیدا کرنے والا ہے، کوئی بھی چیز اس کے دستِ قدرت سے باہر نہیں ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خطرے کی چیزیں بھی پیدا کی ہیں چیونٹی سے انسان کو ضرر پہنچ سکتا ہے مکھی اور مچھر اس کے دشمن مشہور ہیں حال ہی میں ایک مچھر کہیں سے آیا ہے اور لاہور وغیرہ میں بسیرا کیا ہے اور کئی سو آدمیوں کو چلتا کر دیا ہے۔

سانپ سے متعلق چند شرعی احکام

اسی طرح سانپ اور بچھو بھی مخلوقات ہیں لیکن ان کا حکم الگ ہے حدیث میں ہے

"امر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بقتل الاسودین فی الصلوٰۃ الحیة والعقرب "(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۷)

یہ دونوں خطرے والی چیزیں ہیں نماز میں بھی نظر آئیں تو مارو بخاری شریف میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر طرح سانپ قتل کرتے تھے کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے اس حدیث کی وجہ سے ابو مسعود بدری نے ان کو سمجھایا کہ سارے سانپ نہیں مارنے کے جنات البیوت بھی ہوتے ہیں ان کے لئے منع آیا ہے گھروں میں جو چھوٹے سانپ دیہاتوں میں جنگلوں اور دشت اور پہاڑوں میں نکل آتے ہیں وہ سانپ نہیں ہیں وہ جنات

ہیں ان کو جنات البیوت کہتے ہیں تب جا کے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے بالکل کہ اتنا بڑا علم مجھے حاصل نہیں تھا

العلم لرحمن جل جلالہ وسواہ فی جھالتہ یتغم غم

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ سانپ اور بچھو اور جنات کی سب سے زیادہ تفصیل تفسیر قرطبی میں امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے اور یہ بھی عجیب بات تھی کہ جنات بعض ایسے بڑے ہیں کہ پہاڑ تک میں اُن کا ہاتھ پہنچتا ہے اور بادلوں کو ہاتھ سے توڑ لیتے ہیں بعض انسانوں کی شکل میں ہیں وہ عموماً صالح ہیں کچھ کیڑے مکوڑوں اور سانپ بچھو اور ان اشکال میں ہیں وہ زیادہ خطرناک ہیں وہ دم وغیرہ کے نیچے بھی نہیں آتے ہیں وہ دم وم نہیں جانتے ہیں وہ جٹ ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کی شادی ہوئی تھی مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے اور اس کے دلھن جب پلنگ پر آئی تو دیکھا سانپ لیٹا ہوا ہے اس نے اپنے دولھے کو کہا کہ سانپ آیا ہوا ہے اس نے اس کو مارا اور دیوار کے پیچھے پھینکا چند دن جب گزر گئے یا وہی رات آئی تو سانپ کے قاتل کو بہت سارے سانپوں نے ڈسا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سانپ کو تو مارا ہے لیکن اس کا سر نہیں کچلا ہے اس میں قدرتی ایک آئینہ ہے اور اس میں قاتل کی تصویر آجاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر کہا "من وجد حیتا ولم یقتلھا لیس منی "جو سانپ پر قدرت پائے اور قتل نہ کرے وہ میرا امتی نہیں ہے غیرتی پیغمبر ہے نا" اذا قتلتم الحی تفدستہ رأسھا "جب سانپ مارو تو سر کچلا کرو ورنہ اسی میں تمہاری شکل آجائے

گی اور خیر نہیں ہوگی اور نہایت کینہ پرور قسم کا جانور ہے نسل در نسل اُن کی دشمنیاں چلتی ہیں۔

جنات اور حرام جانور

وہ ایک ملک ہے وہاں پر سانپوں کی حکومت ہے ائیر پورٹوں میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ کو نہیں مارنا ہے اور ملک بھی عجیب ہے لاشیں گھروں میں پڑی ہوئی ہے بدبو پھیلی ہوئی ہے تبلیغی بار بار جا کے وہاں تبلیغ کر رہے ہیں پتہ نہیں کن کن عذاب میں وہ مبتلاء ہیں کسی زمانے میں صحابہ وہاں پہنچے تھے اور خالص صحابہ کا شہر تھا اس کو مدینۃ الاصغر کہتے تھے چھوٹا مدینہ منورہ تو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شکل میں تو سانپ ہے لیکن حقیقت میں وہ جنات ہیں جو سانپوں کی شکل میں آئے ہیں۔ میں نے ایک جن سے پوچھا تھا تو اس نے کہا سانپ کی شکل میں آنا بچھو کی شکل میں آنا بلی اور گدھے کی شکل میں آنا ہمارے لئے بہت آسان ہے لیکن گھوڑے کی شکل میں ہونا گائے کی شکل میں ہونا کہا یہ ہم سب نہیں کر سکتے ہیں اس کے لئے ہمارے بڑے لوگ چاہیے میں حیران رہ گیا بالکل میں نے کہا اللہ اکبر حلال اور حرام جانوروں کا فرق ہو رہا ہے کہا یہ گندے جانوروں کی شکل میں ہم فوراً بن جاتے ہیں لیکن اگر آپ بڑے جانور عزت والا جانور جیسے گھوڑا ہے یا حلال جانور ہے اونٹ ہے اور بکرا ہے مینڈھا ہے وہ کسی اور جن کو کہیں کہ اس شکل میں ہو جاؤ ہمارے لئے آسان نہیں ہے ہم اپنے استاذ سے شیخ سے پوچھیں گے اور طریقہ سیکھیں گے۔

یہ باتیں تو ضمنی طور پر آگئیں اصل بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مخلوقات میں جو ضرر ہے وہ قدرت الٰہی سے ہے اصل قدرت جل جلالہ عم نوالہ کی ہے اور اس نے اپنی مخلوقات کو

مختلف کاموں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ وہ ایک بادشاہ کے دربار میں علماء بیٹھے تھے یہ مکھیاں تو ہر جگہ پہنچتی ہیں اُس زمانے میں تو انگریزی بود باش نہیں تھا تو ایک مکھی تنگ کر رہی تھی بار بار آ رہی تھی تو ایک بڑے عالم بیٹھے ہوئے تھے شیخ عبدالوہاب واسع اس سے پوچھا کہ اس مکھی پیدا کرنے میں اللہ کی کیا حکمت ہے انہوں نے جواب دیا کہ فرعون قسم کے بادشاہوں کا دماغ سیدھا کرتی ہے اس سے وہ بھی سمجھ گیا کہ میری طرف اشارہ ہے کہ اتنی بڑی سلطنت ہے لیکن ایک مکھی کا علاج نہیں کر سکتا ہے۔ وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو بھی کسی سیاسی آدمی نے کہا نا کہ ڈینگیں بہت مارتا ہے اور ڈینگی کا علاج نہیں جانتا لاہور سارا ڈینگی کی لپیٹ میں ان دنوں میں آ گیا تھا اللہ تعالیٰ مخلوقات کے شر سے محفوظ فرمائے۔

مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کی آمد

رسول اکرم ﷺ سے پہلے کا زمانہ جس کو جاہلی دور کہتے ہیں یہ پوری دنیا جب سے بنی ہے اور جب تک رہے گی تو اس میں اگر کچھ روشنی ہوئی ہے اور لوگوں کو ہدایت ملی ہے کچھ تہذیب وتمدن بنا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ہے جہاں انبیاء علیہم السلام تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ روٹھ کر بعض اوقات نبی اٹھا لیتے ہیں اور دوسرا نہیں بھیجتے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور پھر آسمانوں پر جانے میں پانچ سو بہتر سال گزر گئے تھے اور اسماعیل علیہ السلام کے مکہ مکرمہ میں ذبیح ہونے اور ان کے بدلے میں جنتی مینڈھے کے آنے پر آٹھ سو سال گزر گئے تھے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں آپ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اس پر محدثین نے بحث کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضرت موسیٰ

علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پہنچی تھیں یا نہیں، مدینہ منورہ کے آس پاس پہنچی تھیں، بنونضیر اور بنو قینقاع یہ جتنے قبائل ہیں ان میں بنو اسد اور بنو قطان اور بنو ضرارہ یہ سب یہودی قبائل ہیں۔ لیکن مکہ مکرمہ میں کوئی پتہ نہیں چلا تاریخ الامم والملوک میں ابن جریر نے لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح نے ایک شخص بھیجا تھا لیکن وہ طریق مکہ میں مر گیا تھا پیاس اور بھوک سے راستے میں فوت ہو گیا لوگوں نے اس کی قبر بنائی اور اس پر لکھا "ھذا قبر رسول اللہ عیسیٰ" زمانے کے گزرنے سے ایک رسول درمیان سے مٹ گیا جیسے قبر کے کتبے ختم ہو جاتے ہیں لکھائیاں ماند پڑ جاتی ہیں تو رہ گیا وہاں "ھذا قبر رسول اللہ عیسیٰ" مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجاجلہ اور کاذبہ کو ملاحدہ کو اور زنادقہ کو موقع مل گیا ہے کہ ایک قبر طریق مکہ میں بھی دیکھی گئی ہے اور اس کے بارے میں یہ شبہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا ہے کہ یہاں پر اصل عبارت موجود ہے وہ یہ ہے کہ "ھذا قبر رسول رسول اللہ عیسیٰ" یہ حضرت عیسیٰ مسیح کے قاصد اور ان کے شاگرد اور ان کے صحابی کی قبر ہے نہ کہ عیسیٰ کی قبر عیسیٰ تو مرے ہی نہیں ہیں وہ تو زندہ تابندہ آسمانوں میں اٹھائے گئے ہیں اہل سنت والجماعت کا چودہ سو سال سے ایمان اور عقیدہ ہے

کہ عیسیٰ مڑ نہ دے لیکن پہ مڑو حساب دے

او دا امت دا لاسہ پٹ ناستے پہ حجاب دے

عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے زندہ اٹھایا ہے آسمانوں میں تشریف فرما ہیں علماء کو اس پر پریشانی ہے کہ کون سے آسمان میں ہیں،

اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ روایت جس میں چوتھے آسمان کا ذکر ہے اس میں حضرت عیسیٰ مسیح کا تشریف فرما ہونا زیادہ ثابت ہو رہا ہے اصل بات یہ تھی کہ عیسیٰ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے اللہ کی قدرت کی نیرنگی سے حضرت مائی مریم کے گریبان کی طرف جبریل نے آکے ایسا پھونکا روح المعانی میں'' نفخ فی جیب درعھا'' ۔ اللہ تعالیٰ نے کلمات میں اثر ڈالا ہے اور کلمات کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ کسی حق کو جب میں فتح دیتا ہوں تو بھی کلمات کے ذریعہ اور جب کسی باطل کو میں مٹاتا ہوں تو بھی کلمات کے ذریعے

'' وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ''(سورۂ شوریٰ)

مؤطا امام مالک ص ۷۲۳ کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں'' کلمات اقولھن صباحا ومساء ولو لم اقلھن لجعلتن الیھود حمارا '' کچھ کلمات میں صبح وشام پڑھتا ہوں تو بچا ہوا ہوں نہ پڑھتا تو یہود مجھے سحر کے ذریعہ گدھا بنا لیتے اور نقصان پہنچاتے ۔ سحر وغیرہ تو ہوتا ہی رہتا ہے جس طرح کلاشنکوف چلتی ہے، پستول چلتی ہے، زہر سے لوگوں کو نقصان ہوتا ہے، سڑے ہوئے کھانے سے نقصان ہوتا ہے، مختلف ادویہ میں آمیزش سے نقصان ہوتا ہے یہ بھی ایک سبب ہے اسباب میں سے مگر لوگوں پر بجائے سحر کے وسوسہ بہت غالب ہے ہر شخص دفتر سے ناراض ہو کے آیا تو فوراً کسی مولوی کے پاس پہنچ جاتا ہے مولوی کچھ جانتے نہیں ہیں ان کو کچھ بھی نہیں آتا ہے وہ مستقل علم ہے ایک کائنات ہے، ہر کدو کریلے کا کام نہیں ہے، جتنا انہوں نے پڑھا ہے اس سے ڈبل اور پڑھنا پڑے گا وہ تو کورس ہے۔

ام المؤمنین پر سحر اور اس کا توڑ

اب آپ دیکھیں ایک واقعہ سناتا ہوں ذرا سن لیں مؤطا امام محمد میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ بیمار ہوئیں تو یہاں سندھ سے ''جاء رجل من السند'' سندھ سے کوئی آدمی آیا اس نے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ ہر شخص غمزدہ تھا اور جس کو دیکھتا ہوں اس کے چہرے پر آنسو ہیں کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا ام المؤمنین بہت زیادہ بیمار ہیں، اٹھنے بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں ہے ان میں، صاحب فراش ہیں، مستقل لیٹی ہوئی ہیں، پیغمبر کی عزت و ناموس ہے آخری سہارا ہے مسلمانوں کا اس نے اپنے علم کے ذریعے کچھ کوشش کی اور پھر فرمایا کہ ام المؤمنین پر کسی عورت نے سحر کیا ہے اور ام المؤمنین کے اعضا بندھے ہوئے ہیں اور اس وقت وہ عورت کسی بچے کا پیشاب صاف کر رہی ہے اور کہا کہ یہ اطلاع فوری اندر بھیجو جو میں نے کہا ہے ام المؤمنین کی خدمت میں یہ اطلاع اندر گئی اس نے کہا میری کنیز کو بلاؤ تو واپس یہ اطلاع آئی کہ ایک بچے نے اس کی گود میں پیشاب کیا ہے وہ دھو رہی ہے ام المؤمنین بھی حیران ہوگئی کہ سندھی ماڑھو کا علم تو پکا ہے اور اس نے کہا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایسے دو یا تین کوئیں دیکھ لو جو قریب قریب ہوں اور تینوں کا پانی چل رہا ہو عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قباء کے پیچھے پہاڑ کے نیچے تین کویں ہیں برابر پانی نکل رہا ہے میں ابھی چل رہا ہوں اور گھوڑے پر سوار ہو کے صحابہ تشریف لے گئے وہاں سے پانی لے آئے اور کہا کہ ام المؤمنین اس پانی کو ملا کے اس سے نہالیں ام المؤمنین نے جب گھر میں اس پانی سے نہایا اور نہانے سے فارغ

ہوگئی تو ان کو ایسا محسوس ہوا جیسے کبھی بیمار ہوئی ہی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سحر و آسیب میں سفلی اور ٹونکے میں طہارت خانے میں بڑی پریشانی پیش آتی ہے اور اس قسم کے لوگوں کو نہانا بہت دشوار ہوتا ہے کپڑے بدلنا یہ تمام مسائل میں بہت زیادہ گرانی محسوس کرتے ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ضرر اور نقصانات تو سحر و آسیب اور سفلی کے ذریعے بھی ہوتے ہیں ہاں ام المومنین نے اس کنیز سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے میں تمھیں اتنا اچھا رکھتی ہوں احسانات کرتی ہوں اس نے کہا آپ نے مجھے کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد آپ آزاد ہیں لیکن آپ مرتی نہیں رہی تو میں بڑی مشکل سے ایسا جادوگر ڈھونڈا جس نے مجھے تعویذ اور گنڈے لکھ کے دیئے جس سے آپ کا انتقال ہوجائے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا تو آپ بچ گئیں تو آپ نے عبداللہ ابن زبیر کو بلایا ان کے بھانجے ہیں اور ان سے کہا اس کو ایسی سخت مشقت میں ڈالو اس نے میرے احسانات کا مجھے کیا بدلہ دیا ہے۔

جاہلی زمانہ تھا اور پیغمبر مبعوث ہونے خیر الرسل خیر الرجال سید البشر حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ النبی المرتضی وامینہ علی وحی السماء شافع الشفعاء یوم الجزاء ﷺ آپ غور فرمائیں کہ اس زمانے کو تاریخ نے اور اسلام نے جاہلیت کہا ہے کتنا دور گزرا ہے آدم علیہ السلام کے چھٹے ہزار میں الف سادس کے آخر میں حضرت محمد ﷺ تشریف لائے ہیں عیسیٰ مسیح پر پانچ سو بہتر سال گزرے تھے آسمانوں پر جانے پر اور اسماعیل علیہ السلام پر آٹھ سو سال یا آٹھ سو دس سال کے قریب پورے ہو رہے تھے اب سوال یہ ہے کہ مکہ میں کچھ اعمال تھے مثلاً طواف ہو رہا تھا اگرچہ وہ کم بخت ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے اور سیٹیاں بجاتے تھے قرآن کہتا ہے

''وما کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة''

یہ جب نماز پڑھتے تھے بیت اللہ شریف میں تو تالیاں بجاتے تھے اور سیٹیاں۔ پتہ نہیں یہ جو بار بار ہاتھ اٹھاتے ہیں یہ تالیوں کی شکلیں بنا رہے۔

امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام مالک اور رفع یدین

دین کے بڑے امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی یعنی تمام نمازی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اس کے بعد ہاتھ اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ کہیں اسکرین پہ دیکھ لیتا ہے یا وہاں مزدوری کرنے کے لئے چلا جاتا ہے تو اس کو رفع یدین پسند آجاتا ہے اس کو داڑھی رکھنا پسند نہیں ہے اس کو صحیح لباس پہننا پسند نہیں ہے شرارت والے کام پسند ہیں۔ اور وہ جو دوسرا انگوٹھے چومتے ہیں وہ بھی سیٹیاں بجاتے ہیں لیکن سیٹی نکلتی نہیں ہے حلوے کی تری سے ہونٹ گیلے ہیں دونوں بدعتی فرقے اور دونوں راہ راست سے ہٹے ہوئے اور کٹے ہوئے اسلام میں قوی احادیث و آثار سے صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہر نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھانا ہے علی التحقیق رکوع جاتے وقت سر اٹھاتے وقت یا تیسری رکعت کے وقت رفع یدین سب کے سب منسوخ اور متروک ہیں المدونۃ الکبری جلد اص ۱۶۹ امام مالک کہتے ہیں پہلی تکبیر اور رفع یدین کے بعد بقیہ رفع یدین سارا غلط اور کمزور اور نکما ہے ناقابل عمل ہے وہ ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ دیکھو امام کعبہ رفع یدین کرتا ہے میں نے کہا امام کعبہ کے سر پر پگڑی ہے یا رومال ہے کہتے ہیں رومال ہیں میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے سر پر آپ رومال دکھا دیں گے مجھے پگڑی ہوتی تھی ہمیشہ ان کے سر پر ہم

پگڑی رکھوا سکتے ہیں کہتا نہیں میں نے کہا رفع یدین سے کون منع کرے گا پاکستان اور افغانستان میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے میں جا کے بات کرتا ہوں اسی دن منع ہوگا وہ سرکاری بات کے علاوہ کوئی بات سمجھتے نہیں امام ابوحنیفہ نے ۵۵ حج کئے ہیں اور آپ کے ہر حج میں سات اور نو مہینے صرف ہوئے سال کے دو یا تین مہینے آپ کوفہ یا بغداد میں رہے باقی سارا وقت حرمین میں گزرا ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ رکوع جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی کوئی ضرورت نہیں غلط اور کمزور مسئلہ ہے امام مالک مدینہ منورہ کے امام ہیں ان کو امام المدینہ امام دارالہجرۃ کہا جاتا ہے اور امام مالک کے نزدیک رفع یدین نہیں ہے اندازہ لگائیں کوفہ اور بغداد تک مدینہ منورہ سے لے کے سارے ائمہ متفق ہیں کہ بس پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے اس کے بعد آرام سے رہو نماز میں اشارے وشارے کرنے کی ضرورت نہیں صحیح وسالم نماز پڑھا کرو ڈراموں سے فلموں سے اور ایکٹروں سے نمازیں نہ سیکھا کرو قرآن وسنت سے اجماع امت سے ائمہ کبار سے دین وایمان سیکھا کرو

بیت اللہ شریف اور مشرک

جاہلی دور تھا وہ عجیب خیالات میں مبتلا تھے کہتے تھے یہ کپڑے اس کے ساتھ تو ہم نے دنیا میں دکانداری کی ہے تجارت کی ہے زراعت کی ہے یہ اس قابل نہیں ہیں کہ کعبہ چلے جائیں کعبہ کے دروازے پر کپڑے اتار کے ننگے ہو کے اندر جاتے تھے کہتے جسے خدا نے ننگا بھیجا ہے ماں کے پیٹ سے اسی طرح اس کے گھر میں ہم طواف کریں گے آپ نے جب مکہ فتح کیا آپ نے اعلان کیا ذرا اعلان سنو کیا اعلان کر رہے ہیں ’’الالا یحجن

بعد العام مشرک ولا یطوفن بالبیت عریان '' بخاری مسلم تمام کتب معتبرہ مہمات ۔ جب اللہ نے آپ کو اختیار دیا اقتدار دیا تو آپ نے مکہ میں اعلان کیا '' الا لا یطوفن بعد العام الالایحجن بعد العام مشرک '' آئندہ یہاں حج کے لئے مشرک کا فرکوئی نہ آئے کوئی حق نہیں ان کو یہاں آنے کی '' ولا یطوفن بالبیت عریان '' اور نہ کوئی ننگے ہو کر طواف کرے ﷺ۔ دیکھو ننگا ہونا ہر ایک کے خیال میں برا ہے اور مشرک اور بدعتی تو اپنے آپ کو سنیوں کا ٹھیکیدار کہتا ہے لیکن رسول اللہ چونکہ دین کے تحفظ کے لئے آئے ہیں آپ نے اس حدیث میں جب بھی کہا مشرک کو پہلے منع کیا اور ننگے کو بعد میں منع کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارے ہاں تو سب نماز پڑھتے ہیں میں کہتا ہوں آپ کے ہاں آداب نہیں ہیں آپ کے ہاں سنت اور حدیث موجود نہیں ہے ورنہ صف بندی کے آداب ہوتے خبردار آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص ننگے ہو کر طواف کرنے نہ آئے یہ اعلانات آپ نے کیے ﷺ۔

جاہلی دور اور چند محفوظ اعمال

جاہلی دور تھا طواف تھا لیکن غلط نمازیں مگر بے کار فضول بچے جب ہو جاتے تھے عقیقہ کرتے تھے مستدرک حاکم لڑکے کی شادی ہوتی تھی نکاح پڑھتے تھے آپ کا نکاح خدیجہ کے ساتھ ابوطالب نے پڑھائے '' الوسیط '' میں خطبہ منقول ہے عجیب وغریب خطبہ ابوطالب نے پڑھا ہے لڑکے والے لڑکی کی تعریف کرتے تھے اور لڑکی والے لڑکے کی تعریف کرتے تھے اللہ کے حمد وثنا کے بعد آپ کے نکاح کا خطبہ آپ کے چچا ابوطالب نے

پڑھایا پچیس سال عمر تھی آپ کی اور چالیس سال کی حضرت خدیجہ تھی بلکہ ایک روایت سفیری شارح بخاری نے نقل کیا ہے کہ اڑتالیس سال کی تھی اور مکہ مکرمہ کی سب سے بڑی متمول مالدار خاتون تھی اللہ کی حکمت تھی اس میں کہ پیغمبر کو تبلیغ دین کے لئے دنیا کا ایک سہارا بھی مل جائے تا کہ نان نفقہ اور اخراجات سے بے نیازی ہو۔

اس واقعہ سے آگے چل کر بے شمار مسائل نکلتے ہیں، اللہ فرماتے ہیں ''وَوَجَدَکَ عائِلا فَاَغنیٰ '' آپ تو تنگ دست تھے بی بی صاحبہ سے نکاح ہم نے کرایا پیسوں کی خرچے کی ضرورت تھی ختم ہوگئی اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح خاوند کے ذمہ بیوی کا نان نفقہ ہے اگر بیوی مالدار ہے تو خاوند اخراجات وہ کرے گی'' وَوَجَدَکَ عَائِلا فَاَغنیٰ '' اور اس آیت کو امت محمدیہ میں امام ابوحنیفہ نے سب سے زیادہ سمجھا ہے آپ نے فرمایا مالدار خاوند کی بیوی زکوۃ نہیں لے سکتی اور مالدار بیوی کا خاوند مسکین کیوں نہیں زکوۃ نہیں لے سکتا ایک دوسرے کے مال سے متمول ہے'' وَوَجدَکَ عَآئِلا فَاَغنیٰ '': دیکھئے تفسیر مدارک تفسیر السراج المنیر تفسیر روح المعانی تمام معتبرات اس میدان کی بھری پڑی ہیں۔

پہلا مسئلہ : وہ ایک بڑے سیٹھ نے بیٹے کو علم پڑھایا مدرسے سے فاضل ہوا قرآن یاد کیا تجوید پڑھا بہت اچھا پڑھا ہوا ہے پھر اس خوشی میں ایک دعوت کی مجھے بھی بلایا کیونکہ یہاں سے پڑھا تھا میں نے سیٹھ صاحب سے کہا کہ لڑکے نے تو علم پڑھ لیا اب آپ کا امتحان شروع ہوگیا کہنے لگا وہ کیسے میں نے کہا یہ واقعی آپ کی طرح کارخانہ فیکٹریاں

تجارت کرے گا تو پھر اس علم کی تباہی کا جواب اللہ کے یہاں آپ دیں گے میں نے کہا اس کا تمام مال میں حصہ کرو اور اس کو ہو کہ خدمت دین کی کرو کارخانہ ہم چلائیں گے فیکٹریاں آپ کے بھائی چلائیں گے حصہ دار برابر کے آپ ہوں گے الحمدللہ اسی طرح ہی فیصلہ ہوا کم عقل فاضل کو بھی عقل نہیں ہوتی وہ بھی سمجھتا ہے نہیں جی میں نے خود اپنے پیروں کھڑا ہونا ہے پیروں کھڑے نہیں ہونا ہے پہیوں سے نیچے گرنا ہے آپ نے دس بارہ سال جو علم پڑھا ہے اب ساٹھ سال اور ستر سال اسی کی خدمت کرنی ہے اگر آپ نے فیکٹریاں اور کارخانے چلانے تھے دکانیں اور تجارتیں تو آپ یہ دس سال کیوں ضائع کرنے یہاں آئے تھے وہ دور چلا گیا کہ لوگ علم بھی پڑھتے تھے اور تجارت بھی کرتے تھے ان کا ایمان بڑا محکم تھا اب جب دنیا اور دین دونوں کا تعارض آئے گا تو دنیا غالب آجائے گی دین تہس نہس ہوگا اس کا نام لیوا کوئی نہیں رہے گا مالداران تجاد اصحاب حیثیت لوگ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو علم پڑھائیں اور آخر تک انہیں متمول کریں۔

• **دوسرا مسئلہ** : بعض لوگ سسرال پر ناحق دباؤ بڑھاتے ہیں وہ بھی بے غیرتی ہے اور بعض لوگ واقعتاً تنگ دست ہیں پریشان حال ہوتے ہیں مالدار سسر کا فرض ہے کہ ان کا ہاتھ بٹائے وقت گزرنے کے ساتھ آنسو بہانے کی ضرورت نہیں نام پر سب کام ہوا اپنی بیٹی کی خاطر سب کچھ کیا جا سکتا ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا زندگی میں باپ خود مختار ہے، پہلی بات یہ ہے کہ زندگی میں بیٹا اور بیٹی دونوں ہر چیز میں برابر کے شریک ہیں دوسرے وراثت کا تعلق تو موت سے ہے ابھی تو آپ زندہ ہیں زندہ آدمی کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور مال کا ایک وقت میں ایک مالک ہوتا ہے دو نہیں ہوتے۔ اس لئے جب تک باپ

زندہ ہے اولاد ایک پائی پوٹے کی مالک نہیں کچھ بھی نہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں وہ بیٹھے ہیں، ہاں اگر باپ انہیں خود خوشی سے کہے کہ آپ کا حصہ علیحدہ کرتا ہوں اس میں آپ کمائیں یہ ٹھیک ہے اس کو اجازت ہے لیکن ایک مال کا ایک وقت میں شرعاً ایک مالک ہوتا ہے، یہ رومال ایک وقت میں ایک شخص کا ہوگا، دو کا نہیں ہوسکتا میرا ہے تو میرے بیٹے کا نہیں ہے لوگ سمجھتے ہیں بس انہی کا ہے۔ ہاں شریف والدین عزت کے گھرانے اپنی اولاد اور اپنی بہو اپنی نسبتوں کے لوگوں کو ایذا نہیں پہنچاتے سکون آرام عزت خیر کے درپے ہوں گے مسئلہ سن لیں اور پھر اخلاقیات بھی یہاں سے سن لیں ان کو اب آپ اپنے پیروں کھڑے کریں کہ آپ اپنی اجازت سے ان کو دیدیں بہتر ہوگا۔

تیسرا مسئلہ : بیٹے اور بیٹیاں اکھٹے بٹھالیں مالدار اور غریب شادی شدہ اور غیر شادی شدہ سب اور ان کو کہو اتنا مال ہے یہ کارخانے ہیں یہ دکان ہے یہ گھر ہے اس کا مالک میں ہوں تم میں سے ایک بھی مالک نہیں ایک ٹڈی کا بھی مالک نہیں ہو کچھ بھی نہیں ہو، شریعت میں مالدار اولاد اور غریب اولاد شادی شدہ بیٹی اور غیر شادی شدہ بیٹی یا بیٹا کمانے والے یا نہ کمانے والا سب برابر ہیں اور لڑکے کا حصہ اور لڑکی کا برابر ہوگا

''اعدلوا بين اولادكم في العطيه''

(بخاری شریف ج ۱ ص ۳۵۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷)

پیغمبر ﷺ کا حکم ہے اولاد کو برابر رکھو آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنی اولاد میں سے ایک کو زیادہ دیا اور دوسرے کو کم دیا تو آپ ﷺ نے کہا تو ظالم ہے میں تیرے ظلم کا گواہ نہیں بنوں گا، تو ہے ہی ظالم میں ظالم نہیں بن سکتا، مجھے اللہ نے عدل کے ساتھ نبی بنا

ے بھیجا ہے۔ (بخاری شریف ج ا ص ۳۵۲، ۳۶۱) اس کے بعد آپ بیٹیوں کو کہیں کہ آپ کا حصہ پورا ہے اگر بیس بیس لاکھ ہیں بیٹے بڑے چھوٹے شادی شدہ کام کرنے والے نہ کرنے والے تو بیٹیوں کی بھی بیس بیس لاکھ جس کو چاہیے اس کی بھی جس کو نہیں چاہیے اس کی بھی پھر آپ کہیں یہ آپ کا بھائی ہے تھوڑا تنگدست ہے کمزور ہے اگر میری آنکھوں کے خاطر آپ لوگ اپنا حصہ ان کو خوشی سے دیں یہ ٹھیک ہے ایسا ہو سکتا ہے لیکن آپ فیصلہ نہیں کریں گے آپ درخواست کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ دل سے دے رہے ہیں یا نہیں اور یہ چاروں ائمہ کا مجمع علیہ مذہب ہے کہ زندگی کے اندر مرد اور زن لڑکا اور لڑکی شادی شدہ غیر شادی شدہ غنی اور فقیر سب برابر ہیں، ایک مسئلہ بھی آگے پیچھے نہیں شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک جہاں پوچھو گے فقیہ سے، دار الافتا اور فقہ سے آراستہ ہے وہ سلام و شکر کے ساتھ خوش ہوں گے آپ کو تسلی دیں گے کہ صحیح جگہ سے سنا ہے الحمد للہ۔

اس میں لوگ بہت زیادتیاں کرتے ہیں کبھی کبھی مجھے خیال آجاتا ہے کہ چلو آج یہ بیان کرلو ورنہ تو مجھے بیان تو یہ کرنا تھا کہ چونکہ جاہلی دور تھا اور کچھ چیزیں تو بچی ہوئی تھیں لیکن وہ بھی لت پت تھیں جیسے بچہ پیدا ہوتا تو عقیقہ کرتے اور اس کی سنتیں کرتے جیسے ہم کہتے ہیں سنتوں پر بٹھانا ختنہ کرنا بڑا ہو جاتا شادی کرتا ہے تو جاہلی دور باقاعدہ ولیمہ ہوتا تھا مستدرک حاکم میں بھی ہے اور دل کے سرور میں میں حضرت الاستاذ شیخنا ومرشدنا مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نقل کیا ہے خیرات اور حسنات کو بھی ثواب سمجھتے تھے

”اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ''(توبہ ۱۹)

لیکن چونکہ جاہلی دور تھا اس لئے غلط خوف وہراس بھی پھیل گیا تھا وہ بلا آگئی وہ مار رہی ہے وہ صفر کا مہینہ شروع ہو گیا اس قسم کی چیزوں کا آپ نے بڑا سخت رد کیا ہے آپ کے سامنے تین بڑے بت تھے لات منات اور عزیٰ۔

خالد بن ولید اور بت کا توڑنا

آپ ﷺ نے مجلس صحابہ میں کہا کہ یہ لوگ کہاں جارہے ہیں کہا یہ شادی کے لئے کپڑا باندھتے ہیں بچہ مانگنے کے لئے دھاگا باندھتے ہیں کاروبار کے لئے تھوڑا سا سرمایہ رکھ کے آتے ہیں اور پھر ان کا کام چل جاتا ہے جاہلی خیالات ہیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں؟ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک درخت ہے اس کے نیچے ایک بہت بڑی مخلوق ظاہر ہوتی ہے، آپ ﷺ نے زور سے پڑھا لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ پڑھنے سے آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ عظمت والوہیت صرف ایک ذات کے پاس ہے کیا چیز ہے عزیٰ کون ہے آپ ﷺ نے سر اٹھایا، آپ نے کہا کون جائے گا اس کو قتل کرنے کے لئے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاؤں گا، آپ (ﷺ) حکم دیں، جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ جب وہاں چلے جائیں تو پہلے اس کو کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر زمان مبعوث فرمائے ہیں اور وہ تشریف لائے اور آپ کی شرارتیں یہ سب ختم ہیں اور آپ سیدھی ہو کر نبی آخر زمان پر ایمان لائیں ورنہ آج آپ کا آخری دن ہے، ساعد کلبی نے تاریخ الجن میں مکمل واقعہ نقل کیا ہے مفسرین نے وہیں سے لیا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آپ کے

سامنے آپ کو ڈرانے کے لئے مختلف شکلوں میں آئے گی لیکن خدا کی مدد تیرے ساتھ ہے ڈرنا نہیں، خالد بن ولید نے تلوار اٹھائی اور سیدھا گئے وہاں پہنچ کے اسی طرح تقریر کی جو پیغمبر ﷺ نے سمجھایا اس کے بعد وہ ڈراؤنی شکل ظاہر ہوئی اور خالد کو کہا لمحوں میں یہاں سے فوراً پیچھے ہٹو ورنہ ابھی تیرا جسم قیمہ قیمہ ہوگا خالد نے کہا وہ دعوت اتنی بڑی دیتا ہے ہمارا پیغمبر آسمانوں سے نیچے اس کی کہیں مدد نہیں ہے براہ راست وحی آتی ہے تیری جیسی خلقتوں سے اب ہم ڈرنے والے نہیں ہیں ہم نے بڑے نیاز کئے آپ کے بڑے تمنے بجالائے اور بڑے حلوے مانڈے آپ کو کھلائے لیکن اب مشکل ہے بس یہ کہہ کر اللہ اکبر کر کے دوڑا اور اس پر حملہ آور ہو گیا کتنا بڑا دل ہے

واۓ تورے ڈیر دی خو زڑہ خالد غواڑی

او تو خالد بن ولید شہ جہاں استادے

ایک شاعر کہتا ہے کہ تلوار بہت ہیں لیکن طاقت اور ہمت خالد بن ولید کی چاہیے آپ دہ بنے تو آج بھی کشمیر پاکستان کا ہے الحمدللہ اس کے بعد وہاں ایسا لگا جیسے دھوئیں اٹھ گئے اور گندا قسم کا پانی گر گیا اور بدبو پھیل گئی آپ کچھ دیر تک تلوار لے کے گھومتے رہے کوئی چیز نظر آئی آپ واپس آئے اور رسول اکرم ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے کہا خالد مبارک ہو قیامت تک کے لئے جنات کے شر سے آپ نے امت کو چھڑا لیا اب قیامت تک کوئی جن میری امت کو اس طرح نہیں ڈرائے گا۔

اس کے علاوہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک خط بھی لکھا ہے جو ”حرز ابی دجانہ“ مشہور ہے آپ کو ہر طرف سے اطلاعات آتی تھی بچے ڈر رہے ہیں، لوگ ڈر رہے ہیں،

فلاں ذریعہ ہیں آپ ﷺ نے ایک خط لکھا اور جنات کے سرکش باغی اور بدمعاشوں کو للکارا کہ تمہاری سرکشی طاغوت پن اب نہیں چلے گا میں نبی آخر زمان آیا ہوں اور وہ خط بڑا مؤثر ہے قلم سے لکھ کر لگایا کریں بعض لوگ ہمارے ماہنامے سے کاٹ کر لگاتے ہیں، یہ زیادتی ہے اور ماہنامے کی توہین ہے ایسا نہیں وہ قلم سے لکھ لیں خود لکھ لیں کسی عالم دین سے عربی میں لکھوائیں اعراب اور نقطوں کی ضرورت نہیں ہے اور بہت باریک لکھیں تو بچے کے پاس رکھیں آرام آئے گا، کسی گھر میں، دکان میں، کہیں شیطان کا، جنات کا، بلاؤں کا اور ان چیزوں کے خطرات محسوس ہوں رسول اکرم ﷺ کے مبارک والا نامے کے کاپی رکھیں آپ دیکھ لیں کیسا نقشہ تبدیل ہوتا ہے وہی خدا ہے وہی آسمان وزمین ہے وہی مخلوقات ہے لیکن مسلمانوں کو اپنا اصل سبق جو بھول گیا ہے اور وہ دوسروں کی راہ پر چل نکلے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے زندگی توفیق اور صحت دی تو آئندہ بھی اس موضوع سے متعلق بعض گذارشات عرض کروں گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۹۰

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحد ہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ونبینا محمداً عبد ہ ورسو لہ ارسلہ اللہ تعا لی الی کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراو نذیر اوداعیا الی اللہ با ذنہ وسرا جا منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ○فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ" (بقرہ آیت ۲۰۸، ۲۰۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

بلبل ہمہ تن خوں شد گل شد ہمہ تن چاک

اے وائے بہارے اگر ایں است بہارے

ایک مسلمان کا قتل ساری انسانیت کا قتل

گرامی قدر بزرگو محترم بھائیو اور معزز سامعین! احوال اور ان کی تلخیٔ کیفیت وہ آپ کے سامنے ہیں ان حالات میں کسی موضوع پر تفصیلا کلام انتہائی دشوار ہوتا ہے کیونکہ تباہی اور بربادی بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ سب سے بڑی عزت اور احترام کی جگہ اللہ نے جو بنائی ہے وہ مومن مسلم کی ذات ہے اس کا احترام بہت زیادہ ہے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ صحابہ سے پوچھتے ہیں "ای شھر ھذا ای بلد ھذا ای یوم ھذا" پھر فرمایا دیکھو آج عرفہ کا دن ہے جو حج ہوتا ہے "الحج عرفہ" یہ ذوالحج کا مہینہ ہے جس میں حج ادا ہوتا ہے اور یہ شہر امن کا منبع ہے بلد الامین ہے اور تمہاری مال اور جان اور عزت و آبرو کی عزت احترام خدا کے ہاں ایسا ہے تمہارے لئے اس کے خلاف کرنا ایسا ناجائز ہے "کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا وفی شھرکم ھذا" جیسے کوئی کعبہ کی توہین کرتا ہو اور جیسے یوم حج کی اہانت کرتا ہو اور جیسے شہر ذوالحج کی کوئی بے عزتی کرتا ہو وہ بڑا ظالم ہے بڑا بے انصاف ہے اس طرح وہ شخص جو انسانی جانوں کے اتلاف اور ان کے خون بہانے کا باعث بنتا ہے کائنات کا بدنصیب انسان ہے وہ کوئی بھی ہو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے متعلق ہمارے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ان سب کو نجم ہدایت ہے اور بخشے بخشائے ہیں رب العالمین نے قرآن میں کہا ہے "اولئک ھم المومنون حقا" یہ

بچے مومن ہیں" لهم مغفرة ورزق كريم "ان کی بخشش بھی ہو چکی ہے اور عزت کی روزی بھی ملے گی" رضي الله عنهم ورضوا عنه "خدا کی رضا اور خوشنودی کا مژدہ ان کو دنیا میں سنا دیا ان سے بھی بعض خطائیں ہوئی ہیں اور اس میں قتل انسان کا پیش آیا ہے اس پر رسول اکرم ﷺ بے انتہا ناراض ہو گئے اور آپ نے کہا بغیر تحقیق کے کیوں مارا اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ اپنے ایمان اور کلمے کے ساتھ آئے گا اور تو اس کا قاتل سمجھا جائے گا میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں گا میں تمہارے خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں چھڑا سکوں گا بخاری میں تفصیلی قصہ موجود ہے یہاں تک کہ وہ صحابی کہتا ہے کہ کاش یہ دن میرے ایمان اور اسلام کا دن نہ ہوتا۔

کافرانہ اعمال کی لعنت

یہ تو کافرانہ اعمال ہے کہ آدمی مومن ہو اور اس کے ہاتھ سے مسلمان قتل ہوتا ہو اپنے ایمان کے خطرے کا وقت ہے پیغمبر اسلام نے یہ بھی حجۃ الوداع کے وقت کہا ہے کہ تم میرے بعد کافر نہ بننا ایک دوسرے کی گردنیں مارتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو مارنا یہ کفر کا شاخسانہ ہے کفر ایک تو یہ ہوتا ہے جیسے یہود کافر ہے نصرانی کافر ہے ہندو اور سکھ کافر ہے ذکرے اور گوتھڑے کفار ہیں قادیانی اور پرویزی کفار ہیں کچھ کفار ایسے ہوتے ہیں جن کے عقائد اسلام منظور نہیں کرتا اور ان کے اعمال اتنے فحش ہوتے ہیں کہ اسلام ان سے بیزار ہوتا ہے مثلاً آپ نے فرمایا "من اتى كاهنا" جو کسی نجومی اور کاہن سے حالات پوچھتا ہے یا اپنی بیوی سے غلط طریقے سے مصاحبت کرے جائز راستہ چھوڑ

حدیث آئی کہ "کان النبی ﷺ یحب الدباء" کہ رسول اکرم ﷺ لوکی کدو پسند فرماتے تھے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا "ولکن لا احب" مجھے تو لوکی کدو بالکل پسند نہیں امام ابو یوسف نے بہت ناراضگی ظاہر کی تلوار اٹھالی قاضی القضاۃ تھے چیف جسٹس تھے اس زمانے کے۔ فرمایا تو فوراً توبہ کرو کلمہ پڑھ لو ورنہ آپ کی گردن مارنے کی شرعاً اجازت ہے "لتب والا لاقطعن عنقک" چونکہ مقابلہ ہے صراحتاً نبی کے ساتھ حالانکہ لوکی کدو کھانا طبعیات میں سے ہے کسی کو پسند ہوگی کسی کو نہیں ہوگی لیکن جب پیغمبر کا قول آگیا کہ حضرت کو پسند ہے تو اسکی نہیں کہہ سکتا ہے چپ ہو جائے آپ اپنی طبیعت پر ماتم کر لے رو لے تو یہ جو مقابلہ کا اظہار کیا اس کو فرمایا کہ "یا زندیق والا لاقطعن عنقک" قدیم زمانے میں علماء عقلمند بھی تھے اور ذمہ داری بھی محسوس کرتے تھے کبھی کبھی تفصیلی احکام بیان کرتے تھے منبر سے عوام میں بھی مسائل ہوتے تھے اب یہ صرف قصے کہانیاں جانتے ہیں آگے مسائل سے بالکل بے خبر ہیں کیونکہ وہ بھی ان کو کرنا جانتا ہے ایک قصہ ادھر سے سنایا ایک ادھر سے سنایا بس آدھا گھنٹہ گزر گیا مسائل عقائد جن سے انسان کا ایمان محفوظ رہتا ہو جس سے انسان میں احتیاط پیدا ہوتی ہو وہ بہت ضروری ہے کہ آدمی خیال رکھے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

ایک صحابی ہیں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ وہ کہتے ہیں مجھے شروع سے یہ خوف تھا کہ وہ جگہ پتہ ہونا چاہیے جس سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے تو لوگ خیر کے مقامات پوچھتے تھے اور میں شر سے بچنے کی فکر میں تھا چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے بعض ایسے

علوم جن کا آپ ﷺ نے یکدم ظاہر کرنا سب کے لئے مناسب نہیں سمجھا وہ علوم حضرت
حذیفہ کو دیئے ان کو سمجھایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض اوقات ان سے پوچھتے تھے کہ دیکھو
کہ اس میں میرا نام تو نہیں آرہا آپ کو تو وہ تمام اسرار اور رموز کا علم دیا گیا ہے شریعت کا علم
تمام مسلمانوں کے لئے ہے علوم سے واقفیت اور وابستگی ہو اور علوم کی طلب صادق ہو تو
مومن اس جہان میں احتیاط سے رہ سکتا ہے اور اگر اس کو نہ کوئی سروکار ہے اور نہ اس کو کوئی
طلب ہے بس ایک فرضی معاشرہ میں رہتا ہے تو اسے بہت سارے خطرات پیش آجائیں
گے۔ اس لئے پیغمبر نے کسی ایک فرقے کو نہیں کہا امت کو کہا "لاترجعوا بعدی کفارا"
میرے بعد واپس کافر نہ بننا "یضرب بعضکم رقاب بعض" "ایک دوسرے کی گردنیں
مارتے ہو مسلم حقیقت میں سلامتی اور امن ہے جب مسلم تو اور چیزوں کو بھی امن دے گا سارا
جہان اس کی وجہ سے پرامن ہو جائے گا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ نے اسلامی اخلاق کیا ترتیب بنائے ہیں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک
جلیل القدر صحابی ہیں جو مکہ کے اندر مشرکین نے بڑے چالاکی سے گرفتار کیا تھا اور پھر وہ
اتفاق سے اشہر حرم تھے جو چار مہینے ہیں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم چار مہینے ان میں وہ
اپنے خاص ازلی جدی پشتی دشمن کے قاتل کو بھی نہیں مارتے تھے مشرکین ان کو قتل کرنا
چاہتے تھے لیکن حرمت کے مہینے تھے اور اس وجہ سے انہوں نے ان چار مہینوں کو احترام
دیئے جب یہ مہینے گزر رہے تھے ان کو معلوم تھا کہ اب میری موت کے دن قریب ہیں وہ

پنجرے میں بند تھے مشرکین کے یہاں۔ ایک دن ان کا چھوٹا سا بچہ، کیونکہ گھر میں کئی مہینے سے تھے تو بچے عادی ہو جاتے ہیں انسان سے جانوروں تک سے بچے عادی ہو جاتے ہیں، ایک بچہ چھوٹا کھسک کے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا انہوں نے اسے اپنی ران پہ بٹھایا اور چھری ہاتھ میں تھی تو سب لوگ ڈر گئے لیکن حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ کہتا کہ مجھے چھوڑ دو ورنہ اس بچے کو قتل کرتا ہوں لیکن ہم جس دین کے ساتھ آئے ہیں اور اللہ نے جو دین ہمیں پر دیا ہے اس میں ایسی بد اخلاقی نہیں ہے لہذا اس قسم کا کوئی خطرہ مجھ سے نہ محسوس کریں کہ میں ناحق کسی بچے کو ماروں حالانکہ انہیں کفار کا بچہ تھا جنہوں نے پنجرے میں بند کیا تھا وہی لوگ تھے جو اشہر حرم کے بعد ان کو قتل کرنے والے تھے لیکن انہوں نے کہا نہیں اسلام میں بچوں کا اور عورتوں کا اس طرح قتل نہیں ہے بخاری میں موجود ہے یہ واقعہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم حیران ہوتے تھے کہ پنجرے میں ہم ان کو صرف ضروری رزق دیتے تھے کہ وہ مر نہ جائیں اور جب بھی ہم دیکھتے تو بے موسم پھل وہاں لدے رہتے تھے پنجرے میں، ہم ان سے پوچھتے نہیں تھے کیونکہ وہ یہی جواب دیتے کہ تم اللہ کو مان لو نا وہ وحدہ لاشریک ہے اور ترک نہ پڑے تو وہ خدا مجھے پنجرے میں بے موسم پھل بھیج رہا ہے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۵۸۵)

اللہ تعالیٰ کی قدرت عجیب الشان ہے کرامت کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا خدا بنا دیا جائے یہ پنجرہ کیوں نہیں کھل رہا ہے؟ ہم کیوں نہیں نکل رہے ہیں اس طرح تخیلات اللہ کی مخلوق نہیں یہ ولی مریم کے بے موسم پھل آتے تھے اور بے موسم بچہ بھی ہوا اور

وہ رو رہی تھیں کہ بچہ نہیں ہونا چاہیے میری شادی نہیں ہے حق تعالیٰ نے کہا ''کـــذالک''
اسی طرح ہی ہوگا تو راضی ہو یا نہ ہو۔ زکریا علیہ السلام سو سال بعد بیٹا مل رہا ہے وہ یہ پوچھ
سکتے ہیں کہ جب میں تیس سال کا تھا اور چالیس سال کا تھا کیوں بیٹا نہیں دیا کیوں دیا تو
کوئی بھائی بہن سے کرتا ہے خداوند تعالیٰ کے ساتھ مخلوق کیوں نہیں کر سکتا ہے کیوں والا منہ
ایسا توڑ دیتا ہے کہ پھر پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ جو بہت زیادہ ہیچ کا پیچ نکالتے ہیں ان کا
بھی ایمان تقریباً سب ہو چکا ہوتا ہے اس لئے دلیر ہوتے ہیں خوف نہیں ہوتا۔

شرعی احکام میں ''کیوں'' کا سوال بے باکی اور نادانی

رسول اللہ ﷺ جب معراج سے تشریف لائے اور آپ نے بعض چیزیں بیان
فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے آپ ﷺ نے کہا میں تو نہیں
پوچھ سکا اگر میری جگہ موسیٰ علیہ السلام ہوتے وہ کلیم ہیں اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں
کرتے تھے وہ پوچھ لیتے میں تو اس قسم کے مواقع پر اللہ کی جلالت اور الوہیت اور ہیبت سے
لرزاں رہتا ہوں پوچھ نہیں سکتا ہوں۔ لیکن یہ ہمارے زمانے کے لوگوں میں ناحق دلیری اور
بے باکی پیدا ہوگئی ہے کوئی بھی مسئلہ جب انہیں بتایا جاتا ہے تو یہ اس میں کجی نکالتے ہیں
بجائے اس کے کہ علم دین اور شرعی احکامات کی طرف توجہ کریں الٹی باتیں کرتے ہیں۔
مسائل سمجھنا احکام جاننا یہ بہت ضروری ہے کیونکہ مسائل سمجھنا اور احکام جاننا، اس کا ثواب
بھی زیادہ ہے کہتے ہیں ایک مسئلہ کوئی سیکھنے لگے تو اس کو سو رکعات نوافل کا ثواب ملتا ہے اور
ایک باب علم کا پڑھ لے یہ چھوٹی سی کتاب نور الایضاح کے اندر دو سو چالیس ابواب ہیں اتنی

چھوٹی سی کتاب ہے ایک مہینے میں ختم ہوگی، ایک ہزار نوافل کا ثواب ملتا ہے علماء دین کا بھی یہ منصب ہے کہ وہ قرآن شریف بیان کریں اس میں تمام بنیادی عقائد واعمال آتے ہیں احادیث کا کوئی ذخیرہ بیان کرنے کے کبھی ریاض الصالحین کبھی مشکوۃ، ابو داؤد اور بخاری نہیں پڑھا سکتے ہیں یا اس کی ہمت نہیں ہے تو یہ جو بزرگوں نے عوامی سہولت کے لئے وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جس سے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے اور معاشرے میں سدھار آتا ہے وہ بیان کریں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض ایسے لوگ جو دین کے دعویدار ہیں اور ان سے دین کے خلاف امور سرزد ہوتے ہیں احتیاط کی ضرورت ہے اگر آدمی دنیا میں بہت لمبا چوڑا کام کرلے اور اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو تو ثواب تو نہیں ملے گا جب ثواب نہیں ملے گا اللہ تعالیٰ اس پر رضامند نہیں ہے تو اندیشہ ہے کہ زائل جائے، اسی لئے اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ نے قرآن کریم میں اسلام کے بنیادی مسائل واحکام خواہ وہ کرنے کے ہیں جیسے اوامر یا باز آجانے سے ہیں جیسے نواہی تقریباً بالتفصیل بیان فرمائے ہیں حج کا مسئلہ دیکھیں کتنا اہم ہے، عمرے کا دیکھیں، رمضان شریف کے روزوں کا دیکھیں، نمازوں کا دیکھیں، وضو کا دیکھیں، غسل کا دیکھیں، قتل کا دیکھیں، سب مسائل تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

قتلِ عمد اور قتلِ خطا کی تفصیل

جیسے قتل کے مسائل میں ایک قتل خطا ہے کہ ایک مؤمن آپ کے ہاتھ سے مارا گیا آپ چاہتے نہیں تھے گولی ماری ہرن کو یا شکار کو وہ جا لگی انسان کو تو غلام آزاد کرنا پڑے گا وہ تو

اور اس کی زندگی کے برابر قیمت نہیں رکھتی، حدیث میں ہے کہ بغیر وجہ کے کافر کو بھی قتل نہیں کر سکتے آپ اس کو قتل کریں گے تو جہنم میں ماریں گے جب جہاد ہو رہا ہو امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ میں اگر کافر "حربی" ہے یعنی "ذمی" جس نے کفر تسلیم کر کے اسلامی حکومت کو جرمانے کا وعدہ کیا ہے کہ میں جزیہ دوں گا کفر کا جرمانہ ادا کروں گا اور یا یہ کہ کسی اور ملک کا کافر ہمارے یہاں ویزا لے کر اجازت لے کر آجائے "مستامن" جسے کہتے ہیں اگر "ذمی یا مستامن" کو کسی مسلمان نے ناحق مارا تو یہ مسلمان اس کے بدلے میں قصاص ہو جائے گا عدالت میں۔ کیس قاضی کے یہاں چلے گا اور قاضی اس سے پوچھے گا کہ آپ کو پتہ ہے کہ یہ ہمارے یہاں ملک میں بحیثیت غیر مسلم رہ رہا ہے اور یہ تسلیم کر چکا ہے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور اس میں اسلامی آئین نافذ ہے اور یہ باوجود اس کے یہودی یا نصرانی ہے یا کوئی اور چیز ہے اس کو تو اسلام نے امن دیا ہے جب یہ لوگ مان لیں کہ ہم اسلام کا خیال رکھیں گے اور اس کے خلاف تحریر میں یا تقریر میں بغاوت نہیں کریں گے تو پیغمبر ﷺ نے کہا" فلهم مالنا وعليهم ما علينا" اب ان کو وہی مراعات ملیں گی جو مسلمانوں کو اور ان پر اتنا ہی دباؤ ڈالے گا جتنا مسلمانوں کو پیش آرہا ہے پیغمبر اسلام سے کہا گیا کہ وہ تو خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا

"الخمر لهم كالخل لنا والخنزير كالشاة" (ہدایہ آخرین ص ۴۰۰)

ان کے لئے خنزیر جیسے ہمارے یہاں بکرے کا گوشت کھانے کا رواج ہے اور ان کے یہاں شراب پینا ایسا ہے جیسے ہم سرکہ استعمال کرتے ہیں اجازت دے دی بالکل یہی تو جھگڑے کی چیز تھی۔

اسلام میں تمام سزائیں علی الاعلان ہیں

اسلام میں سزائیں خفیہ نہیں ہیں علی الاعلان دی جاتی ہیں ہر ملک کی سزا اس ملک کے مکین اور باشندوں کے سامنے ہونا چاہیے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں سزاؤں میں بنیاد عبرت ہے سبق ہے اس لئے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، تہمت لگانے والے کی زبان نہیں کاٹی جاتی کہ آپ نے کیوں جھوٹ بولا ہے تہمت کیوں لگائی آپ نے اور نہ زانی کا ذکر کاٹا جاتا ہے اس سے سبق ہی نہیں ہوگا کوئی عبرت حاصل نہیں ہوگی ایسے ہی آدمی ماؤف ہو جائے گا لیکن ہاتھ جب کٹے گا جہان دیکھے گا وہ سعودی عرب میں ایک موقع پر جیسے بڑی گندی پڑی ہوئی تھی ڈالروں کی دو چار آدمی بیٹھے تھے آپس میں بات کر رہے تھے کہ کاش پاکستان ہوتا تو آرام سے آپس میں بانٹ لیتے میں نے کہا لے لو کوئی ہے نہیں کہا نا نا استاذ ایسا نہیں کہیں میرا ہاتھ کتنا پیارا ہے یہ مجھ سے چلا جائے گا اور رونے لگا کیونکہ جمعہ کے بعد باب ملک کے سامنے قاضی القضاۃ ڈاکٹر صالح حمید آکے فیصلہ سناتے ہیں کہ اس شخص نے فلاں جگہ چوری کی ہے اور وہ ثابت ہوئی ہے اور انہوں نے اس کو معاف نہیں کیا ہے اسلامی قانون کے مطابق قرآن کی آیت ہے آیت پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں اور پھر جلاد کو اشارہ ہوتا ہے میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جو جلاد اس کا چہرہ ایسا موڑ کے اور ہاتھ پکڑ کے یہاں سے کاٹتا تھا اور اب یہ ہے کہ یہاں ایک ہنگڑی سے ڈالتے ہیں ایک ہنگڑی (چوڑی نما کوئی کاٹنے کی چیز) لگا لیتے ہیں بس خود بخود ہاتھ نیچے گر جاتا ہے۔ اب جب آدمی دیکھ رہا ہے کہ قاتل کی گردن دور جسم سے گر گئی تڑپ رہا ہوتا ہے جس طرح آپ مرغا کاٹتے ہو تڑپتا ہے وہ

بکرا کاٹتے ہوئے بے چین ہوتا ہے کون قتل کو ہاتھ لگائے گا سوچے گا بھی نہیں اس لئے اگر پوری دنیا میں کوئی کہے کہ ایک ایسا ملک جہاں پورے ملک کے طول اور عرض میں کوئی قتل نہیں ہوا ہے تو سعودی عرب کا نام اول نمبر پر آئے گا کوئی قتل نہیں پھر آپ کہیں کہ ایسا ملک کہ پورے ملک میں کسی ایک جگہ بھی ڈکیتی اور کسی کی عزت و آبرو برباد نہیں کی گئی تو سعودی عرب کا نام ہی آئے گا الحمدللہ۔ قرآن شریف، احادیث اور فقہ کے نفاذ کی برکت ہے ہمارے حکمران اجلاس کرتے ہیں بہت بڑا تیر مارا ہے گذشتہ حکمران نے پھانسی بیچی تھی اس کا سودا کیا تھا مغرب کی شاباش پر جرائم پیشہ لوگوں کی سزائیں روکنا کہاں کی انسانیت ہے اس وقت سے لے کر اب تک جتنے ناحق قتل ہوئے سب اس کے ذمہ ہے، کسے باشد، قیامت کے دن یہ قاتلوں میں کھڑا ہوگا اور اس کے قتل کم نہیں ہیں لیکن یہ جو قانون کی نرمی کی گئی اور کھلم کھلا اعلان ہوا کہ پاکستان میں باوجود قتل ثابت ہونے کے شواہد پیش ہونے کے اقرار کے جس کے قاتل ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں ہے اور اس کی سزا مؤخر کی گئی یہ جو آج عقل کا استعمال شروع ہوا اور حکمت متعالیہ آگے بڑھائی گئی یہ اس سے پہلے کہاں گئی تھی؟

حکمران جرائم کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کریں حکمران جرائم کو ہوا نہ دیں جب ایک دہشت گرد کو ایک قتال اور سفاک کو پتہ ہے کہ آخرکار مجھے کچھ نہیں کہا جائے گا میں سیاسی دباؤ تنظیمی شورش اور اثر ورسوخ استعمال کر کے کسی وقت بھی باہر آجاؤں گا تو وہ ایک نہیں بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی قتل کرے گا اور ایسے افراد جن کے ذمہ کئی قتل ہیں ان کے نام بھی آپ اخبارات میں پڑھتے ہیں فلاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

سزا کا نفاذ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے عبید اللہ نام ہے وہ ابو شحمہ کہلاتے تھے، وہ مصر گئے تھے اور وہاں انہوں نے ایک جوس پی لیا بد قسمتی سے وہ نشہ آور تھا یا کسی ظالم نے انہیں جوس کا کہہ کر کوئی نشہ آور چیز پلا دی تھی جس سے ان پر غشی طاری ہوئی اور نشہ چڑھ گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے گورنر تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے کہ امیر المومنین کی بدنامی ہوگی ابو شحمہ پر حد دربار کے اندر نافذ کر دی، سر عام نہیں کی یعنی انہیں سر عام کوڑے نہیں لگوائے۔ جب یہ خبر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے سخت ناراضگی ظاہر کی اور دونوں کو فوراً اپنے پاس طلب کیا، ان کا بیٹا ابو شحمہ جس کو پہلے ہی ایک بار حد لگ چکی تھی اور وہ بے حال تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو دوبارہ کوڑے لگوائے جائیں، اس کو سر عام دوبارہ کوڑے لگائے گئے اس کا حال خراب تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاد کو حکم دیا کہ جلدی پورا کرو، حد پوری ہوئی اور وہ مرنے کے قریب ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اس کو کہا کہ ایسا نہیں ہے کہ مجھے آپ سے محبت نہیں یا مجھ میں پدری شفقت نہیں ہے" ولکن عذاب الآخرة اکبر "لیکن آخرت کا عذاب بہت رسوا کن ہوگا اس دن کے رسوائی سے اللہ رب العزت بچائے۔

قرب قیامت حرام چیزوں کا نام بدل کر استعمال کیا جائے گا! حدیث شریف

یاد رکھیں ان کو غلطی سے کوئی ایسی چیز پلا دی گئی تھی جو نشہ کی تھی، حدیث میں ہے کہ قرب قیامت لوگ شراب پئیں گے اس کو شراب نہیں کہیں گے کوئی اور نام دیں گے "یسمونه بغیر اسمه" اور لوگ سود کھائیں گے اور اس کو اسلامی بینک کہیں گے، یاد رکھنا

اللہ تعالیٰ ایمان محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ عاقبت بخیر فرمائے اور ملک کو ظلم سے قتل سے خونریزی سے سود خوری سے، سود چوری سے بچائے۔ ایک سود خور ہے اور ایک گروہ سود چور ہے جو غلطیاں اور غلط بیانیاں کر کے لوگوں دشمنوں کے آلہ کار بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے بھی محفوظ فرمائے تھوڑا ملے حلال کا ملے تھوڑی سی زندگی باقی ہے آخر تو گزر گئی اور وہاں حلال خوری کی بڑی عزت ہوگی

"یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا" (مومنون آیت ۵۱)

اے پیغمبروں حلال کھاؤ اور نیک عمل کرو نیک عمل بعد میں ہے

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ" (البقرہ ۱۷۲)

اے ایمان والو صاف ستھری پاکیزہ چیزیں کھاؤ "واشکروا للّٰہ" اللہ کا شکر کرو "ان کنتم ایاہ تعبدون" اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو یہ دیکھو عبادت بعد میں آرہی ہے سب سے پہلے پابندی ہے کہ حلال کما حلال کھا حلال زندگی گزارو "من نبت لحمہ من سحت" جس کے جسم کا کوئی گوشت حرام سے چڑھا "فالنار اولی بہ" جہنم کی آگ کی حقدار ہے اس کو جھلسا کے رکھے گی اللہ تعالیٰ پشاور کے مقتولین کو شہدا اور سعداء بنائے ظالم کسی بھی طبقے اور کسی بھی نام کے ہوں اللہ ان پر دونوں جہانوں کا قہر نازل کر دے اور اللہ پورے ملک میں اسلامی نظام نافذ فرمائے اللہ پورے ملک کے مسلمان مکینوں کو حلال، طیب، صدق امانت، دیانت و تقدس نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جمعۃ المبارک　　　　بمطابق ۲۶ دسمبر ۲۱۰۳ء

خطبہ نمبر ۹۱

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الی کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًو نذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ط فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ م بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" (بقرہ آیت ۱۷۸، ۱۷۹)

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

پاکستان کا بننا اور ابتدائی معاملات

پاکستان جب بن رہا تھا تو ایک جماعت کا یہ اعلان تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ اور انہوں نے مسلمانان ہند کو یہ اطمینان دلایا کہ اگر ایک ملک اسلام کے نام پر بنا تو اس میں اسلامی نظام ہوگا اور اسلامی زندگی ہوگی اس وقت جو لوگ یہ بات کر رہے تھے وہ سب مخلص لوگ تھے وہ اچھے لوگ تھے محمد علی جناح ان کا بڑا تھا اور وہ بیمار تھا مسلسل فکر اور غور کرنے اور محنت اور مشقت کرنے کی وجہ سے اس پر بیماری کا حملہ تھا پاکستان علیحدہ ہوا ہندوستان علیحدہ ہوا اور بہت سارے کام ابھی پاکستان میں کرنے کے لئے باقی تھے کہ محمد علی جناح کی بیماری نے زور پکڑ لیا۔1947ء میں پاکستان بنا اور 1948ء میں محمد علی جناح کا انتقال ہو گیا۔ محمد علی جناح قائد اعظم کا اپنا مسلک کیا تھا اس وقت اس سے بحث نہیں ہوئی جس مسلم اکثریت نے اس کا ساتھ دیا وہ سب کے سب اہل سنت والجماعت اور احناف تھے ایک بہت بڑا حصہ دارالعلوم دیوبند کا مولانا اشرف علی صاحب کے سابقہ رجحان کی وجہ سے مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی جو دیوبند کے مفسر بھی تھے متکلم بھی تھے اور استاذ الحدیث بھی تھے اور ان کے شاگرد رشید جو بعد میں مفتی اعظم پاکستان بنے مفسر قرآن مولانا مفتی محمد شفیع ہوئے اور ندوے کے اکابر علماء میں سے سید سلیمان ندوی اور ظفر احمد عثمانی صاحب

اعلاء السنن یہ قابل علماء کی جماعت تھی اور یہ محمد علی جناح کے دست راست تھے قدرت و منظور نہ تھا اور محمد علی جناح جلدی دنیا سے سفر آخرت کر گیا لیکن محمد علی جناح نے انتقال سے وقت جو تحریر لکھی جسے لیاقت علی خان اور عبدالرب نشتر نے سب لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا شدید بیماری میں زیارت میں قائداعظم زیر علاج تھے تو انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرے جنازے کی نماز مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی پڑھائے تو عثمانی کہہ کر روافض کا رد ہو گیا اور دیوبندی کہہ کر میلادیوں بدعتیوں کا رد ہو گیا۔

محمد علی جناح ،قائداعظم کی وصیت کے پیرائے میں ان کا عقیدہ

واضح مکتبہ قرآن وسنت کا احناف کا اور اہل سنت والجماعت کا دیوبندی مکتبہ فکر ہے محمد علی جناح نے یہ وصیت کی اور یہ تحریری آن ریکارڈ موجود ہے اور اس پر عمل ہو پاکستان کا پہلا شیخ الاسلام مفسر قرآن محدث اعظم دارالعلوم دیوبند کا مایہ ناز سپوت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے محمد علی جناح کے جنازے کی امامت فرمائی دو وقت دنیا میں ایسے آتے ہیں جس میں انسان کو اپنے عقیدے کا بہت خیال ہوتا ہے اور خیال رکھنا بھی چاہیے ایک نکاح کا وقت اور دوسرا جنازے کا وقت کہ اس میں آدمی چاہتا ہے کہ میں اس شخص سے نکاح پڑھالوں جو میرے عقیدے کا ترجمان ہے اور جس سے مجھے مذہبی اور ایمانی وابستگی ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نکاح کے لئے میاں نذیر حسین اہل حدیث کو دہلی سے گورداس پور بلوالیا تھا اور اس کو اس نکاح کی خوشی میں ایک مصلی اور ۳ روپے دیئے تھے اس زمانے میں ایک روپے کی ایک بھینس ہوتی تھی دودھ دینے والی جو اس وقت ڈیڑھ لاکھ کی

ملتی ہے جس سے یہ مسئلہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کس نظریئے کا تھا اور دشمنان دین نے کہا کہ وہ حنفی تھا تو علماء اکابر نے اس کا نکاح شائع کیا کہ وہ گورداسپور سے روانہ ہوا میاں نذیر حسین غیر مقلدوں کا جو ہندوستان کا سرغنہ تھا اس کو وہاں سے اٹھالایا گورداسپور میں اور قادیان میں احناف اور علماء دیوبند کم تھے کیا لیکن نظریہ اس کا یہی تھا کیونکہ آزادی فکر اس میں بہت زیادہ ہے۔

میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں بھی اس آخری عمل کو بنیاد بنانا ہے اور ان کے اعتقاد اور دینیات کے بارے میں انکار انحراف اور غلط بیانی سے باز آنا چاہیے اور انہیں صحیح عقیدے اور صحیح مسلم قرار دینا ہے الحمد للہ اس سے پہلے اگر کچھ بیانات لوگوں کے ہیں تو ان کے علم میں محمد علی جناح کا نکاح اور جنازہ اور پروگرام نہیں ہے ورنہ اگر جنازہ اس شان شوکت سے کسی کو معلوم ہو جائے تو وہ آئندہ کبھی بھی ان کے اہل حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں کرے گا الحمد للہ علی ھذا اور جب بھی پاکستان صحیح خطوط پر قائم ہوا، اس میں شرعی آئین نافذ ہوا، اس میں مضبوط سپریم کونسل بنا اور اس کے بانی کے ساتھ وفاداری کی گئی کہ یہ پاکستان وہ ہے جو محمد علی جناح قائد اعظم نے چند مخلصین کے ساتھ مل کر ہندوستان کے مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجے میں بنایا ہے تو ان شاء اللہ محمد علی جناح کی آخری وصیت کے مطابق اس میں حنفی فقہ توحید وسنت کے نظام کے مطابق نافذ ہوگا اور سارے نقشے جھوٹے اور غلط ثابت ہو جائیں گے۔

پاکستان میں نفاذ اسلام ! کیسے ؟

یہ بات میں نے اس لئے کہی کہ ہم اجنبی نہیں ہیں ہمارا مسلک وہی ہے جس کا آخر کار بانی پاکستان نے اعتراف کیا اور اس نے اس کو اپنے لئے آخرت کا سرمایہ بنایا اور یہ تمام انبیاء و مرسلین اولیاء و متقین ختم المرسلین ﷺ اور ان کے صحابہ تابعین واتباع مجتہدین و محدثین وفقہاء علماء اور اولیاء ہر دور کے صلحاء کا جو مسلک ہے وہ توحید وسنت کا مسلک ہے اس میں شرک کی مذمت ہے اور ہر طرح کی بدعت سے بیزاری ہے والحمدللہ علی حذا

پاکستان آگے بڑھتے بڑھتے چونکہ جن مقاصد کے لئے بنا تھا ان میں وفاداری اور دیانت داری نہیں دکھائی گئی اور پاکستان کو پاکستان کی بنا اور ساخت کے مطابق مذہب نہیں دیا گیا لکھ تو دیا گیا کہ پاکستان کا سپریم کونسل اسلامی ہوگا، پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا، پاکستان کے حساس عہدوں پر غیر مسلم نہیں آسکے گا یہ سب چیزیں قانون اور آئین پاکستان میں موجود ہیں لیکن اس پر عمل تب ہوگا جب پورے ملک پر نظام نافذ ہوگا وہ نہ ہوا پورے ملک پر نظام اسلام نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تو مقننہ قانون ساز جسے اسمبلی یا سینٹ کہتے ہیں وہاں پر اسلامی خطوط، اسلامی قوانین، اسلامی ضوابط اور اسلامی قواعد غالب میں ہو دوسرا یہ کہ انتظامیہ جیسے وزیر اعظم، صدر، وزیر اعلی اور گورنر ملک بھر کے وزراء، ہر فیلڈ کے افسران یہ انتظامیہ ہے ان پر اسلام لاگو ہو اور ان سے اس بات کا حلف لیا گیا ہو کہ آپ جو آرڈر پاس کریں گے وہ اسلام کے مطابق ہونا ضروری ہے اور تیسرا یہ کہ عسکریہ ملکی سرحدوں کے دفاع کرنے والے عساکر جنہیں آسان لفظوں میں فوج کہتے ہیں ان پر بھی اسلام کی

تعظیم تکریم اسلام کی ہو، وقت یہ ہے وہ سل یہ ہے صلاحیت کی طرح نافذ ہو اور اس کی طرف کوئی چیز مقابلے میں آئے وہ صفر ہو جائے۔

پاکستان میں نفاذ اسلام ! ایک مثال

جب بھی اسلام نافذ ہوگا اس کے تین طریقے ہوں گے پارلیمان جو ہوگا نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی بمع سینٹ کے وہ اسلام کے پابند ہو جائیں گے قرآن کریم سنت نبویہ قرآن شریف کے اندر سو سے زیادہ آیات ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ سو آیتیں ہیں اور ڈھائی ہزار احادیث ہیں اور امام اعظم کے شاگردوں سے منقول ہے کہ بارہ ہزار کے قریب احادیث مبارکہ ہیں جن سے پورا اسلامی زندگی کا خاکہ تیار ہوتا ہے ہماری جو کتابیں ہیں ان میں یہ سب مفہوم کے ساتھ اور مصداق کے ساتھ تطابق کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں اور ملک کا جو نظم ونسق ہیں مثلاً ایک مثال دیتا ہوں کہ بلدیہ کے اندر جو افسران بیٹھے ہیں وہ پلاننگ کرتے ہیں کہ اس علاقے کی یہ زمین اس طرح پلاننگ ہو جائے وہ ایک دارالافتاء کو پابند کریں گے کہ ہمیں اس میں اسلامی مسئلہ بتاؤ کہ اس میں گلیاں کتنی چوڑی ہوں گی اس میں کل کتنی مسجدیں آنا چاہیے اس میں کسی غیر مسلم کی مذہبیت کے لئے جگہ چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں مولویوں کا اچھا خاصا کام تھا ان سے بھی روٹیاں اور حلوے بھول جاتے اگر اسلام نافذ ہو جاتا پتہ بھی چل جاتا کہ کون عالم ہے اور کون ویسے ہی علماء کو بدنام کرنے والے ہیں اسی طرح گورنر جو آرڈر پاس کرتے ہیں تو ان کے دائیں بائیں فقیہ مفتی مضبوط قسم کے بیٹھے ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ اس وقت کراچی شہر کو فیڈرل حکومت کی طرف سے یہ احکام جانا

چاہیے یہ احکام جو میں نافذ کرتا ہوں یہ شریعت کے مطابق ہے دستخط کرلیں اور لکھیں گے
''هذا يوافق القرآن والسنة واجماع الامة والائمه'' اور نیچے گورنر صاحب لکھ
دیں گے'' پلیز بی اشوڈ'' (Please be issued) اس کو نافذ کردیا جائے یہی حال
وزیراعلیٰ صاحب جتنے بھی بھنگ اور چرس پئے لیکن کسی بھی وقت اٹھ جائے گا تو دستخط تو کر
ہی لے گا ورنہ زرداری صاحب کسی کو کہہ دے کہ اس کی طرف سے کرلے کسی نہ کسی وقت
چوبیس گھنٹے میں ہوش میں آ ہی جاتا ہے ایسے تبرکات بھی صوبے میں ضروری ہیں جن کو لوگ
دیکھنے کے لئے آتے ہیں کہ یہ پرانے زمانے کی کتاب ہے اللہ چارسو سال پرانی اوہو یہ
سنگ مرمر کی دوات ہے اوہو یہ یاقوت کا قلم ہے یہ ہمارا وزیراعلیٰ ہے تبرک ہے ہمارے
زرداری صاحب کے بزرگوں کی یاد ہے تبرک بآثار الصالحین۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوگئے اندیشہ تھا کہ کچھ دیر بعد انتقال ہو جائے
گا، بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ہے کہ آپ نے اپنے
بیٹے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو جاکے کہو کہ عمر پیغمبر کے
قریب جگہ مانگ رہا ہے دفن ہونے کی لیکن ان کے پاس جا کر یہ نہیں کہنا کہ امیر المؤمنین عمر
کہہ رہے ہیں کیونکہ اب میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، میں جب مسلمانوں کا کام نہیں کرسکتا
ہوں تو امیر المؤمنین کیسے ہوا، عدل وانصاف دیکھیں عمر حیاً میتاً عدل کررہے ہیں اپنے بیٹے کو
کہا کہ بی بی عائشہ سے جگہ مانگو گے تو ان کو کہو کہ عمر مانگ رہا ہے۔ زخمی ہیں آنتریاں باہر نکلی

ہوئی ہیں اور چند لمحوں کے مہمان ہیں لیکن اب بھی عدل وانصاف کو نہیں چھوڑا۔ بخاری شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ"انی لست بامیر المؤمنین"۔(بخاری شریف ج ا ص ۵۲۴) ہمارا دین، ہمارا اسلام عدل اور انصاف سے چلا آیا ہے تو اقتدار ان یہ ذمہ داران جب کام کے نہ ہوں تو ان کو خود ایک طرف ہو جانا چاہیے اور جو کام کے لوگ ہیں ان کو کہو کہ آجاؤ اور آگے بڑھ کر کام میں ہاتھ بٹاؤ حدیث شریف میں ہے کہ یہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ ایسے افراد کو ذمہ داریاں سونپی جائیں گی جو لوگ کام ہی نہیں کر سکیں گے ان کو زبردستی کاموں میں حصہ دار بنایا جائے گا۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ آپ اور ہم دیکھتے ہیں کہ امانتیں ضائع ہو رہی ہیں، دیانت داریاں ختم ہوگئیں ہیں، جگہ جگہ عزتیں لٹ رہی ہیں، ایسے لوگ برسر اقتدار آگئے ہیں کہ جن کی نہ تو خود کوئی عزت ہے اور نہ ہی ان کو دوسروں کی عزت اور آبرو کا کوئی خیال ہے۔

گزشتہ ظلم اور قتل پر حکومت کی خاموشی

میں نے خطبے کے اندر قرآن شریف کی آیت پڑھی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قاتلوں سے ظالموں سے انتقام لینے کا قانون نافذ کیا ہے آج کل پشاور آرمی پبلک اسکول میں معصوم اور نہتے اور بے قصور بچے مارے گئے جس سے پورا عالم زخمی ہے اور پورا عالم اسلام مجروح ہے اور پاکستان کا چپہ چپہ اور ایک ایک فرد غمگین ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ مناظر بڑے بھیانک ہیں اور جس تناؤ میں ان بے قصور بچوں کو مارا گیا ہے تو مارنے والے بڑی دہشت اور وحشت کے مرتکب ہیں۔ یہ سلسلہ تو اس سے بہت پہلے سے جاری ہے

کتنے آرمی بیسوں پہ حملے ہوئے، کتنے قیمتی علماء، وزراء، سفراء صلحاء کراچی سے طورخم، سولجر بازار اور بنوری ٹاؤن سے لے کر کے پشاور کے مال روڈ تک تہہ تیغ کر دیئے گئے لیکن کیا اس پر ہماری اس حکومت نے کبھی بھی کوئی ہنگامی اقدام اٹھایا؟۔ پشاور میں رمضان المبارک کے مہینے میں محدث زمانہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب رحمہ اللہ کو ظالموں نے کیسے شہید کر دیا لیکن اس پر نہ تو فوج کو غصہ نہیں اور نہ ہی ہماری ایجنسیوں میں کوئی حرکت ہوئی۔ اس کے علاوہ کراچی کی سڑکوں پر مولانا لدھیانوی اور مولانا حبیب اللہ مختار سے لے کر مولانا عبدالمجید دینپوری تک کتنے علماء تہہ تیغ کر دیئے گئے لیکن کبھی کسی کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑا اگر اس وقت ان شہادتوں پر اہم اقدامات کر لئے جاتے تو شاید اس وقت صورت حال کچھ اور ہوتی۔ اگر وقت پر ناحق قتل کے سامنے رکاوٹ کھڑی کی جاتی تو شر آگے نہ بڑھتا۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے گلستان میں کہا ہے کہ پانی جب سوراخ کرتا ہے تو ایک تنکے سے اور ایک پتھر سے بھی بند ہو جاتا ہے لیکن کافی دیر تک اگر بہتا رہے تو وہی پانی جسے ایک تنکے نے روک لیا تھا وہ پھر پورے علاقے کو ڈبو دیتا ہے لدا ہوا اونٹ بھی اس میں ڈوب جاتا ہے تو چونکہ پندرہ بیس سال سے ایک سلسلہ شروع ہے اور اہل حق علماء اور دیگر بے قصور مسلمان مختلف پیرایوں میں مارے جا رہے ہیں

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دئے

پیدا کئے فلک نے خاک چھان کر

ان پر کوئی رد عمل نہیں دکھایا گیا اگر فوج کے اس وقت کے ذمہ داروں کو سپہ سالار کو ۔۔۔ بدست دوستوں کو ناراضگی ہو جاتی اور وہ اپنا رد عمل دکھا لیتے تو اس وقت

سے دہشت گرد پکڑے جاتے آگے قتل و غارت ہی نہ ہوتی۔

ایک عالم دین کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے

میرے عزیزو میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک عالم دین جو ناحق قتل ہو جائے اس قوم میں ایک لاکھ پچیس ہزار آدمیوں پر عذاب آئے گا ایک عالم دین جو وارث الانبیاء ہو سوا لاکھ انسان اس کے بدلے میں مارے جائیں گے اور ایک مسلمان نمازی ایک مسلمان کلمہ گو جو عقائد اسلام کا معتقد ہو اور اسلامیات پر عمل پیرا ہو جنہیں معاشرہ اور عرف مسلم کہے اس کے ناحق قتل پر بارہ ہزار سے لے کے پچیس ہزار تک مختلف قسم سے لوگ پریشان کئے جائیں گے کہ یہ کیوں ناحق مارا گیا تو ویسے بھی مسلمان مارے گئے اس کو دکان میں مارا، اس کو موبائل کے لئے مارا، اس کو بینک کے راستے میں مارا، اس کو گاڑی میں مارا، اس کو گھر میں گھس کے مارا اور علماء اور طلباء ان کا تو کوئی حساب نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا عذاب اور قہر جب جوش میں آجاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ خدا کا جب عذاب آجائے گا تم سب پٹ جاؤ گے پھر قیامت کے دن فرق ہوگا کہ یہ یہاں ان کے ساتھ عذاب میں گئے ہیں ورنہ یہ جرائم پیشہ نہیں ہیں

"وامتازوا الیوم ایھا المجرمون" (یٰس آیت ۵۹)

جرائم پیشاؤں کو ان سے علیحدہ کرو یہ تو پاکان لوگ تھے لیکن بروں پر عذاب آیا اور ان کی بد اعمالی کی وجہ سے جو تکلیفیں عام ہو گئیں تو یہ بھی پریشان ہوئے۔ ظاہر ہے قحط سالی آئے گی تو تقویٰ پرہیزگار نماز پڑھنے والوں کو بھی رزق میں تکلیف پیش آئے گی،

زلزلہ آئے گا تو یہ لوگ بھی پھنس جاتے ہیں، ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہو جاتا ہے تو یہ بھی تہہ تیغ ہوتے رہتے ہیں، خندگان اور زحمتیں اٹھاتے ہیں" ثم تبعثون علی نیاتکم "پھر قیامت کے دن تم کو اپنی اچھی نیت سے، اچھے ماحول میں عزت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا دنیا کے اندر تو ہرن اور خنزیر، بکری اور کتا، حلال اور حرام، دودھ اور موت، شہد اور شراب سارے اکٹھے دنیا میں مل رہے ہیں اور چل رہے ہیں، دنیا کا نظام تو ایسا خلط ملط ہے اس نظام کو درست کرنے کے لئے اور پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر چار قانون نازل کئے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں ذکر کردہ چار اہم قوانین

پاکستان کے چھوٹے چھوٹے چار صوبے ہیں باقی پاکستان تو بیچ دیا گیا اور کھایا گیا اور اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ پاکستان میں چار چھوٹے چھوٹے صوبے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر چار قوانین ذکر کئے ہیں

پہلا قانون

ایک قانون یہ ہے کہ جو میں نے خطبے میں آیتیں پڑھیں" كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى "اگر لوگ قتل ہو جائے تو اُن کا قصاص لینا تم پر فرض کیا گیا "القتلیٰ جمع قتیل بمعنی مقتول کالجرحی جمع جریح بمعنی مجروح والشتی جمع شتیت والمرضی جمع مریض "تین طرح انسان معاشرے میں ہوتے ہیں بہت اونچی ذات پات کے" اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ "اگر بڑے اونچے ذات پات کا

سے دہشت گرد پکڑے جاتے آگے قتل وغارت ہی نہ ہوتی۔

ایک عالم دین کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے

میرے عزیزو میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک عالم دین جو ناحق قتل ہو جائے اس قوم میں ایک لاکھ پچیس ہزار آدمیوں پر عذاب آئے گا ایک عالم دین جو وارث الانبیاء ہو سوا لاکھ انسان اس کے بدلے میں مارے جائیں گے اور ایک مسلمان نمازی ایک مسلمان کلمہ گو جو عقائد اسلام کا معتقد ہو اور اسلامیات پر عمل پیرا ہو جنہیں معاشرہ اور عرف مسلم کہے اس کے ناحق قتل پر بارہ ہزار سے لے کے پچیس ۔۔ نت مختلف قسم سے لوگ پریشان کئے جائیں گے کہ یہ کیوں ناحق مارا گیا تو ویسے بھی مسلمان مارے گئے اس کو دکان میں مارا، اس کو موبائل کے لئے مارا، اس کو بینک کے راستے میں مارا، اس کو گاڑی میں مارا، اس کو گھر میں گھس کے مارا اور علماء اور طلباء ان کا تو کوئی حساب نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا عذاب اور قہر جب جوش میں آجاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ خدا کا جب عذاب آجائے گا تم سب پٹ جاؤ گے پھر قیامت کے دن فرق ہوگا کہ یہ یہ ان کے ساتھ عذاب میں گئے ہیں ورنہ یہ جرائم پیشہ نہیں تھے

"وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ" (یٰس آیت ۵۹)

جرائم پیشاؤں کو ان سے علیحدہ کر دو یہ تو پاکان لوگ تھے، لیکن بروں پر عذاب آیا اور ان کی بداعمالی کی وجہ سے جو تکلیفیں عام ہو گئیں تو یہ بھی پریشان ہوئے۔ ظاہر ہے قحط سالی آئے گی تو تقویٰ پرہیزگار نماز پڑھنے والوں کو بھی رزق میں تکلیف پیش آئے گی،

زلزلہ آئے گا تو یہ لوگ بھی دھنس جاتے ہیں، ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہو جاتا ہے تو یہ بھی تہہ تیغ ہوتے رہتے ہیں، خفگان اور زحمتیں اٹھاتے ہیں" ثم تبعثون علی نیاتکم "پھر قیامت کے دن تم کو اپنی اچھی نیت سے، اچھے ماحول میں عزت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا دنیا کے اندر تو ہرن اور خنزیر، بکری اور کتا، حلال اور حرام، دودھ اور موت، شہد اور شراب سارے اکھٹے دنیا میں مل رہے ہیں اور چل رہے ہیں، دنیا کا نظام تو ایسا خلط ملط ہے اس نظام کو درست کرنے کے لئے اور پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر چار قانون نازل کئے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں ذکر کردہ چار اہم قوانین

پاکستان کے چھوٹے چھوٹے چار صوبے ہیں باقی پاکستان تو بیچ دیا گیا اور کھایا گیا اور اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ پاکستان میں چار چھوٹے چھوٹے صوبے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر چار قوانین ذکر کئے ہیں

پہلا قانون

ایک قانون یہ ہے کہ جو میں نے خطبے میں آیتیں پڑھیں " کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی "اگر لوگ قتل ہو جائے تو اُن کا قصاص لینا تم پر فرض کیا گیا "القتلیٰ جمع قتیل بمعنی مقتول کالجرحی جمع جریح بمعنی مجروح والشتی جمع شتیت والمرضی جمع مریض "تین طرح انسان معاشرے میں ہوتے ہیں بہت اونچی ذات پات کے" اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ "اگر بڑے اونچے ذات پات کا

خاندان اور عہدے کا آدمی بھی قتل ناحق کا مرتکب ہو جائے تو مارا جائے گا چھوڑا نہیں اس کو اور دوسرا بالکل ہی کمزور طبقہ'' وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ''غلام نوکر چاکر بھی اگر مارا جائے تو اس کے بدلے بھی مارنے والا قتل ہوگا، وہ بھی انسان ہے مخلوق خدا ہے اور تیسری عورت جو ایک حیثیت سے بہت بلند ہے کیونکہ ماں ہے اور دوسری حیثیت سے ایک عام معاشرے کا کمزور صنف نازک ہے'' وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ''اور عورت قتل کرے عورت کو یا عورت قتل ہو جائے تو اس کا قاتل بھی قصاص کیا جائے گا یہ تین طبقوں کو متعین فرمالیا جب بھی معاشرے کے اندر بغاوت اور سرکشی بڑھتی ہے تو یہ تین طبقوں کا دفاع ناحق ہوتا ہے بڑے ذات پات کا آدمی ہے بڑے اونچے سیاسی جماعت کا سربراہ ہے اور اس کا سر آوردہ فرد ہے اس پر کوئی قانون ہاتھ نہیں ڈال سکتا فرمایا یہ قانون نہیں یہ قانون کا تمسخر اڑانا ہے'' اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ''یہ قتل کر چکا ہے واجب القتل ہے اور عبد غلام والعبد بالعبد۔

'' یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ''اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ قاتلین سے مقتولوں کے لئے انتقام لے لو شرعی قاعدے کے مطابق اصول اسلام کے مطابق عدالت اور شہادت کے مطابق جو انتقام ہوتا ہے اس کو قصاص کہتے ہیں اگر خود کوئی قتل کے بدلے میں قتل کر لے تو وہ شرعی سزا نہیں ہے وہ شخصی سزا ہے اگر وہ ثابت ہی نہ کر سکا تو قاضی اس کو موت کی سزا دے گا پنچایت بھی یہ کام نہیں کر سکتا جب تک کہ پنچایت میں قاضی یا مفتی موجود نہ ہو اور جب تک پنچایت اس علاقے کی طاقتور نہ ہو کیونکہ جب تک طاقت نہ ہو تو نفاذ نہیں ہوگا تو یہ اچھی بات ہے کہ بعض ٹکڑے ادارے آگے بڑھے ہیں وہ تو اپنے خاص مفاد کے لئے آگے بڑھے ہیں لیکن چلو اس بہانے اللہ

تعالیٰ واقعی جرائم پیشاؤں کو سزا دے دے اور اس بہانے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاکستان میں اور چاروں صوبوں میں امن قائم فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے چار قانون ذکر کیے ہیں ایک قانون یہ ہے کہ "اَلْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی" کا مقتولین کے لئے قاتلوں سے انتقام لینا شرعی انتقام لینا اور قصاص کا قانون نافذ کرنا اور عجیب بات ہے کہ فرمایا اگر وہ لوگ راضی ہو جائیں اور خون بہا دینا چاہیں اور مقتول والے معاف کرنا چاہیں تو معاف کر سکتے ہیں لیکن" وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "لیکن قصاص لینے پہ ڈٹے رہو اس میں زندگی ہے، مُردوں کو بیچنے میں زندگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی منشی اور پسند بھی یہی ہے کہ قصاص کا قانون نافذ ہو جائے اور جرائم پیشہ کو سزا مل جائے تاکہ اور لوگوں کی زندگی پر امن ہو جائے اس کو فرمایا" وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "تو قصاص قاتل اور مجرم کو قرار واقعی سزا دینا یہ قرآن کا حکم ہے مسلمانوں کا ایمان ہے اس لئے قاتلین سفاکین اور دہشت گردوں کے ساتھ کسی کی کوئی رعایت اور حمایت کا برتاؤ نہیں ہے لیکن ملک بھر میں جو ناحق قتل ہوئے اور ان کے قاتل اور ان کی تنظیمیں اور ان کی اشارات اور ان کے فارمولے ہر دور اور ہر زمانے میں سامنے آچکے ہیں ان کے ساتھ بھی حساب ضروری ہے ورنہ قانون کچھ لوگوں کے لئے ہے اور کچھ کے لئے نہیں تو یہ قانون نہیں رہا یہ تو خود رائے بن جاتی ہے اپنی رائے قانون نہیں ہوتی ہے قانون تو آپ کے لئے اور میرے لئے یکساں ہوگا تب قانون ہوگا۔

عام طور پر ملکوں کے اندر اگر قصاص نہ ہو اور قاتل سے مقتول کے لئے شرعی

قصاص وانتقام کا نظام نہ ہوتو معاشرے میں افراتفری پھیل جائے گی اور افراتفری کا اثر پھر مال پر ہوگا پھر جو قاتل ہے اور اس کو سزا نہیں مل رہی ہے، جرائم پیشہ ہے اور ان کو فری ہینڈ دیا گیا ہے وہ پھر لوگوں کی دکانیں لوٹیں گے لوگوں کے سرمائے ہتھیائیں گے لوگوں کی جائیدادوں پر قبضے کریں گے وہ شریف وعزت والے لوگ ہوں سب تو اس جیسے نہیں سکتے ہیں اور نہ اس کا مقابلہ جانتے ہیں۔

دوسرا قانون

اس کے فوراً بعد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مال کا قانون نافذ کیا "کُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ " کہ مال کی تقسیم بھی شرعی قاعدے کے ساتھ ہوتا کہ کوئی کسی کا ایک پیسہ بھی ناحق نہ لے سکے، ایک پائی پونا بھی کسی سے زبردستی نہ لے سکے تو مال کا قانون نافذ کرلیا اب ملک میں قاتل سے مقتول کے لئے قتل کا شرعی انتقام لیا جارہا ہے دھڑ یلے سے قانون موجود ہے" يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى "اور ملک میں مال کمانا اور مال اپنانا اور یہ بھی ایک قانون کے ساتھ ہے کوئی کسی کے مال و دولت اور عزت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تو جس طرح اس کا نتیجہ امن ہوگا اس طرح خاص طبقے کے لئے تنگی بھی پیش آئے گی افسران کہتے ہیں تنخواہ کتنی ہے تمیں ہزار باقی تو ایسے ہی تمیں لاکھ ہمارے مہینے کا خرچہ ہے اور ایسے ہی پورا ہوگا وہ ایک افیسر سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر کے سامنے پھلوں کی بھی گاڑی کھڑی ہوتی ہے،

سبزیوں کی دودھ اور گھی کی بھی اس نے کہا یہ اللہ کی مہربانی ہے کچھ دنوں بعد وہ ریٹائر ہوگیا یا وہ نوکری ختم ہوگئی تو کسی نے پوچھا کہ اب تو آپ خود دکان پہ جاتے ہیں کہا تھوڑی دیر کے لئے اللہ ناراض ہوا ہے

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس قدر ہوگئے فقیہانِ حرم بے توفیق

تیسرا قانون

تو تیسرا قانون نافذ ہوا ''یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ '' روزے رکھنا سیکھو یہ رمضان شریف کا روزہ اس لئے فرض ہے امیر پر بھی، غریب پر بھی، بادشاہ پر بھی، رعایا پر بھی، نبی پر بھی، امتی پر بھی، مرد پر بھی، عورت پر بھی، بس جو بلوغ کو پہنچا لڑکا ہو یا لڑکی ہو مسلمان عاقل بالغ ہے اس کو رمضان شریف مہینہ بھر کے روزے رکھنے ہیں تا کہ اس میں تحمل آجائے مشقت برداشت کرنے کی صلاحیت آجائے ملک نہ بیچے نوکری نہ بیچے مسلمانوں کے عزت وآبرو نہ بیچے اب قانون بھی قصاص کا نافذ ہے مال کی تقسیم بھی شرعی موجود ہے کوئی کسی کے پائی پونے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے اور تحمل اور مشقت اور مصیبتیں سہنے کا ملکہ اور جذبہ بھی پیدا کیا جارہا ہے مستقل عبادات کا اجرا ہے روزے اور تراویح اور راتوں کو اٹھنا سحری کرنا یہ کوئی معمولی باتیں نہیں یہ قرآن کی وحی ہے خدا کے احکام ہیں یہ ۔ یہ قوانین موجود تھے تو لوگ انسان تھے یہ نہیں رہے تو لوگ درندے بن گئے ایک دوسرے کی جان لینا اتنا آسان ہوا جیسے انڈے توڑنا اور چڑیاں مارنا سب سے آسان پاکستان میں

قتل ہے باقی سارے امور مشکل ہیں کیونکہ پوچھ گچھ نہیں، ہر ظالم کو قتال کو فری ہینڈ دیا گیا ہے اسے ججز بھی سہتے ہیں، غریب بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں، راستے بند ہو جائیں گے ان سے وکلاء بھی پریشان ہیں، ان کے راستوں میں گواہ بھی نہیں کھڑے ہو سکتے تو قانون کس طرح نافذ ہو جائے گا قرآن کو دیکھو پہلے فرمایا قصاص صحیح طرح نافذ کرو ظالم سے ظلم کا قاتل سے قتل کا مجرم سے جرائم کا انتقام لینے میں وحی کا استعمال کرو اللہ کے قانون کو استعمال کرو اور مال کی تقسیم مال کا حصول اسلامی طریقے سے کر لو تا کہ ہر طبقہ امن سے ہو جائے بھوکے رہو روزہ رکھو پیاسے رہو لیکن دوسروں کی چیزیں ناحق نہ لوٹو تو ایک فرقہ اور موجود تھا رشوت ستانی کا رشوت خوروں کا اب اس کو مخاطب کیا گیا۔

چوتھا قانون

تو چوتھا قانون آیا'' وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ''اے لوگو ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور نہ ظالم اور رشوت خوروں کو رشوت دے کر اپنا کام کراؤ یہ بہت بڑا ناجائز فعل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ اس کا انجام خود تمہاری تباہی کی شکل میں ہوگا اور عجیب بات ہے کہ سرکاری افسران رشوت خوروں کو کنویں سے تعبیر کیا گیا اور کہا کہ'' وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ '' کہ یہ کنویں ہیں تو کنویں سے پانی جانا چاہیے وہ لوگوں کا کام کریں اگر کنویں کے اندر باہر سے پانی آئے تو کنواں کھنڈر ویران، تباہ و برباد ہو جائے گا یہ لوگوں کی چیزیں جو لے رہے ہیں یہ اب ذمہ داران کہاں رہے، افسران کہاں

رہے یہ تو بنجر ویران کنویں ہیں جو انسانوں کے کام آنے کے بجائے اب اُن کی تباہی کی اور ہلاکت کے کھڈے بنے ہوئے ہیں۔ (سورہ بقرہ)

تو میرے عزیز و ملک کے اندر قانون کی بالادستی اور ظالم سے ظلم کا، قاتل سے قتل کا ، جرائم پیشہ سے اس کے جرائم کا حساب کرنا اور اسے سزا دینا یہ قرآن کا فیصلہ ہے اس لئے ملک بھر کے علماء مسلمان مدارس مساجد اس پر خوش ہیں اور اس کو عدل کے ساتھ نافذ کرنا ہوگا اور صرف اس سے امن قائم نہیں ہوگا آگے جو مال غلط طریقے سے لوٹا جاتا ہے، مال کی تقسیم اور کمائی کے حصول بھی شریعت کے مطابق ہو عبادات کا اجرا ہو لوگوں میں مشقت کا تحمل ہو اور افسران کو ناجائز اور ظلم کرنے سے روکا جائے اور رشوت ستانی پر پابندی ہو دیکھو کہ پاکستان جنت کا ٹکڑا بنتا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ امن وسکون فرمائے پاکستان کے چاروں صوبوں میں اللہ حفاظت اور عملداری پیدا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال 2 کراچی